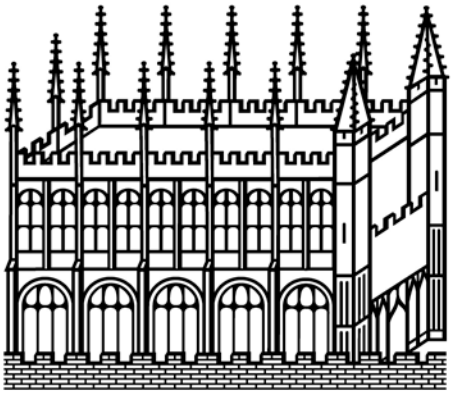


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

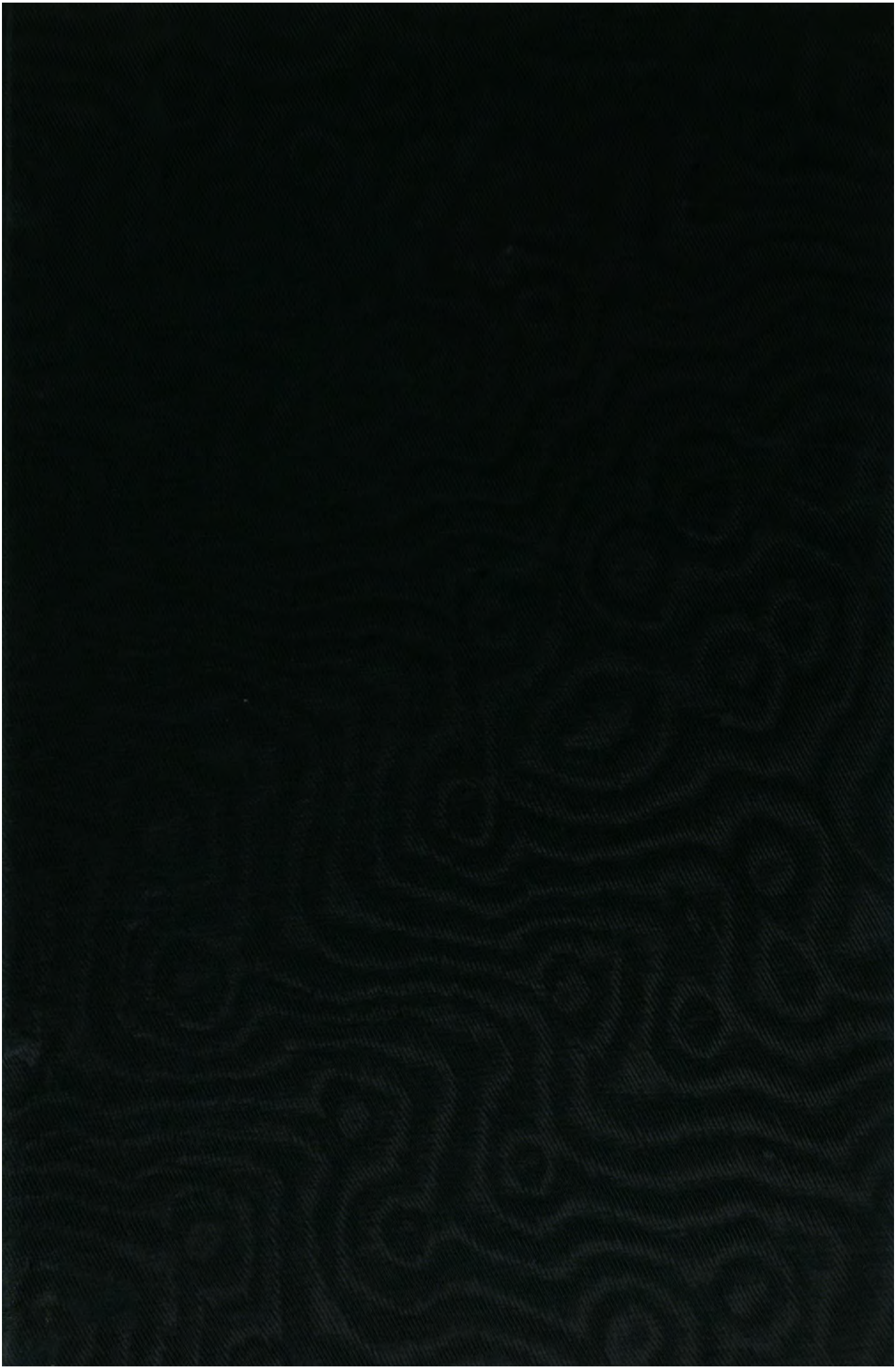
This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.





اوسکی طرف سے خوب جھگڑی پھر آرسی مصحف دکھایا اور دولھہ کو دولھن کا جھوٹا شربت پلایا اسکے بعد مظفر شاہ
و حسن آرا نے روح افزا کو بہت سا جہیز نقد و جنس لونڈی غلام دیکر بتجمل تمام رخصت کیا برات کو اوسی
رونق سے فیروز شاہ اور تاج الملوک لیے ہوئے شاد و خرم جزیرۂ ارم مین داخل ہوئے کئی دن وہان چہل رہی پھر
بکاولی اور تاج الملوک روح افزا اور بہرام کو اوسی طمطراق سے لیکر ملک نگارین کو روانہ ہوئے تھوڑے عرصے مین
جا پونہچے پھر بہرام کے مان باپ کو بلوا کر تمام قصہ کہکر سنایا اور دونون کا دیدار دکھایا وہ بہو بیٹے کو دیکھکر بہت شاد
ہوئے اور بکاولی کے جان و دل سے ممنون احسان ہوئے من بعد وزیر نے مجلس نشاط کی وہان تیار کی بادشاہ کو جاکر
لے آیا اور جتنے چھوٹے بڑے امیر تھے اونکو بھی بلایا جس قدر اہل طرب شہر مین تھے اونکو طلب کیا غرض کئی دن تک
ناچ راگ کی صحبت رہی مہمانداری بخوبی کی بادشاہ اور بادشاہزادے کے حضور مین سیکڑون کشتیان جواہر
اور پوشاک کی رکھین اور محل مین بھی اوسی قبیل سے بھجوائین انعام اور اکرام لوگون کو بہت سا دیا نقد و جنس
بیشمار بانٹا بعد اوسکے حضرت اعلے قلعۂ مبارک مین تشریف لے گئے سب مہمان بھی رخصت ہوئے پھر
بکاولی نے حمالہ کو کہلا بھیجا کہ جلدی میرے باغ اور محل کو اوکھڑوا کر یہان لے آؤ وہ دو چار ہی دن کے
عرصے مین لیکر پونہچی فی الفور متصل اپنے دولت سرا کے نہایت آراستگی کے ساتھ قائم کرکے روح افزا
اور بہرام کے حوالے کیا الحمد للہ تعالے کے فضل سے سب شاد ہوئے اور بخوبی آباد ہوئے اشعار

غرض جس طرح سے کیا اونکو شاد	ہماری بھی دے یا الٰہی مراد	یہ قصہ ہوا جب بخوبی تمام	تو پھر فکر تاریخ تھی صبح و شام
	یکایک سنی مینے آواز غیب	کہ ہے مذہب عشق تاریخ نام	

تاریخ عیسوی

ہوئی پھر یہ خواہش کہ کلک زبان	کرین عیسوی سال کو بھی بیان	تو پھر ہاتف غیب نے دی صدا	کہ اس مذہب عشق مین کوئی آ
	کرے مشرب جام گر اختیار	تو راز نہان اوسپہ ہوا شکار	

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ فسانۂ خوش اسلوب و داستان مرغوب مسمی بہ مذہب عشق معروف بگل بکاولی بمطبع منشی نولکشور
واقع کانپور ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ع مین طبع ہوئی

اور ماں باپ کو دینا سے کھو جاتا اگرچہ مرتاسب کا بُرا ہی خصوصاً ایسے جوان شکیل کا فی الواقع تقصیر بھی ایسی ہوئی تھی لیکن اس طرح کی سزا اب فائدہ نہین رکھتی جو کچھ ہونا تھا سو ہوچکا مین نے فرض کیا کہ آپ نے اوسے مار ڈالا لیکن کلنگ کا ٹیکا تو نہ مٹے گا اب تو سو جانتے ہین پھر ہزارون جانین گے اس سے بہتر یہ ہی کہ اوسکی تقصیر معاف کیجیے اور روح افزا کو اوسکے ساتھ بیاہ دیجیے کیونکہ بہرام نہایت طرحدار اور قابل ہے کچھ اس مین مضائقہ نہین وزیرادر بادشاہ مین ہمیشہ سے رشتہ ہوتا آیا ہی اور جو انسان کو آپ حقیر جانتے ہین تو پھر مجکو کیون تاج الملوک کے ساتھ بیاہا بیٹی اور بھتیجی مین کیا فرق ہے مظفر شاہ نے یہ باتین سنکر سر جھکالیا اور کہا بہت بہتر مختار ہو پھر وہان سے روح افزا کے پاس آئی دیکھا کہ وہ آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے سر جھار منھ پہاڑ بنائے بیٹھی ہے ہنس کر کہنے لگی واہ واہ ری گھسکی کہان جاکر سُرنگ لگائی پناہ مانگیے اور ڈریے تجھسے اور تیرے دیدے سے بس اوٹھکھڑی ہو ہنس بول کپڑے بدل حجری سے باہر نکل مین تیرے چاہنے والے کو سلامت لے آئی ہون اب کوئی دن مین دل کھولکر ملیو اور ہمیشہ عیش کیجیو روح افزا بہن کی باتون سے مسکرا کر اوٹھ بیٹھی اور بلائین لیکر گلے سے لپٹ گئی رات کی رات تو بکاولی وہان رہی صبح کے وقت روح افزا کو مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس لیگئی تقصیر معاف کروائی پھر اوسکو پائیون بٹھا کر تاج الملوک اور بہرام کو لیکر جزیرۂ ارم مین جا کر پونہچے اور یا جرا من وعن اپنی ماں باپ کے گوش گزار کیا پھر اونسے درخواست کی کہ وہ جس دھوم سے تاج الملوک کو لیکر بیاہنے آئے تھے اوسی طرح تم بھی بہرام کو بیاہنے چلیو اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرو چنانچہ اونھون نے ویسی ہی مہمانداری اور تیاری اندر باہر کی اور تجمل سے بہرام کو خلعت شاہانہ اور جواہر پہنا کر پھولون کا سہرا باندھکر بڑے کروفر سے جزیرۂ فردوس کو روانہ ہوئی وہان کی تیاری کا کیا کہنا ہی پری کی بیاہ کا تجمل زبان کیسا بیان کیجیے اور قلم کب لکھ سکے غرض مظفر شاہ کی طرف کے لوگون نے براتیون کو اور دولھا کو لیجاکر نہایت عظم وشان سے مجلس نشاط مین بٹھایا اور زنانی سواریون کو اوسی وضع سے اوتروا کر بڑی تعظیم اور تواضع سے حسن آرا کے علاقہ دار مجلس انبساط مین لے آئے پہر رات تک اندر باہر ناچ راگ کی صحبت رہی آتشبازی انواع واقسام کی چھوٹی پھر اپنے خاندان کے چلن کے موافق اوس پری پیکر کا نکاح اوس رشک قمر کے ساتھ بندھوایا ہار اور پان دینے کے بعد نوشہ کو ریت ورسم کے واسطے محل مین بھجوایا بکاولی بھی بہنون کی طرح بہرام کے ساتھ گئی اور ٹونے کرتی ہوئی

سخت متعجب ہوئے شاہ آتش غضب سے جلکر کباب ہوگیا اور کہنے لگا ای بدذات نابکار تو غضب سلطانی سے
نہ ڈرا اور اپنے جی مین کچھ نسوچا سچ کہا اس دریا مین تجھے کون لایا اور بادشاہون کے محل مین کس نے پونہچایا
لے اس دھٹائی اور بے پروائی کا ثمرہ تو ہلاکت کے سوا کچھ نپائے گا اور اوسکی سزا مین جان سے جائے گا
بہرام بولا عاشقون کا رہنما جذبۂ اشتیاق ہے اور اونھین کے سزاوار تکلیف مالایطاق ہی عشق کی وہ زنجیر
نہین کہ کوئی آپ سے پاؤن مین ڈالے اور باختیار گرفتار ہو عاشقون نے رشتہ رشتۂ اختیار سے توڑا ہے
اور بے اختیاری سے جوڑا ہے جس نے زندگی سے ہاتھ دھوئے اوسے موت سے کیا خطرہ ہی اور جان کی
کیا پروا ہے مگر حسرت دیدار جی مین رہیگی اور گور مین جو می خون آنکھون سے بہے گی شعر موت سے ہرگز
نہین ڈرتا نہ کچھ غم ہے مگر ؎ گلرخون کی دید سے محروم مین رہجاؤن گا ؎ آخر مظفر شاہ کا شعلۂ غضب
ایسا بھڑکا کہ لوگون سے فرمایا اس آتش کے پرکالے کو جلد شہر سے دور لیجا کر آگ مین ڈال دو اور جلا کے
خاک سیاہ کردو اتفاقاً تاج الملوک اور بکاولی گلستان ارم کی سیر کو آتے تھے جس مقام سے
جزیرۂ فردوس نزدیک رہجاتا تھا وہان پونہچے جی مین آیا کہ چلو روح افزا کو بھی دیکھین اور دو دن وہان کی
بھی سیر کرین القصہ جزیرۂ فردوس کی طرف پھرے اور وہان آنکلے جہان لکڑیون کا انبار لگا تھا اور بہرام
اوسپر بیٹھا تھا بلکہ چارون طرف سے آگ دے چکے تھے جو ہین بکاولی نے لوگون کی بھیڑ دیکھی اور آگ بھڑکی
ہوئی اوسے نظر پڑی تخت اپنا قریب لیجا کر پوچھنے لگی کہ یہ کیا ہنگامہ ہے کوئی بول اوٹھا کہ روح افزا کے
عاشق کو جلاتے ہین سنتے ہی اس بات کے تخت سے اوتر کر آگے بڑھی کیا دیکھتی ہے کہ بہرام ہے
فی الفور بکاولی نے کہا جلد اس آگ کو بجھاؤ اور اس جوان کو نکالو اگر اسکا ایک رونگٹا بھی جلا تو سیکڑون کے سر جلاؤنگی
بلکہ اوسکا گھر کا گھر خاک مین ملاؤن گی لوگ ڈر گئے اور آگ کو بجھا دیا اور بہرام کو نکالکر شہزادی کی حوالے کیا اوسکو ہمراہ لیکر
ایک باغ مین جا اوتری پھر تاج الملوک کو اور اوسے وہان چھوڑا آپ مظفر شاہ اور حسن آرا کی پاس گئی جھک کر سلام کیا
اونھون نے اوسکا سر چھاتی سے لگایا خیر و عافیت پوچھی اور آنے کی حقیقت بکاولی نے کہا کہ میرا بے اختیار
آپ کے اور چچی جان کے دیکھنے کو جی چاہتا تھا اسکے سوا خیریت ہی لیکن راہ مین عجب ماجرا دیکھا ہے کہ میرے
سسر کے وزیرزادے کو لوگ جلایا چاہتے تھے اگر میرے آنے مین اور ایک دم کا وقفہ ہوتا تو وہ جلکر راکھ ہوجاتا

اور نزدیک آپ سے انجان ٭ شعر کون ہی گھر مین جب اتنی بھی نہین تجکو خبر ٭ پھر تو یہ کیا جانی کیا ہے
اوج بام چرخ پر ٭ القصہ حسن آرا نے حسب وجوگر کے روح افزا کی خواصون کو دمکایا اور مظفر شاہ کے
غضب سی ڈرایا جب ایک خواص کہ اوسکا نام گلرخ تھا اوسکے نزدیک آکر یون کہنے لگی کہ اس خلوت سرا کا بھید ہمپر
کیونکر کھلے نہ وہان تک گذارا نہ دیدہ بان بینا ٭ شعر اوسکے منہ کے دیکھنے کو دیدۂ دل چاہیے ٭ چشم ظاہر مین
ہماری دیدکر سکتی ہی کب ٭ لیکن اندنون ہماری صاحبزادی صبح وشام اس قمری سی مشغول رہتی ہے
اور اوسکے پنجرے کو ایک دم آنکھ سے اوجھل نہین رکھتی ظاہر مین تو یہ پرندہ ہی اور باطن کی ہمکو خبر نہین
بس اپنا طائر قیاس آگے نہین اوسکتا مگر بلکہ اوڑتی چڑیا پہچانتی ہی اسکی کنہ سمجھ لے اے نادان بسبب
علاقہ روح سبزہ زار دنیا کی سیر کو آتا ہی جب تک یہ مربع طلسم عناصر اسکے گلے مین پڑا ہی اور قفس وجود مین
طوق بندگی اوسکا گلوگیر ہے چشم ظاہر بین مشت خاک کے سوا کچھ نہین دیکھتی جس دن یہ طلسم ٹوٹ گیا کیفیت
اوسکی کھل جائیگی کہ وہ کون ہی اور یہ نیرنگ کیا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہی
جب لوگ آئینگے اس حال سے آگاہ ہون گے وجود مطلق ایک دریا ہے اور ہر موجود مثل حباب ہی جب
حباب سے ہوا نکل گئی دریا کے سوا کچھ نہین بس تامل سے دیکھ کہ اصل ہستی دریا کی ہی لیکن فرق مرتبہ کا
البتہ ہے حباب کو کوئی دریا نہ کہے گا اور دریا کو حباب اور کعبہ کو قبلہ کہتے ہین اور بتخانی کو کنشت جہنم کو دوزخ
اور جنت کو بہشت شعر ہر مرتبے مین اور ہی حکم وجود ہی ٭ زندیق ہے جو حفظ مراتب کرے نہ تو ٭ واقعی مسئلہ
وحدت وجود کا مشکل ترین مسائل ہے اور بہتیرے اس بحر عمیق مین گر کے مذہب جبری کے بھنور مین جا پڑے
اور اکثر مسلک دہری کے گرداب مین ڈوبے ہادی یہان فضل الٰہی اور کرم رسالت پناہی کے سوا
کوئی نہین قصہ کوتاہ حسن آرا نے روح افزا کی نشستگاہ مین جا پنجرے کو اوتار لیا اور ارادہ
لے جانے کا کیا روح افزا اوسکو شاہین کے چنگل مین دیکھکر کلیجہ پکڑ کر رہ گئی منہ سی تو ماری لحاظ کے
بول نسکی پر طائر روح قفس تن مین تڑپنے لگا ہر چند تڑپا لیکن قضا و قدر کے ہاتھ سے نہ چھوٹا غرض اوس
بے پر کو وہ پری لے اوڑی اور مظفر شاہ کے روبرو اوسکا پنجرہ جاکر رکھدیا شاہ نے نکال کر اوسکی بال و پر
تمام کھولے آخر گلے پر جو ہاتھ پڑا تو ایک تعویذ بندھا نظر آیا اوسکو کھولا بہرام آدمی ہو گیا حاضرین مجلس

جو آنکھ کھولی تو اپنا مرتبہ برنگ گل دیکھا اور محبوبہ کا دل مثل بلبل ماری خوشی کی پھول گیا اور اگلی پچھلی باتین بھول گیا پھر تو بی کھٹکے اپنے ہونٹھ کہ رشک گلبرگ تھے اوسکے دہن سے کہ غیرت غنچہ یاسمن تھا ملائے اور خوب ہی مزے اوڑائے ازبسکہ وہ گل پیرہن بھی اشتیاق مین بھری ہوئی تھی آپ کو روک نسکی گھٹ ہی گئی آخر نسیم نے کلی کو پھول بنایا اور آپس مین نئی طرح سے لطف اوٹھایا روح افزا کا جی لگا کہ ایک ساعت اوس سے جدا رہنا دشوار ہوا پھر یہ ارادہ کیا کہ اسکو جز جان کی طرح گلے سے لگائے رکھیے مگر دشمنون کی نظر سے چھپائے رکھیے آخر ایک طلسم اوسکے گلے مین باندھا اور قمری بنا کر ایک سونے کے پنجرے مین رکھا پھر تو وہ سرو گل اندام روبرو لٹکائے رکھتی تھی رات کو پنجرے سے نکالکر پھر آدمی بناتی تھی اور صبح تک اوسکی صحبت سے انواع و اقسام کی کیفیتین اوٹھاتی چند مدت اس طرح گذر گئی اور یہ بات چھپی رہی آخر عشق اور مشک بی ظاہر ہوئے نہین رہتا کچھ بو باس یہان کی حسن آرا تک پونہچی ایک دن نور کی تڑکی اوسکی سن گن لینے آئی جب روح افزا کی پاس آنکلی دیکھا کہ اوسکی زلف مشکین کا طور بطور ہے اور سیب زنخدان کا رنگ اور ہے نسرین رخسار کی رنگت گل سے اور نرگس ہمخواب کی کیفیت جام سے دیکھی پیشواز کی چولی کی حالت اور طرح کی پائی اور انگیا کی صورت کچھ اور ہی نظر آئی سمجھی کہ اسکا یاقوت کسی کے الماس سے مقہور کندہ ہوا ہے اور جھو کا نسیم کا بلاشبہہ اسکے غنچے کو لگا دوڑ کر غصے سے ایک دھتر پیٹھ مین مارا اور کہنے لگی ای علامہ گل کا نام ڈبویا کیا غضب کیا تو نی کنوارپنے مین کس سے آنکھ لگائی تجھے غیر مردوے سے حیا نہ آئی حیف تیری زیست پر چپنی بھر پانی مین ڈوب مر تیری رسوائی کا نقارہ بج گیا تو نے باپ کا نام خراب کیا سچ بتا کہ یہ کیا ماجرا ہے نہین تو تیرا گلا گھونٹ ڈالون گی اور جیتا نرکھون گی روح افزا اسکے ڈر کی تھر تھراتی تھی اور کہتی تھی امان مجھے تمھارے سر کی قسم جو مین نے کسی مردوے کو بھی دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین یہ فقط تہمت ہے اور صاف بندش ہے تم کیسی ماں ہو کہ بیٹی کو عیب لگاتی ہو اور لوگون کے کہنے سننے پر جاتی ہو غرض اوسنے ہر چند سخت سخت قسمین کھائین اور بہتیری باتین بنائین مگر اوسنے باور نکیا بلکہ درپے ہوئی کہ جس چور نے اس گھر مین کو نجھل دی ہے اوسے پکڑا چاہیے اور اچھی طرح سزا کو پونہچایئے ہزارون جاسوسون عیارون نے زمین و آسمان کو ڈھونڈ مارا لیکن گھر کے پنجرے کا بھید کسی پر نہ کھلا ای عزیز تو عرش پر کس کے ڈھونڈھنے کا ارادہ رکھتا ہے جو تیرے خانۂ دل سے ہے اوسکی تو تجھے خبر نہین واہ واہ دور کا دھیان

وہ غنچہ دہن بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی اور بنفشہ سے کہنے لگی کہ اے بنفشہ تمھاری بہن نہایت کوڑھی کلاب تک آرسی کی پشت دو رو نہین جانتی آج کی رات اسے یہان چھوڑ جاؤ ہم اسکے ساتھ ہنسین بولین چہلین کرینگے اوسنے عرض کی میری عین خوشی اور اوسکی سراسر سرافرازی یہ کہکر وہ تو اپنے گھر آئی اور یہ لارام کے خلوت خانے مین رہا اے عزیز اگر بہرام زنانہ لباس نہ پہنتا تو ہرگز اپنی معشوقہ سے اتنا جلد نہ ملتا اور اپنی مطلب کو نہ پہونچتا فی الواقع جو عاشق کہ معشوق کا رنگ پکڑتا ہی معشوق خود عاشق اوسکا ہوجاتا ہی چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس موضع کا کلام فرمایا ہی حاصل اوسکا یہ ہی کہ خصائل خدا کی پیروی کرو تا قربت اوس سے حاصل ہو اور جب امور عالم کے انتظام دینے والون نے نقاب ظلمانی سی چہرۂ روز کو چھپایا اور چادر مہتاب کا فرش نورانی سطح زمین پر بچھایا روح افزا پریون کی مجلس سے اوٹھکر خلوت سرا مین آئی بہرام کو اکیلا لیکر بیٹھی اوس آشنا صورت نے اجنبیون کی طرح سررشتہ سخن کا نکالا کہو بی تمھارا نام کیا ہی اوسنے کہا کوچۂ ننگ نام تو مجھسے کب کا چھوٹ چکا ہے تیرے نام کے سوا کچھ یاد نہین پری نے پوچھا یہان کسواسطے آئی ہو جواب دیا کہ پروانے کے آنیکا سبب شمع پر بخوبی روشن ہی اوس سے پوچھا چاہیے بہرام کی میٹھی میٹھی باتون سے تو محظوظ ہوئی لیکن ظاہر مین ترش رو ہوکر بولی اے نکہائی عیارنی تیری باتون سے مینے پہچانا کہ تو رنڈی نہین بلکہ مرد واہی یہ بھگل نکالکر تو یہان درآمد ہوا میرے ناموس کو برباد کیا دیکھہ تو اس دلیری کی کیسی سزا دیتی ہون اور ڈھٹائی کا بدلا کیسا لیتی ہون وہ ناکردہ کا نبشی اور نوش رنج اور حلاوت سی واقف نہ تھا ناز و نیاز کے بھید اوسپر کھلے نتھے اوسکے علاوہ طمانچون کا صدمہ آگے اوٹھا چکا تھا وہ ناز کی باتون کو سچ سمجھا یقین ہوا کہ اب پھر مار کھاؤنگا اور نکالا جاؤنگا مار کے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگا اور اس شعر کو پڑھکر بیہوش ہونے لگا شعر کرقتل کہ تیرے آگے مرنا بہتر کہ نہ دور زندگانی دے پھر تو پریزاد سہم گئی کہ مبادا اوسے اسکی جان پر آبنے اور جفا کارون مین میرا نام لکھا جائے بے اختیار دوڑ پڑی اور سر اوسکا اپنے زانو پر رکھکر رخ گلفام کی بو یہان تک سونگھائی کہ اوسکو پھر ہوش مین لائی اے عزیز اگر اپنے زور عقل کو حکمتون سے زیادہ نہ چمکائیگا تو تجلی یار سے فائدہ نہ پائیگا اگر تو پستی موہوم مین پڑے تو حیات ابدی کب تیرے پاس آئے جو راہ عشق مین آپ سے نہ گذرا وہ منزل مقصود مین کب پہنچا القصہ بہرام نے

الغرض بنفشہ اپنے وقت پر مقابہ اور سنگار دانی لیکر روح افزا کے پاس جاکر حاضر ہوئی پھر کنگھی اور چوٹی کرکے
آئینہ جو اوسکے ہاتھ مین دیا شہزادی کی نظر جو اوسکی پشت پر جا پڑی نوشتہ دیکھا اور اوسکو پڑھکر معلوم کیا
ہرچند ساتم اوسکا بہرام کے سوا کوئی نہین لیکن اس بات کو اسطرح دریافت کیجیے تا اوسکے آنے کا یقین ہو جاے
اور دغدغہ دل مین نرہے مشاطہ سے یون مخاطب ہوئی اے بنفشہ جو چیز ہمیشہ ہے وہ کیا ہی اور وہ سے
جو مدام غم کے ساتھ ہے کون شے ہی اوسنے ہرچند غور کیا لیکن جواب معقول نہ سوجھا عرض کی کہ اسکا
جواب لونڈی کل دیگی اس وقت معاف کیجیے یہ کہکر گھر آئی مگر اس پہیلی کے بوجھنے مین نہایت
متفکر تھی اوسکی گھبرائی صورت بہرام نے دیکھکر پوچھا بوا آج اتنی بیحواس کیون ہو تب بنفشہ نے سوال
روح افزا کا اوسکے سامنے بیان کیا اور کہا مجھکو اسکے جواب مین کچھ نہین سوجھتا یعنی اوس حکیم مطلق کا
نیرنگ دوام ہے اور شادی غم سے وابستہ مدام ہے بہرام نے یہ سنکر کہا اس سوال کا یہ جواب ہرگز
نہین بلکہ یہ ہے جس عاشق کے منھ پر معشوق کے ہاتھ کے طمانچے لگے ہین وہ ہمیشہ سرخرو ہی اور مدام خوشی
سے ہمکنار وہے کہ جسکا مطلوب محبوب ہے اور وہ ہر ایک کو اپنا محبوب سمجھتا ہے نقل مشہور ہے
کہ مجنون سے پوچھا کہ خلافت پیغمبر کی بعد خلفاے راشدین کے حق کس کا تھا اوسنے جواب دیا کہ لیلی کا
القصہ بنفشہ نے اوسکا جواب لیا ہوا صبح کو روح افزا کے حضور مین جاکر عرض کیا سنتے ہی اوسکو
بہرام کی آنے کا یقین ہوا اور بنفشہ سے پوچھنے لگی سچ کہ یہ جواب کس نے دیا اوسنے ہرچند کہا کہ رات کو
میرے خیال مین گذرا تھا لیکن پری نے ہرگز نمانا بنفشہ نے مجبور ہوکر کہا کہ سمندر پری اپنی منھ بولی بہن کو
اس سرزمین کی سیر کے واسطے میرے گھر مین چھوڑ گئی ہے اوسنے یہ جواب مجکو سکھایا ہی روح افزا نے
کہا اوسکو ہمارے پاس کبھی نلائی بھلا آج تو اپنے ساتھ لے آیو ایک ذرا مین بھی دیکھون اوسنے
کہا بہت اچھا اوسکی اور میری دونون کی سعادت ہے چنانچہ شام کے وقت بہرام کو پہناوڑھاکر
اپنے ہمراہ لے گئی روح افزا نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ بہرام ہی لیکن اغماض کیا اور کچھ متوجہ نہوئی وہ سمجھا
کہ اسنے اب تک مجھے نہین پہچانا شاید آئینے کی پشت نہین دیکھی اور میرا لکھا ملاحظہ نہین کیا قصہ کوتاہ جب
بنفشہ چوٹی گوندھ چکی شہزادی نے آئینہ مانگا بہرام نے جلدی سے اوٹھاکر پشت کی طرف سے اوسکو دکھایا

اس بات کی سمنرو کے سوا کسی کو اطلاع نتھی چنانچہ وہ بدام اوسکو نصیحت کرتی گئی بہرام اس خیال سے درگذر
اور دل سے یہ اندیشۂ فاسد دور کر کیونکہ غیر جنس کا تجربہ محبت سوا فراق کے کچھ ثمر نہین دیتا خاک مین ملے ایسی دوستی
جس سے ہمیشہ خرابی اور اضطرابی جی کو رہے اور ناحق ایک بے پروا کے پیچھے دکھ اور درد سہے تو تاج الملوک
کی بات پر بجا کنا دہے یا اتفاق ہو گیا کہ بکاؤلی کی طبیعت اوسپر آگئی والا آدمی اور پری مین کیا مناسبت
لطیف اور کثیف مین ملاقات کی کون صورت لیکن بہرام چپکا سنا کرتا کچھ جواب نہ دیتا تھا مگر یہ بیت
پڑھتا تھا بیت نصیحت کرتے ہو ناحق تم اتنی ۔ نہین جانے کی رنگی سی سیاہی ۔ جب سمنرو نے دیکھا کہ
خار عشق بہرام کے جگر مین ایسا چبھا ہے کہ اوسکا نکلنا بہت دشوار ہے کہا ای خود فراموش اس مہم مین
مجھسے تیری امداد اور تو کچھ نہین ہو سکتی لیکن اگر تو کہے تو مین جزیرۂ فردوس مین تجھے پونچا دون پھر آگے
تیری قسمت ہی وہ اس بات پر بخوشی راضی ہوا تب سمنرو نے اوسکو زنانے کپڑے اور گہنا جس قدر مناسب تھا
پہنایا بہرام امرد تھا ہو بہو ایک رنڈی پری پیکر بنکر اوڑ چلا پھر اوسکا ہاتھ پکڑ کر جزیرہ فردوس کو
لے اڑی اور اپنی منھ بولی بہن کے گھر مین کہ اوسکا نام منفشہ تھا اور وہی مشاطہ روح افزا کی تھی جاکر
اوتری وہ سمنرو کے آنے سے نہایت مسرور ہوئی اور پوچھنے لگی کہ یہ نوجوان لڑکی تمھاری ساتھ کون
ہے اوسنے کہا کہ میری دینی بہن ہے اسکا جی اس سرزمین کی سیر کو بہت چاہتا تھا اسواسطے مین
تمھارے پاس لائی ہون اسے خوب طرح سیر کراؤ تماشے دکھاؤ اوسنے کہا بہت اچھا آنکھون سے
پھر سمنرو رخصت ہو کر بکاؤلی کے پاس آئی اور بہرام منفشہ کے گھر مین رہا وہ اوسے دنیا کی نعمتین کھلاتی تھی
شفقت اور مہربانی سے دن کو ہر ایک باغ مین لیجاتی تھی اور سیر دکھلاتی تھی شام کے وقت گھر آتی تھی پھر
اپنی مشاطگی کا اسباب لیکر روح افزا کی خدمت مین جاکر حاضر ہوتی تھی اسی طرح چند روز گذری ایک روز منفشہ کہین گئی
تھی بہرام نے جو گھر خالی پایا اوسکی مشاطگی کے اسباب مین سے آئینہ نکالکر اوسکی پشت پر یہ شعر لکھے اور اوسی جگہہ رکھدیا اشعار

روشن نتھا یہ کچھ رخ نیکوی آینہ غیرت یہ کہتی ہے کہ اسے چھپ کے دیکھیے	چمکا ہی تیرے عکس سے کیا روے آینہ کیون نہ دیکھا تو نے جان جہان روے آینہ آئینہ ایکدم نہ ٹھہرتا تو حضور	مشاطہ آئینے کو تری آگے با ادب رکھے جو تجھے ہوے کسی اور طور سے باندھا ہی عکس لعل نے بازوی آینہ	جھلاتی ہی جو جھینکے زانوی آینہ نظرون سے گر پڑی رخ دلبری آینہ

اوسی وقت چاندنی کی سیر کرتا ہوا اودھر جا نکلا جبکہ نگاہ اوس پر جا پڑی پہلے تو سمجھا کہ کالا اپنا من مغہ مین لیے چڑھا جاتا ہی پھر غور سے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ کسی کی چوٹی مین لعل چمکتا ہی جبمین سوچا کہ شاید بکاؤلی یہان سوتی ہو اور اوسکی چوٹی لٹک پڑی ہو لیکن دل اسکا تمام رات پیچ و تاب کھاتا رہا آخر رہ نسکا صبح کو سمن پری سے پوچھا کہ فلانے مکان مین کون سوتا ہے اوسنے کہا کہ وہ روح افزا کی خوابگاہ ہے سنتے ہی اوسکے عشق کا سودا بہرام کے سر مین پیدا ہوا اور اوسکی زنجیر زلف ڈھونڈھنے لگا چنانچہ دوسرے دن آدھی رات کے وقت کمند مار کر اوس مکان مین جا کر اوترا اور دالان کے اندر بے تابانہ چلا گیا دیکھتا کیا ہی کہ وہ رشک زہرا ایک سونے کے پلنگ پر ناز سے سوتی ہے کیفیت اوسکی دیکھکر کیفیون کے مانند ہو گیا اوسنے تو کبھی اوس شراب کو چکھا تھا اوسکا نشہ سنبھال نسکا بدمستون کی طرح اوس پری پیکر سے ہم آغوش ہو کر مچھیان لینے لگا نوبا اوسکی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ بہرام ہے اگرچہ اوس کا عشق اسکے شیشۂ دل کو چور کر چکا تھا لیکن اتنی چالاکی اور بیباکی اوسکی طبع نازک کو خوش نہ آئی بہت سا جھلائی آخر ش طمانچہ مار کر ایسا دھکا دیا کہ کھڑکی سے گر پڑا اور زار زار روتا ہوا اپنے گھر چلا گیا صبح ہوتے ہی روح افزا نے بکاؤلی سے رخصت مانگی اوسنے ہر چند سماجت اور منت کی کہ چند روز اور بھی رہو روح افزا نے ٹالا اسواسطے کہ اگر رات کی بات ظاہر ہو گی تو بکاؤلی مجھے ہنسی مین لی گی اور چھیڑے گی آخر ش نہ ٹھہری اور جزیرہ فردوس کی راہ لی لیکن بہرام کے عشق سے دن کو چین سے نہ بیٹھتی تھی اور رات کو ایکدم آرام سے نہ سوتی تھی بلکہ اکثر اوقات شمع فانوس کے مانند روتی تھی اور ساعت بساعت سموم غم سے مرجھاتی تھی اور اپنی نرگس مخمور مین گھڑی گھڑی آنسو بھر لاتی تھی سچ ہے کہ جو کوئی دیدۂ غور سے ملاحظہ کرے تو عشق کی بیتابی معشوق مین زیادہ دیکھی یہ وہ گردہ ہے کہ کسی کے گلے مین کمند عشق ڈال کر دور سے اپنے حضور مین کھینچ لے اور کسی کو فلاخن ہجر سے دور پھینک دے

چھبیسوین داستان بہرام کے جزیرۂ فردوس مین پہونچنے کی سمن پری کی مدد سے اور روح افزا کے ملنے مین بنفشہ کی توجہ سے

سنتے ہین کہ بہرام روح افزا کے فراق مین یہان تک نحیف ہو گیا کہ دبلاپے سے آنکھون مین حلقے پڑ گئے

بکاولی کے ہاتھہ مین دیا اور کہا کہ یہ میری اکلوتی بیٹی ہے تیری پرستاری کے واسطے دیتا ہون توقع کہ اس پر نظر مہربانی کی رکھیو اور اپنی لونڈی جانیو یہ کہکر رخصت کیا تاج الملوک تخت پر سوار ہوا بکاولی اور چترادت داہنے بائین بیٹھین اور نرملا اور چپلا ادب سے سامنے پھر پایان تخت کو لیکر اور مین بات کی بات مین تاج الملوک کی ڈیوڑھی پر جا کر رکھہ دیا بکاولی اور چترادت جو اندر گئین زین الملوک کے وزیر کا بیٹا بہرام نام کہ ملک نگارین اور باغ اور قصر کا علاقہ اوسی کو تھا نذر لے کر دوڑا آیا آداب بجالا کر اپنا نام و نشان بتایا تاج الملوک نے اوس پر بہت سی نوازش فرمائی نذر لی خلعت دیا پھر دولتخانے مین داخل ہوئے دلبر اور محمودہ دیکھتے ہی شہزادے کو نہایت شاد ہوئین پھر بکاولی اور چترادت سے خوشی خوشی ملین و

پچیسوین داستان تاج الملوک کی نامہ لکھنے مین فیروز شاہ اور مظفر شاہ اور اپنے باپ کو اور آنے مین اونکے تاج الملوک کی ملاقات کو اور روح افزا پر عاشق ہونا بہرام کا

مصور نگارستان عشق کا اس داستان کی تصویر صفحہ کاغذ پر یون کھینچتا ہے کہ تاج الملوک نے فیروز شاہ اور مظفر شاہ اور زین الملوک کو فرودہ اپنے پہونچنے کا لکھہ بھیجا اوسکو پڑھکر ہر ایک کا دل تر و تازہ ہوا چنانچہ فیروز شاہ نے مع جملہ خاتون بڑی جاہ و حشمت سے شرقستان کی طرف کوچ کیا اور مظفر شاہ حسن آرا اور روح افزا کو ساتھہ لیکر اوسی تجمل سے روانہ ہوا اور زین الملوک بھی خاص محل کو ہمراہ لے کر بڑی کروفر فوج اور لشکر سے چلا غرض تھوڑے دنون مین ملک نگارین مین آپونہچے اور اوسکے گرد و نواح مین انسان اور پریزاد کی ایسی کثرت ہوئی کہ تل دھرنے کی جگہہ نہ رہی بارے تاج الملوک اور بکاولی کے دیدار سے سب مسرور ہوئے اور ہر ایک کے دل سے رنج و الم دور ہوئے تین روز تک جشن رہا ناچ راگ دن رات ہوا کیا چوتھے دن ہر ایک شاد و خرم رخصت ہو کر اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوا مگر بکاولی نے روح افزا کو نہ چھوڑا کہ چند سے اور بھی اسکی صحبت سے حظ زندگانی اوٹھائے اور ایام جدائی کی سختیان سب دل سے بھلائے صفیق کا دالان اوسکی خوابگاہ کے واسطے مقرر کیا وہ پری ہیکل اوس حور سرشت کی ساتھہ پہر رات گئے تک سرگرم گفتگو رہتی تھی پھر خوابگاہ مین جا کر سو رہتی تھی ایک رات کی نقل ہے کہ روح افزا کی چوٹی سوتے مین کھڑکی کے باہر جا پڑی تھی اوسکے موباف مین ایک گوہر شبچراغ چمک رہا تھا بہرام بھی

اپنا داماد کرون اوسکا آخر یہی پھل ہوگا کہ میری بیٹی لونڈی ہوکر رہے گی ہزار افسوس ایسی مہا سندر کو
راجہ کی بیٹی کی چیری بناؤن اور اوسکے آگے اسے کماؤن یہ سُنکر لڑکی نے کہا سنو بابا میرا نام بکاؤلی
ہے مین پری ہون تم ایسے اندیشے نکرو سب طرح خاطر جمع رکھو کچھ وسواس نہین کہ گل رنگین کی
جگہہ آخر سر پر ہے اور دُرِ بے بہا کا مکان شاہون کا افسر ہے تم شاہزادے سے کہلا بھیجو کہ چندے اور بھی
توقف کرے کسان بیچارہ چُپ ہورہا مشاطہ نے آکر سب ماجرا حضور مین عرض کیا تاج الملوک سنتے ہی
مارے خوشی کے پھول گیا سارا غم والم بھول گیا اور اوسکو بہت سا انعام دیکر رخصت کیا جب بکاؤلی کے
سنجوست کے دن آخر ہوئے سیکڑون پریان چارون طرف سے وہان آئین اور سمندر پری بھی پوشاک
پُرتکلف اور جواہرات بیش قیمت لیکر مع تخت زرین آکر حاضر ہوئی بادشاہزادی نے کپڑے بدلے
گہنا پہنا جب بن ٹھن چکی ماں باپ سے کہا کہ مین اتنے دنون تمھارے گھر مہمان تھی اب رخصت ہوتی ہون
باپ کا ہاتھہ پکڑکے اوسکے مکان کے پچھواڑے لیگئی اور اشرفیون کا دیگچہ کسی زمانے کا گڑا ہوا بتا دیا
کہ اسکو نکالکر خرچ مین لاؤ پھر رخصت ہوئی اور تخت پر سوار ہوبیٹھی پریان فی الفور اوسکو اوٹھاکر لے اُڑین
اور جس جگہہ کہ تاج الملوک چتراوت اور نرملا اور چمپا کو لیے بیٹھا تھا آکر اوترین بکاؤلی نے سب کو
وہین چھوڑا آپ اکیلی اندر گئی اور چتراوت کا ہاتھہ پکڑکر بہنون کی طرح ناز سے گلے لگ گئی وہ اوسکی
سج دھج دیکھکر یہ بیچواس ہوئی کہ مسند سے دبکر بیٹھی پھر پری نے تمام اپنی سرگذشت شہزادی سے کہی
اور اوسکی سُنی پھر چتراوت سے کہا کہ اگر شہزادے کی رفاقت منظور ہو تو بسم اللہ اوٹھکھڑی ہو وہ تمھارا
گھر ہے کچھہ اندیشہ نکرو چتراوت نے کہا کہ میری جان شاہزادے کے ساتھہ ہے پھر اس مکان خالی کو
کیونکر رکھہ سکون گی بدل حاضر ہون اوسی وقت بکاؤلی نے پریون کو اشارے سے کہا
کہ تم ظاہر ہو نقل کرتے ہین کہ چپا بھر زمین سنگدیپ کی پریون سے خالی نرہی شہر مین دھوم پڑگئی
لوگ گھبرائے یہان تک کہ راجہ مضطرب ہوکر بیٹی کے محل مین دوڑا آیا دیکھتے ہی اوسکو شہزادہ
استقبال کے واسطے اوٹھکھڑا ہوا چند قدم بڑھا اور اپنی مسند پر بٹھایا پھر اپنا اور بکاؤلی کا احوال
متفصل کہکر سنایا پہلے تو بہت سا کڑھا پھر نہایت خوش ہوا اور چتراوت کا ہاتھہ پکڑکر

چوبیسوین داستان بکاولی کے پیدا ہونے کی ایک کسان کے گھر مین اوس تاج الملوک اور چترا وت کے ملنے مین اور پہونچنے مین ملک نگارین کے

کہتے ہین کہ اوس تجانے کی زمین کو ایک کسان نے جوتا اور وہان سرسون بوئی تاج الملوک کبھی کبھی اوسکے سبزے کو دیکھنے جاتا تھا اور اپنے دل بیقرار کو وہان کے سبزے سے تسکین دیتا تھا جب وہ پھولی امداد سے بہار پیدا کی تب شاہزادہ دونون وقت وہان جانے لگا اور یہ رباعی پڑھنے لگا **رباعی**

کیا رنگ تمھارا ہے کہو تو پھولو ۔ آتی ہے مجھے عشق کی اس رنگ سے بو ۔ نکلے ہو زمین سے اسلیے پوچھتا ہون ۔ گلشن سے مرے کچھ بھی خبر رکھتے ہو ۔ القصہ وہ کھیت پکا اور کسان نے کاٹ کر اوسکا تیل نکالا ازبسکہ کسانون کا چلن یہ ہے کہ جو چیز کھیت مین اوگتی ہے اوسکو پہلے آپ کھاتے ہین اسلیے وہ اوسکی جورو کے کھانے مین آیا باوجودکہ وہ بانجھ تھی خدا کی قدرت کاملہ سے حاملہ ہوئی اور نو مہینے کے بعد لڑکی پری پیکر جنی کسان کا گھر بیچراغ اندھیرا تھا اوس شمع کے پرتو سے روشن ہوگیا ہر طرف دھوم پڑی کہ ایک بانجھ کے گھر سرسون کے تیل کی تاثیر سے ایک لڑکی نہایت حسین ایسی پیدا ہوئی کہ اوسکے حسن کی تحریر و تقریر کسی سے نہین ہوسکتی منھ کی چمک نے چودھوین رات کے چاند کو ماند کردیا جب چودہ برس کی ہوگی تب سورج کو بھی داغ دیگی رفتہ رفتہ یہ بات تاج الملوک کے بھی کان تک پونہچی جانا کہ یہ تاثیر اوسی سرسون کی ہے کسان کو اوسکی بیٹی سمیت بلوا بھیجا جونہی نظر اوس لڑکی پر پڑی اوسکی شکل اپنی معشوقہ کے مطابق پائی نہایت شاد ہوا سمجھا کہ یہان اوسنے جنم لیا ہے بہت سے روپے اوس کسان کو دیکر رخصت کیا کہ اس لڑکی کو بخوبی پرورش کر جب وہ سات برس کی ہوئی ہر طرف سے اوسکی شادی کے پیغام کسان کو آنے لگے لیکن وہ اس اندیشے سے کہ شاہزادے نے پرورش کے واسطے تاکید مشدید کی تھی خدا جانے آگے اوسے کیا منظور ہے کہ میری جان پر آئے سب کو صاف جواب دیتا اور بہانہ یہ کرتا تھا کہ جس وقت وہ سیانی ہوگی جسے پسند کریگی اوسکے ساتھ بیاہ دونگا قصہ مختصر جب اوسنے دسوین برس مین پاؤن رکھا تاج الملوک نے اوس دہقان کے پاس ایک مشاطہ کے ہاتھ یہ پیغام بھیجا کہ اپنی لڑکی کی شادی مجھسے کرو یہ سنکر وہ بیچارہ کانپنے لگا کہ مجھ غریب و عاجز کا یہ منھ کہان کہ بادشاہ کے داماد کو

عید ہونے کا اور چترا وت سے شادی کرنے کا ماجرا مفصل بیان کیا اور اوس آئینہ رو کے دل سے غبار کدورت
بالکل دھویا التے مین صبح نمود ہوئی تاج الملوک گھر گیا اور چترا وت کے پلنگ پر سو رہا اسی طرح بلاناغہ ہر شب
بکاؤلی کے پاس جاتا تھا اور دن چترا وت کے ساتھ نقل اور حکایت مین کاٹتا تھا وہ شہزادے کی ایسی حرکات سے
نہایت حیران تھی اور اپنے دل مین کہتی تھی یا الٰہی ماجرا ہے کہ باوجود اس قربت کے میرے دل کی
آگ شہزادے کے سینۂ راز کو سلگاتی نہین اور اوسکے خرمن تحمل کو جلاتی نہین تعجب ہے کہ ببدل
ولارام ایک گھر مین ہین اور تفاوت پورب پچھم کا سا ہے اے عزیز جب تک تیری دل کی آنکھین اغیار
کے حسن کو دیکھنے والی ہین تجھے یار کی صورت نظر نہین آتی ہر چند بے پردہ ہو پہلے غبار غیبت اغیار کو
دل کی سرزمین سے اوکھاڑ کر پھینک دے پھر گل رخسار یار کو آئینۂ دل مین دیکھ لے اگر تو اپنے گلشن
وجود کو بنظر تامل دیکھے تو اون مین رنگ و بو کے سوا کچھ نہ پاوے القصہ ایک دن چترا وت نے
شہزادے کا گلہ اپنے باپ سے کیا اور اوسکی بے التفاتی کا سارا حال کہا راجہ نے کئی جاسوس شاہزادے
کے پیچھے لگائے تا اس بات کو جلد تحقیق کرین یہ تمام رات کہان رہتا ہے وہ اسی تلاش مین تھے کہ اوسی وقت
پھر گھر سے نکلا اور اوسی مندر مین گیا رات بھر رہا صبح ہوتے ہی پھر محل مین داخل ہوا فوراً اونھون نے
جاکر راجہ سے عرض کی کہ شاہزادہ فلانے مندر مین صبح تک رہتا ہے اوس سیہ دل نے کئی سنگ تراش
بلا لاکر دست اوسی وقت بھیجے کہ اوسکو کھود کر پھینک دین اونھون نے بموجب حکم کے اوس
مندر کو بیخ و بنیاد سے اوکھاڑ کر دریا مین ڈال دیا تاج الملوک جو اپنی عادت پر وہان گیا
تو اوسکا نشان بھی نہ پایا دیوانون کے مانند وہان کی خاک پر لوٹنے لگا اور یہ رباعی پڑھنے لگا

اشعار

اے جان اگر کھوج ترا پاؤ نہین	مر مر کے دلمن آپ کو پہنچاؤ نہین	کچھ بن نہین سکتا ہے کرون کیا ہاے کاش	پھٹ جائے زمین اور سما جاؤ نہین

آخر نا امید ہو کر ڈاڑھین مار مار کر رویا اور پھر آیا چند روز تو اسکو بیقراری کی لذت اور آہ و زاری کی کثرت رہی
جب اوس صنم کے وصل سے مایوس ہوا رونے کا بھی حاصل نہ دیکھا چترا وت کی جادو بھری باتون پر
دھیان کیا غرض نسیم وار اوسکے غنچۂ امید کو شگفتگی بخشی اور نیسان وصال سے اوسکی صدف آرزو کو پر گہر کیا

جو رنجش کی باتون کو اوسنے سنا — لگا بید سا کانپنے سر دھنا — کہا ہی ترا کس طرف آج دھیان — خیال ایسے حال مین ہی لازم تری جان

اگرچہ ہون شہزادۂ نامدار — مگر ہون ترا بندۂ جان نثار — بلا شبہہ ہون مالک تخت و جاہ — مین تیرا ہون مملوک ہی تو شاہ

مرا گوشت اور پوست سب ہے ترا — تو ہے ہاتھ دست سے مین بک چکا — کہ اپنون سے بیگانہ مجکو کیا

مرے دل کو جسدن سے بھائی ہی تو — ان آنکھون مین جیسے سمائی ہی تو — نظر مین کوئی شی سماتی نہین

تو ہے پانون سا سنہ نہین چاند کا — سوا تیرے پھر کس سے اے دل ربا — یہ عاشق ترا ہووے گا مبتلا

نہین اور تجسی کوئی دوسری — پڑے آنکھ کس پر بھلا اب مری — مین عاشق بدل ہون تا مرجان

یہ کیا دخل ہی حکم سے گر پھرون — جو فرمائے فورا گوی مین گرون — مرا جینا مرنا ترے ہاتھ ہے

مگر کیا کرون سخت ناچار تھا — بڑی قید مین مین گرفتار تھا — مگر بے کیے بھی رہائی نہ تھی

مگر تا جو اس کام کو مین بھلا — تو آکر تجھے کس طرح دیکھتا — تو اس تنگدے مین تڑپتی ادھر

پہونچتی نہ میری خبر تجھ تلک — نہ حالت تری دیکھتی مجھ تلک — فقط اپنا ہی دیکھتا جو ضرر — تو کرتا نہ یہ بات لے سیم بر

مجھے اپنا جی ایسا پیارا نہ تھا — مگر تیرا نقصان گوارا نہ تھا — یقین تھا مری دل کو اس بات کا — جیے گی نہ تو بھی جو مین مر گیا

اسی ڈر سے یہ امر مینے کیا — مجھے ورنہ شادی سے کیا کام تھا — بھلا جھوٹھ اتنا ہی کیون بولتا

کوئی بیاہ کرتا نہین جبر سے — خدا چاہیے ہے مرے صبر سے — یہ دو دن کی چاہت تری دیکھ لی

تجھے عیش و عشرت مبارک رہے — مجھے رنج و زحمت مبارک رہے — برے وقت کا کون ہی جز خدا

سنا اس طرح کا جو اوسنے کلام — کیا اپنا دل دونون ہاتھون سے تھام — دل و جان کو ہاتھون سے کھونے لگا

پری نے جو دیکھا اوسے بیقرار — دم سرد بھر بھر کے رونے لگا — کہ دونون طرف آہ و زاری ہی

لگی آپ بھی رونے بے اختیار — یہ حالت بڑی دیر طاری رہی — پھر آخر کو وہ عاشق بیقرار

مگر اوسکے قد و پنہ بے اختیار — پری بھی تحمل نہ کچھ کر سکی — اوٹھا کر سر اوسکا گلے لگ گئی

کہ مین تجھ سے جیمین نہین کچھ خفا — یہ شکوہ زبانی فقط تھا مرا — ہی منظور بس مجکو تیری خوشی — خفا ہو یونہی مین صدقے گئی

وہی مصلحت تھی جو تو نے کیا — مین عورت ہون آخر مری عقل کیا — ہوا تجسے جو مجکو وہ سب قبول — نہو تو ذرا اپنے دل مین ملول

ہزارون ہین گلرو اگر تیرے پاس — تو ہی جان و دل سے مگر میری پاس

القصہ اسی طرح کے کلام آپس مین رہے ہر گھڑی اودھر سے ناز تھا اس طرف سو نیاز تھا القصہ تاج الملوک نے اپنے

محسن اے عزیز رسول مقبول نے عبادت کو بادشاہ حقیقی کی نذر کے لائق نہ دیکھا عجز سے کہا کہ عبادت تیری
مین نے جبھی چاہیے نہین کی پھر کسکا منھ ہے کہ اپنی عبادت پر نازان ہو بہتر یہی ہے کہ آپکو اوسکی محبت کی گھڑیا
مین یہان تک پگھلائے کہ اکسیر کے مانند خاک ہو جائے تا شاہان اکسیر پسند کی آنکھون مین سونے سے
زیادہ نظر آئے القصہ جب چترا وت نے دیکھا کہ چشم جادو اور تیغ ابرو سے کچھ نہو سکے گا نا طاقت ہو کر شہزادے
کے آگے گر پڑی تڑپنے لگی یہان تک کہ شہزادے کے دل کو صدمہ پونہچا بے اختیار اوٹھکر کھڑا ہوا اور
اوسکو آغوش مین کھینچ لیا شادی قبول کی کیونکہ بے اوسکی خاطرداری اور رضامندی کے کسی طرح
اپنی رہائی نہ دیکھی نرالا نے فی الفور خوشخبری راجہ کو پونہچائی کہ چترا وت گل مراد سے دامن بھر کر گھر مین آئی
چترسین نے فی الفور شہزادے کو بندیخانے سے نکالا حمام مین بھیجا اور خلعت شاہانہ مرحمت فرمایا پھر ایک
مکان دلچسپ رہنے کو دیا اور نیک ساعت دیکھکر اپنے خاندان کی رسم کے موافق اوس دُرِ ناسُفتہ کو اس لعل
گرانبہا کے ساتھہ بیاہ دیا تاج الملوک چترا وت کے خلوتکدے مین آیا نرلا اور چیلا اپنے اپنے عہدے پر آکر کھڑی ہوئین
اور انھون نے بھی گرمیان بہت دکھلائین لیکن شہزادے نے کسی کی طرف آنکھ اوٹھا کر نہ دیکھا سر نیچے کیے بیٹھا رہا
جب پہر رات گذری اوٹھکھڑا ہوا اور بکاولی کے مندر کی طرف چلا چند روز سے جو اوس گرفتار دام بلا کو
نہ دیکھا تھا تڑپ رہی تھی اور سر دے دے مارتی تھی اتنے مین شہزادہ بھی جا پونہچا دیکھتے ہی شاد ہو گئی
اور سنبھل بیٹھی لیکن ہاتھہ پاون کی مہندی دیکھکر اوس رشک چمن کا منھ غصے سے لال ہوا دل کو صدمہ
کمال ہوا طاقت خموشی کی جاتی رہی کہنے لگی واہ شہزادے اتنے دنون کے بعد آئے خوب مگر رنگ لائے
عاشقون کا نام تو نے ڈبویا وفا کو داغ لگایا زنہار عاشقی کا دم اب کبھی نہ بھرنا اور نہ اپنے عشق
کسی سے ظاہر کرنا **مثنوی**

ارے سنگدل تو نے کیا کیا	مرا جسم گلرنگ ہو جائے سنگ	کر انصاف اپنے ہی دل مین ذرا	حنا کا ہو پھر تیری ہاتھون مین رنگ
مین پتھر کی ہو کر رہون یون پڑی	مرا غنچہ دل یہان داغ کھائے	کرے عیش تو غیر سے ہر گھڑی	وہان او گل کو گلے تو لگائے
غضب ہے کہ معشوق غم ہو جسے	جو عاشق ہو خوش ہو کے دھومین مچائے	شب و روز دست تاسف ملے	وہ ماتم نشین ہو شادی رچائے
نہ لے نام چاہت کا اے بدگہر	اوٹھی درد و غم کی مرے دل مین ہوک	پر مین پتھر ایسی تری چاہ پر	کرے چین تو حیف تاج الملوک

ہمنے ساری عمر نہین دیکھا اور بلو شاہ کے سوا کوئی بھی اوسکی قیمت دے نہین سکتا سنتے ہی وزیر نے کئی جوان اوسکے ساتھ کردیے اور اوس غریب الوطن کو ناحق پکڑوا بلوایا دیکھا تو وہی شخص ہے فی الفور اوسے چوری کی تہمت لگاکر قید کیا اور راجہ کو یہ مژدہ سُنایا کہ پرندہ دام توڑکر اوڑ گیا تھا آج فریب سے مین نے اوسے پھر پکڑا اب یقین ہے کہ جو آپ کہین گے قبول کرے گا

تیسوین داستان بیاہ ہونیمین تاج الملوک کے چتراوت سے اور کھونیمین یوہر کے جسمین بکاؤلی تھی

جب شاہزادے کو راجہ چترسین نے بندیخانے مین نہایت تنگ کیا کہ چتراوت سے شادی قبول کرے لیکن وہ قید کی سختیان ہرگز خاطر مین نہ لاتا تھا بکاولی کے فراق مین دن رات چلّاتا تھا اور دیوار سے سر ٹکراتا تھا ایک دن وہان کے داروغہ نے راجہ کی خدمت مین عرض کی کہ وہ نوگرفتار جو مانند مرغ نیم بسمل بیقرارانہ رات اور دن خاک پر لوٹتا ہے اگر اوسے جلد آزاد نہ کیجیے گا تو خون ناحق سر پر لیجیے گا چند روز یہن تڑپ تڑپ کر مرجائے گا مہاراج نے اوسے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن بیٹی کو کہلا بھیجا کہ تو جاکر اپنی شمع جمال کا پرتو اوسپر ڈال شاید تجھپر پروانہ وار گھل جائے اور اوسکی دماغ غرور جل جائے چتراوت یہ بات سنکر نہایت شاد ہوئی جلد اپ کو آراستہ کیا حُسن ماورا زاد کو زیب و زینت سے دونا کردیا پھر نہلا دھلا بھی بن ٹھن کر زہرہ و مشتری کے مانند اوس ماہرو کے ساتھ ہولین غرض تینون شاہزادے

کے پاس پونہچین اشعار

گئی زندان مین وہ رشک پری کا	وہان اوس یوسف ثانی کو دیکھا	بنے نذر وہ لائی تھی جو جو	دکھائی الغور اوسکے آگے سب کو
وہ کیا تھے لعل زندان مثل گوہر	عقیق لب بھی برگ گل سے خوشتر	پھر ایسے ساعد سیمین دکھائے	کہ چاندی چاندکی جنسے بجائے
رخ گلرنگ کا وہ زرد کھایا	چمک نے جسکے سورج کو جلایا	سونگھائی عطر سی بو پیرہن کی	مہک شرمندہ کی مشک ختن کی
پھر آنکھون کے آگے وہ کھلائی بادام	عوض عنبر کے زلف عنبرین فام	رکھا سیب ذقن پھر اوسکے آگے	کہ اوسکا بھی مزہ وہ شوخ چکھے
	مگر رکھے اناء سینہ مخفی	اطاعت اوسنے کی شرم و حیا کی	

لیکن شاہزادے کی نظر قبول اونمین سے کسی پر نہ پڑی اور کوئی چیز اوسکے نگاہ پر نہ چڑھی فی الواقع اگر چتراوت کی آتش باطن تاثیر دار نہوتی تو پھر اوسکے تحفہ ظاہری خاب جانے ساری محنت رائگان ہوتی

مسافر مصیبت زدہ کی طرف خیال نکرے اور مجھ سودائی پر دھیان نہ رکھے بیت خوش جو آنی سے ہو
اوسکے پاس جا ۔ نانہ اوسپر کر جو خواہان ہو ترا ۔ مشاطہ جان گئی کہ وطن اسکا شرقستان ہے
اور نام تاج الملوک عالی نسب والا حسب ہے غرض تمام حال دریافت کر کے چترا وت سی آکر بیان کیا
شہزادہ روز پوشاک بدلتا اور اوسکے جھروکے کے نیچے ہو کر نکلتا چترا وت اوسکے فراق سی چودھوین
رات کے چاند کی طرح گھٹنے لگی چند روز تو یہ راز چھپا رہا آخرش کھل گیا یہان تک کہ مان باپ نے بھی
سنا تب راجہ نے ایک دلالہ بڑی ہوشیار پختہ کار بلائی اور شہزادے کے پاس بھیجی کہ لڑکی نسبت کا پیغام
اوسکو دے اور اوسکے دل کو ہر طرح سے لوبھائے القصہ اوسنے چترسین کا پیغام شہزادے کو دیا
اور اوس گل اندام کا حسن بیان کیا اوسنے تمام وکمال سنکر جواب دیا کہ تو میری طرف سے بعد سلام ونیاز
کے راجہ کی خدمت مین عرض کرنا کہ جو کوئی قبائے شاہی اور تاج شاہنشاہی چھوڑ کر رنج سفر اور خرقہ فقر
اختیار کرے اور اپنے بیگانے سے کنارہ پکڑے اوسکی پابندی کا خیال کرنا فی الحقیقت پانی پر نقش بنانا
اور ہوا کو گرہ مین باندھنا ہے یہ کہا اور اوسکو رخصت کیا دلالہ نے تاج الملوک کے انکار کرنے کی کیفیت راجہ سے
عرض کی چترسین اوسکے اعراض کرنے سے متفکر ہوا اور وزیر سے مشورت کی اوسنے عرض کی ایک غریب بے خانمان
کر اگر بادشاہ اپنا مطیع کیا چاہے تو کیا بڑی بات ہے آپ دیکھتے ہین اوسکو کس گھاٹ اوتارتا ہون الغرض
وہ مکار اس بات کے درپے ہوا کہ شاہزادے کو چوری کی تہمت لگا کر گنہگار ٹھہرائیے اور اپنا کام
اوسکے ہاتھ سی یون نکالیے سچ ہے کہ جو کوئی حکمت حکیم مطلق کی گوناگون تامل کی نظر سے دیکھے تو کسی چیز کو
خالی شر سے پناوے اور ہر ایک شر کے بعد خیر ملاحظہ کرے اے عزیز حق تعالے نے عالم ارواح کو بدن سے
رخصت دی ہے پس جو حرکت کہ بظاہر بدن سے ہو حقیقت مین روح سے ہے غرض کہ جو فساد
کہ اس عالم کون وفساد مین ہو تو اوسکی طرف سے جان لیکن شہ نہ سمجھ کہ در پردہ وہ خیر ہے کیونکہ وہان
شر کی گنجایش نہین القصہ تاج الملوک کو خرچ کی احتیاج ہوئی چاہا کہ بکاؤلی سے مانگے اسمین وہ سانپ کا من
اپنی ران کا رکھا ہوا یاد آیا جراح کو بلا کر مان چروائی اور مہرہ نکالکر زخم پر مرہم لگا دیا جب کہ اچھا ہوا
بازار مین لیگیا جوہری دیکھکر حیران ہوئے وزیر کو جا کر خبر کی کہ ایک شخص ایسا جواہر بیچنے لایا ہے کہ

اوسکا منظور نظر نہین ہوا اور آنکھون مین نہین ٹہرا شہزادہ یہ سنکر چپکا ہورہا اتفاقاً ایک روز آوارہ بیابان عشق
اوس حور سرشت کے محل کے نیچے جا نکلا تماشائی اوسکے گل رخسار کو بلبل وار تکتے تھے اور دیوانون کی طرح
آپس مین کچھ کچھ بکتے تھے اور وہ پریزاد بیٹھی جھروکے سے دیکھ رہی تھی کہ شہزادہ اوس سے دوچار ہوا
عشق کا تیر دل کے پار ہوا عنان صبر و شکیب ہاتھ سے چھوٹ گئی متاع ہوش و حواس لٹ گئی
بیخود ہوکر گر پڑی نرملا اور چیلا نے دوڑکر اوٹھایا منہ پر گلاب چھڑکا عطر سونگھایا کچھ ٹھہری ہوش آیا لیکن سکتے
کی سی حالت ہر چند اونھون نے حال پوچھا اوسنے کچھ نہ بتایا حیرت کو منہ پر اوسی طرح رہنے دیا تب نرملا کھڑکی سے
نیچے سی جھانک شہزادے کو دیکھا اور رتیراوت سے بیتابی کا سبب دریافت کیا پھر تسلی دیکر کہنے لگی کہ ای رانی تیری بیقراری نے
تو مجکو دیوانہ بنایا اور اضطراب نے دامن صبر چھڑایا اتنی کیون گھبراتی ہو اوسکے واسطے آپ کو دیوانہ بناتی ہو تیرے
باپ نے تو بیاہ کی تجویز تجھپر موقوف رکھی ہے جسکو تو پسند کرے گی اوس سے تیری شادی کرے گا
خاطر جمع رکھ اس جوان ابلق سوار کو جسکو دیکھکر تیری حالت تغیر ہوئی ہے اگر فرشتہ ہے تو بھی تیرے
دام سے جا نہین سکتا اور کوئی اوسکو چھڑا نہین سکتا دیکھ تو ایسے جال مین پھنساتی ہون کہ ہل نسکے
اور ایک قدم آگے چل نسکے یہ کہکر ایک گئی اوسکے حال کی تحقیقات کو بھیجی وہ عجب ایک شوخی و طنازی
سے آئی اور آتے ہی شہزادے کے گھوڑے کا شکار بند پکڑ کر کہنے لگی تو نہین جانتا کہ یہ شہر
مقتل غرباہے اور یہان عاشقون کو سولی دینا روا ہے یہان کی پری و مرغ زیرک تار زلف مین
ادا سے پھنسا لیتے ہین اور ایک نگاہ ناز سے خاک پر گرا دیتے ہین تو کس جرأت اور دلیری سے
ادھر اودھر پھرتا ہے اور بادشاہون کے محلون کی طرف دیدہ بازی کرتا ہے مگر آتش کا
پرکالہ ہے جو شمع رخون کے دل کو پگھلاتا ہے اور سنگدلون کے کلیجے کو موم بناتا ہے کدھر سے
آیا ہے اور کہان کا رہنے والا ہے اپنے حسب اور نسب اور وطن سے آگاہ کر تاج الملوک
اوسکی باتون سے تاڑ گیا کہ کسی کی بھیجی ہوئی ہے بولا اے چمکو بہت باتین نہ بنا میرے داغ
دل سے روئی نہ اوٹھا جا اپنے کسی مجروح کے زخم پر مرہم لگا سن وطن میرا مطلع خورشید سی روشن تر ہے
اور نام میرا افسر سلاطین سے دریافت کر لے جسکی تو بھیجی ہوئی آئی ہے اوس سے جاکر کہدے کہ مجھ

دریا کے کنارے مندر کے دروازے پر بیٹھ رہا پہر رات جب گذری اوس استھان کے کواڑ یکایک کھل گئے تاج الملوک اندر گیا دیکھا کہ بکاولی آدمی بصورت اصلی اور آدمی پتھر کی دیوار کا تکیہ لگائے پاؤن پھیلائے بیٹھی ہے اسکو دیکھکر حیرت سے پوچھا تو یہان کیونکر آیا اوسنے تمام ماجرا کہکر سنایا پھر ساری رات دونون باتون مین مشغول رہے پھر صبح ہونے لگی بکاولی نے شہزادے سے کہا اب تو یہان سے جا اگر آفتاب نکل آئے گا تو میں تو بھی ہو جائیگا اسکے بعد ایک موتی اپنے کان سے نکالکر اوسنے دیا کہ بالفعل اسے بیچکر اسباب درست کر اور چند سے اوقات کاٹ تاج الملوک لے کر اوسی شہر مین آیا اور اوسے کئی ہزار روپے کو بیچ کر ایک حویلی پختہ مول لی اسباب ضروری بھی بنالیا اور کئی خدمتگار نوکر رکھے جب رات ہوئی بکاولی کے پاس جاتا اور صبح اپنے بیگانے مین آتا اسی طرح ایک مدت گذر گئی بعضے بعضے اشخاص ہمسائے کے شہزادے سے آشنا ہو گئے تھے اوسکو شہر کی سیر دکھانے لگے ایک روز تاج الملوک اون کے ساتھ سیر کو نکلا تھا ایک گروہ سروپا برہنہ بحالت تباہ نظر آیا شہزادے نے یارون سے پوچھا کہ یہ اشخاص اگرچہ بلباس فقیر ہین لیکن بصورت امیر معلوم ہوتے ہین خدا جانے اسکا سبب کیا ہے اونمین سے ایک بولا انمین بعضے شہزادے ہین اور کئی امیرزادے لیکن سب جلے ہوئے آتش عشق اور آشیاق کے اور نشانے ناوک فراق کے ہین قصہ انکا یون ہے کہ راجہ چترسین کی ایک بیٹی مہ پارہ بلکہ آسمان خوبی کا ستارہ ہے اوسکے مانند کوئی عورت حسین اس سرزمین مین نہین ہے اشعار

ناز ظاہر ہے قد و موزون سے	ٹپکتی ہے چشم می گون سے	سیکڑون کشتے اوسکے ابرو کے	لاکھ بندی ہین تار گیسو کے
نزاکت ہو سکی ہے جس قدر شگون	ہے سیہ بخت اوس قدر مفتون	امرت اور زہر آنکھین ہین اوسکی	دم مین مارین ہین اور جلائین بھی
	تنگ دنیا مین ہم کو ہاتھ سے دے	اوسکے کوچے کی ہمت راہ دے	

قصہ مختصر ایک تو وہ آپ ہی پری پیکر قاتل گبر و مسلمان ہے دوسرے اوسکے ساتھ اور بھی دو کافر بین غارتگر ایمان ہین ایک تغولی کی لڑکی نرملہ نام اور دوسری مالی کی چپلا اسم بامسمی ہے غرض تینون آپس مین اخلاص دلی رکھتی ہین اور ٹھنا بیٹھنا جاگنا سونا کھانا پینا دن رات ایک جگہ ہے اور اپنے اپنے بیاہ کی بھی ہر ایک آپ مختار ہے جسے پسند کرے اوسی سے ہو کسیکو اس بات مین دخل نہین لیکن اب تک کوئی

جا پونہچا چارون طرف سیڑھیان پاکیزہ اور خوبصورت بنی ہوئی تھین اور میوہ دار درخت بھی بہت سے اوسکے گرد لگے تھے شہزادے نے ایک ساعت وہان دم لیا پھر نہاکر ایک سایہ دار درخت کے نیچے پڑرہا اور اپنی محبوبہ کے تصور مین سوگیا ناگاہ کئی پریان کہ اوسکے حال سے واقف تھین وہ بھی وہان پونہچین اور اوسی تالاب مین نہاکر بال سکھانے لگین اونمین سے ایک کی نظر جو شاہزادے پر جاپڑی ساتھیون سے کہنے لگی بکاولی کا بکھاوجی یہی ہے تاج الملوک کے کان مین جو یہ آواز پڑی آنکھین کھول دین اور پریون سے باچشم خونبار پوچھا تمھین کچھ معلوم ہے کہ بکاولی کہان ہے اوسکا دل اوسکا حال زار دیکھکر بھر آیا بولین کہ آنکھون سے تو نہین دیکھا مگر سنا ہے کہ سنگلدیپ مین ایک بتخانے مین ہے مگر نیچے کا دھڑ نان تک پتھر کا ہوگیا ہے تمام دن اوس مندر کا دروازہ بند رہتا ہے اور پہر رات کے بعد صبح تک کھلا شہزادے نے پوچھا کہ وہ کس طرف ہے اور کتنی دور ہے اونھون نے جواب دیا راہ کی مصیبت تو ایک طرف آدمی اگر ساری عمر چلے جب بھی وہان نہ پونہچے تاج الملوک یہ سنکر مایوس ہوا اور اپنی زندگی سے ہاتھ اوٹھاکر ٹکرین مارنے لگا اور پتھرون سے سر پھوڑنے لگا پریون نے اوسکے حال پر رحم کھاکر آپس مین مصلحت کی کہ اس آفت رسیدہ کو پونہچایا چاہیے آگے اوسکی قسمت مین جو ہوتا ہے سو ہووے گا فوراً اوسے لیکر اوڑین اور بات کی بات مین وہان پونہچا دیا ایک لمحے کے بعد اوس مایوس کو ذرا حواس آئے تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شہر رشک بہشت برین زمین پر آباد ہے اور عجائب اوسکا سواد ہے رنڈی مرد وہان کوئی بدصورت نظر نہین آتا بلکہ درخت بھی وہان کے ایسے قد موزون رکھتے ہین کہ دیکھنے والے دنگ رہتے ہین آخر سیر کرتا کرتا بازار کی طرف جا نکلا راہ مین ایک برہمن پجاری ملا اوس سے پوچھا کہ دیوتا تم کون سے ٹھاکر دوارے کے پجاری ہو برہمن نے کہا کہ راجہ چترسین جو اس ملک کا والی ہے اوسکے ٹھاکر دوارے کا مین پجاری ہون پھر تاج الملوک نے پوچھا کہ اس شہر مین کتنے ٹھاکرون کے مندر ہین جو معروف و مشہور تھے برہمن نے بتا دیے پھر یہ کہا کہ تھوڑے دنون سے دکھن کی طرف دریا کے کنارے ایک نیا مندر پیدا ہوا ہے دن بھر اوسکا دروازہ نہین کھلتا کوئی نہین جانتا کہ اوس مین کیا ہے شہزادہ یہ بات سنکر خوش ہوا اور اوسی طرف جاکر

چھپائے رکھون خیر جو کچھ تقدیر مین سوا مت ہے مگر آج اپنا طالع آزماتی ہون تجھے لیجاتی ہون اپنی گر گذرتی ہون آگے جو مرضی خدا کی چنانچہ معمول کے وقت تاج الملوک سمیت گئی اور راجہ سے سلام مجرے کے بعد عرض کی کہ آج ایک بجانے والا بہت چالاک اپنے ساتھ لائی ہون اگر حکم ہو تو یہان آکر بجائے راجہ نے فرمایا بہت اچھا ہماری عین خوشی ہے الغرض وہ بجانے لگا اور وہ نازنین ناچنے لگی آخر یہ کیفیت ہوئی کہ ساری محفل غش کر گئی راجہ بھی مست ہو کر جھومنے لگا اور اوسی عالم مین فرمایا مانگ جو مانگنا چاہتی ہے محروم نجائے گی یہ سنکر بکاولی نے آداب بجالاکر عرض کی کہ مہاراج کی بدولت لونڈی کو کوئی چیز کی کمی نہین اور کچھ ہوس دل مین باقی نہین مگر اس کھاوجی کو بخشیے کہ یہی آرزو ہے سنتے ہی اس سخن کے راجہ برہم ہوا اور شاہزادے کی طرف غضب سے دیکھکر بولا کہ اے آدم زاد تو ہی اسکو چاہتا ہی اور یہ تجھے چاہتی ہے بہت اچھا ذرا تو اسکا مزہ چکھ اور لذت اوٹھا تو چاہتا ہی کہ بکاولی سی پری کو بے محنت و مشقت یہان سے لیجاؤن اور اپنی بغل گرم کرون یہ نہوگا پھر بکاولی کی طرف منھ پھیر کر کہا ای شتاہ کیا کرون سخن تجھسے ہارکا پھون جا اسے تجھے بخشا لیکن بارہ برس تک تیرا پنجے کا دھڑ پتھر کا رہے گا یہ حرف جو اوس سنگدل کے منھ سے نکلا وہ سیم تن اوسی ہیئت کی ہو کر غائب ہو گئی اشعار

ہیہات ازل سے ہی یہ عالم	شادی و غمی ہوئی ہی توام	دم بھر کی بہار میہان ہے	آخر ہی باغ مین خزان ہے
گہ سر پہ ہو تیرے تاج شاہی	گہ خاک پہ بستر تباہی	گل سا کبھی دل فراغ دیکھے	گہ دلپہ ہزار داغ دیکھے
	دم بھر جو بشاط عیش ہووے	خمیازہ پھر اوسکا طپش ہووے	

بائیسوین داستان تاج الملوک کے سنگدیپ مین پہونچنے کی اور بکاولی سے ملنا اور چترا وت راجہ کی بیٹی کا اوسپر عاشق ہونا

کہتے ہین کہ بکاولی راجہ اندر کی بددعا سے پتھر کی ہو کر وہان سے غائب ہو گئی اور شہزادہ بیتاب ہو کر لوٹنے لگا تب اوسکو پریون نے اوٹھا کر نیچے ڈال دیا وہ ایک جنگل مین جا پڑا تین روز تک بیہوش رہا چوتھے دن جو آنکھ کھلی تو کیا دیکھے دلدار پہلو مین نہین ہر طرف جا کر شور و فریاد کرنے لگا اور بکاولی کی خبر ہر ایک درخت سے پوچھنے ایک دن اسی طرح ایک سنگ مرمر کے تالاب پر

شہزادہ یہ حال دیکھکر بیچین ہوا آخر رہ نہ سکا سازندے کے کان مین جھک کر کہا اگر تیری مرضی ہو تو ایک دو
گتین مین بجاؤن کہ اس کام مین چالاک دست ہون اوسنے اس بات کو غنیمت جانا کچھاوج کو حوالے کیا یہ تو
اس کام مین بانکا اور اوسکے دام محبت مین گرفتار تھا اوسکی خواہش کے موافق بجانے لگا پھر تو کیفیت ناچ کی
ایسی بڑھی کہ در و دیوار سے واہ واہ کی صدا آنے لگی راجہ بھی یہان تک محظوظ ہوا کہ اپنے گلے کا نولکھا ہار
اوتار کر بکاولی کو عنایت کیا وہ ناچتے ناچتے جو پیچھے ہٹی بجنیس کچھاوجی کو حوالے کیا اسکے بعد مجلس راگ رنگ کی
برخاست ہوئی شہزادہ جس طرح گیا تھا اوسی طرح اپنے باغ مین آیا بکاولی گلاب کے حوض کی طرف گئی خوابگاہ
مین جاکر سو رہا لیکن صبح کے وقت مسکراتا تھا پری نے پوچھا کہ غیر عادت مسکرائی کا کیا سبب ہے کہا
کہ رات کو عجیب خواب دیکھا ہے اسواسطے ہر گھڑی مجھے ہنسی آتی ہے وہ کہنے لگی خدا خوب کرے مگر
مین بھی سنون کیا دیکھا ہے تاج الملوک بولا یہ دیکھا ہو کہ آدھی رات کو تو کہین جاتی ہے اور مجھے خبر نہین
کرتی بکاولی یہ سنکر ڈری کہ مبادا یہ بھید اسپر کھلا ہو اور احیاناً یہ بھی میرے ساتھ وہان گیا ہو بیحد ہوئی
کہ سب سنے پھر کہنے لگی اور بھی کچھ دیکھا یا نہین شہزادہ بولا گویا آج کی رات مین بھی تیرے ہمراہ گیا ہون
اسطرح کہ پریان ایک تخت لائین تو اوسپر سوار ہوئی اور مین پایہ سے لٹکا ہوا چلا گیا بس آگے نہین کہتا
کہ خواب کی بات بے سروپا ہوتی ہے اعتبار نہین کہتی خواب و خیال ہو بے فائدہ کون بکے بکاولی بولی
کہ تجھے میرے سر کی قسم جو دیکھا ہے سب کہہ غرض تاج الملوک تھوڑا کھسا پھر خاموش ہو رہتا اور وہ قسمین
دے دے کر پوچھتی جاتی آخر سارا ماجرا اوسنے آخر تک ہو بہو کہکر سنایا اور وہ ہار راجہ کا کھسا ہوا نکلا کے
نیچے سے نکال کر دکھلایا تب پری نے اپنا سر پیٹ لیا اور سن ہو گئی ایک دم کے بعد بولی اے شاہزادے
یہ تو نے کیا کیا اپنا دشمن تو آپ بنا دیکھ مینے تیری خاطر ماں باپ کے ہاتھ سے کیا کیا رنج اوٹھائے اور
ہر کس و ناکس کے طعنے کھائے یہان تک کہ ہر رات آگ مین جلنا قبول کیا مگر تجھے نہ چھوڑا اور تیری راہ سے
منہ نہ موڑا چنانچہ تو نے آنکھون سے بھی یہ تماشا دیکھا کچھ کہنے کی حاجت نہین کاش کے تو اوس
مجلس مین نہ جاتا اور اپنے گھر مین میری جدائی کا صدمہ اوٹھاتا تو بہت بہتر تھا کیونکہ اسکا انجام
اچھا نہین اب حیران ہون اگر تجھے نہ لے جاؤن تو بنتی نہین جو لے جاؤن تو کہان تک

اگوارا ہوتی ہی شب سوزان	سہا جاتا نہین پہندہجران	جسے ہو شمع دیون کی محبت	اوسی کو پوچھیے جلنے کی لذت

مگر شاہزادی کو ہرگز اس بات کی خبر نتھی ایک رات کا ذکر ہے کہ بکاولی تو اپنے معمول پر وہان گئی تھی یہان شاہزادی کی آنکھ کھل گئی پلنگ پر اوسے نہ دیکھا ہر طرف قصر اور باغ مین جاکر ڈھونڈھا کہین اوسکا سراغ نہ ملا نہایت تنگ ہوکر اپنے خلوتکدے مین آبیٹھا اور یہان تک اوس شب بت چین کی رات کٹی کہ آنکھین پتھرا گئین آخرش اسی حالت مین سوگیا بکاولی بھی اپنے وقت پر آکر اوسکے پاس ہو رہی صبح کو تاج الملوک نے بموجب دستور حواسہ ساتہ سونے کی دیکھا زیادہ تر متعجب ہوا لیکن دم نہ مارا اوس راز کو مطلق نہ کھولا مگر اوسکی تحقیقات کے واسطے دوسری رات کو اپنی ایک انگلی چیر کر نمک چھڑک دیا کہ مبادا آنکھ لگ جائے اور وہ بھید چھپے کا چھپا رہے غرض آدہی رات گئے تخت پھر آکر موجود ہوا بکاولی اچھل کر نباؤ کرنے لگی اور شاہزادہ بھی چھپے چھپے جاکر اوس تخت کا پایہ پکڑ بیٹھ رہا تخت مین وہ بھی آکر سوار ہوئی اور پریان اوسکو لیکر اوڑین تاج الملوک اوسی پائے مین لٹک گیا پھر اس قدر بلند ہوا کہ زمین اوسے نظر آنے سے رہگئی جھٹ پٹ راجہ اندر کے دروازے پر جاکر اوتار دیا بکاولی اور تو ایک طرف کھڑی ہو رہی اور یہ بھی الگ ہو کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھنے لگا غرض جس طرف آنکھ پڑتی تھی ادھر پریون کا جمگھٹ نظر آتا تھا اور ہر طرف آواز قسم قسم کے سازون کی اور گون کی جو تمام عمر نہ سنی تھی متصل چلی آتی تھی حاصل یہ ہے کہ تاج الملوک نے وہ کچھ دیکھا جو کہین نہ دیکھا تھا اور وہ سنا جو کہین نہ سنا تھا دنگ ہوکر رہگیا اتنے مین کئی پریان دوڑین اور بکاولی کو آتشکدے مین ڈال دیا وہ جلکر راکھ ہوگئی وہ اس حادثے کو دیکھکر سب کچھ بھول گیا بے اختیار دونون ہاتھون سے سر پیٹنے لگا اور جی مین یون کہنے لگا حیف ہی اس وقت طاقت نہین رکھتا مین کہ پروانے کے مانند اس شمع کے ساتھ جلتا اور اپنے بدن کو راکھ کرکے اوس سے ملتا کیا کرون کچھ بس نہین نہ قدرت فریاد کی ہی نہ جگہ داد کی یہ تو اوسی اودھیڑبن مین رہا کہ انھین مین سے ایک پری نے پانی چھڑکا اوسکی راکھ پر چھڑکا فی الفور زندہ ہوئی اور صاحب کی مجلس مین آئی شاہزادہ بھی اوسکے پیچھے پیچھے چلا آیا از بسکہ ازدحام تھا کوئی کسی کو پہچانتا نتھا کسی نے نجانا کہ یہ کون ہے اور کیون کھڑا ہے اتفاقاً بکاولی کا کچھ وجی بڈھا ضعیف تھا ناتوانی کے سبب اچھی طرح بجا نہ سکتا تھا وہ رک رک کر بجاتی تھی اور بار بار تیوری چڑھاتی تھی

عرض کی کہ وہ ایک انسان کے دام عشق مین گرفتار ہوئی ہے بلبل بیقرار کے مانند نالہ و فریاد کیا کرتی ہے اور مدام اوسکے عشق مین سرشار رہا کرتی ہے اور اپنے بیگانے سے اوسکو نفرت ہے فقط اوسی سے صحبت ہے شراب وصل اوسکے ساتھ پیتی ہے اور اوسکے دم سے جیتی ہے راجہ یہ ماجرا سنکر غصے مین آیا اور شعلۂ غضب اور بھی بھڑکا کئی پریون کی طرف اشارہ کیا کہ اوسکو اسی وقت حاضر کرو وہ تخت روان لے کر تاج الملوک کے باغ مین آئین اور بکاؤلی کو جگاکر راجہ کے اعتراض اور غضبناک ہونے کا حال بیان کیا وہ چارناچار اوسپر سوار ہوکر امرنگر کو گئی اور وہان کانپتی ہوئی راجہ کے سامنے آکر آداب بجالائی ہاتھ باندھکر کھڑی رہی مہاراج نے نگاہ قہر سے اوسے دیکھا اور بہت سا جھڑکا آخر فرمایا کہ اسکو آگ مین ڈال دو کہ انسان کے بدن کی بو باس اس مین نہ رہے اور یہان کی صحبت کے قابل ہو پریون نے فوراً اوس نسترن باغ لطافت کو اور یاسمن چمن نزاکت کو ہاتھون ہاتھ وہان سے باہر لاکر آتشکدے مین ڈال دیا وہ جلکر راکھ ہوگئی شعلہ جل گیا عاشق تو کیا غم ہے کہ اوسکی چشم تر + دیکھتی ہے یار کو گلشن مین مانند خلیل + اوسکے بعد پانی پر کچھ منتر پڑھکر اوسپر چھڑکا فوراً ہی اوٹھی اور ہیئت اصلی پر آکر مجلس مین ناچنے لگی پہلی ٹھوکر سے اہل مجلس کے دلون کو پامال کیا اور ایک ہی آمد و رفت مین تماشائیون کو بیحال کیا غرض ناچنے کا جو حق تھا ادا کیا ساری مجلس کو محو کردیا پھر تو واہ واہ کی صدا ہر ایک کے مُنھ سے نکلنے لگی اور آفرین اور تحسین کی آواز ہر طرف سے بلند ہوئی بکاؤلی آداب بجالاکر راجہ سے رخصت ہوئی تخت پر بیٹھکر اپنے باغ مین آئی گلاب کے حوض مین نہا دھوکر شاہزادے کی بغل مین سو رہی صبح کو اپنے معمول پر اوٹھی سنگار کیا لوگ بھی اندر باہر گئے اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے القصہ ہر شب وہ غیرت ماہ امرنگر مین جاتی پہلے تو وہ سے آگ مین جلاتے پھر راجہ کے حضور مین ناچتی گاتی جب تھوڑی سی رات باقی رہتی رخصت ہوکر اپنے گھر آتی اور گلاب کے حوض مین نہاکر اوس دریاے خوبی سے ہم آغوش ہوتی اور اپنے جی کو ٹھنڈا کرتی **اشعار**

قبول اوسنے کیا جلنا سدا کا	کچھوڑا وصل لیکن دل ربا کا	جلاتی تھی تن نازک کو ہر شب	نہ کھلتے تھے شکایت کو کبھی لب
وہ عاشق سے نکرتی تھی کنارا	فراق اوسکا تھا ہرگز گوارا	جو جل مرنیکو اپنے دل پہ ٹھلنے	وہ ہر آتشکدہ کو آب جانے

لگا یا دلاسا دیا اور فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو کسی کا اندیشہ نکرو ہمین عیش کی مطلق خلل انداز نہونگی بلکہ اپنی خوشی پر تمھاری نشاط کو مقدم جانونگی چنانچہ ہمیشہ شیر و شکر کی طرح آپس مین سب کی سب ملی جلی رہین اور سوتا پے کی جلن کسی کو نہوئی شاہزادہ بھی ان غنچہ دہنون کے ساتھ شگفتگی سے اوقات بسر کرنے لگا اور عیش و عشرت سے رہنے لگا

اکیسوین داستان بکاؤلی کے جانے کی راجہ اندر کے اکھاڑے مین اور ناچنا گانا اوسکے حضور مین اور تفرقہ پڑنا تاج الملوک مین اور اوس مین ٭



اہل ہند کی کتابون مین یون لکھتے ہین کہ امرنگر نام ایک شہر بستا ہے وہان کے باشندے ہمیشہ زندہ رہتے ہین اور راجہ اندر وہان کا راج کرتا ہے دن رات پریون کے ساتھ عیش و عشرت مین رہتا ہے اوسکا کام یہی ہے اور غذا اوسکی ناچ اور راگ عالم جنات بھی اوسکے تابع ہین ساری پریان اوسکی مجلس مین جاتی ہین اور رات بھر ناچتی گاتی ہین ایک رات کا ذکر ہے کہ راجہ نے فرمایا بکاؤلی فیروز شاہ کی بیٹی مدت سے ہماری مجلس مین نہین آئی اسکا سبب کیا ہے اور وہان کے آنے کا مانع کون ہے پریون مین سے ایک نے

گالون پر دانتون کے اور چھاتیون پر ہاتھون کے نشان پڑے ہین یہ عالم دیکھکر نسکی جلد اوسکو جگایا اور
مسکراکر کہا اے بہن اوس روز مجھے کہتی تھی کہ تو نے دیو مکار کے مدرسہ کنار مین شرح لوزمی پڑھی ہے آج تو
تیرے اطوار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کو تو یار کے مکتب آغوش مین اپنے مطلب کی کتابون کو بخوبی مطالعہ
کرکے بڑی علامہ ہوئی ہے دیر تک تو نے مصدر ملابست کو مختلف صیغون کے ساتھ گردانا اور عشرت کی
مزید فعلون کو الف وصل سے ربط دیا شان فاعل اور علامت مفعول کما ینبغی دریافت کی اور تجرید سے
اپنے پاؤن باہر رکھے بلکہ خلوت مین قضیۂ موجبۂ مباشرت کو عکس مستوی بنایا اور اشکال مختلفہ کے ضروب
نتیجہ سے نتیجہ موافق مطلوب کے پایا وصل فصل کا بھی طریقہ لے لیا اور اپنے مثلث کے نقطے پر خط
عمود کو قائم کیا بکاولی یہ سنکر مسکرائی اور کہنے لگی بوا بھلا تمھارے منہ مین پانی کیون بھر آتا ہے مجکو
صاف ان کنایہ آمیز باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ تمھارا بھی یہی ارادہ ہے بہت بہتر مین راضی ہون شوق سے
اپنی وصلی اوس مشتاق کے آگے رکھو پھر اوسکے قلم کی روانگی اور قوت دیکھو کہ کس کس طرح سے توڑ جوڑ
لگاتا ہے اور کیا کیا گل بوٹہ بناتا ہے حاصل یہ ہے کہ باہم اس طرح ہستیان بولتیان رہین آخر روح افزا
اپنے ماں باپ سمیت رخصت ہوکر اپنے گھر گئی اور تاج الملوک فیروزشاہ کے محل مین جاکر اپنی بود باش اختیار کی

بیسوین داستان رخصت ہونے مین تاج الملوک اور بکاولی کے فیروزشاہ اور جمیلہ خاتون سے

ایک روز تاج الملوک نے بکاولی سے مشورت کرکے فیروزشاہ اور جمیلہ خاتون سے رخصت مانگی اونھون نے
کہا بہت بہتر ہزار غلام قمر طلعت اور سیکڑون لونڈیان خوب صورت عنایت کین اور دان جہیز کے سوا
کچھ نقد و جنس اور لوازمہ سفر کا دیا اگر اوسکی تفصیل لکھون تو یقین ہے کہ ایک کتاب اور تیار ہوجائے
اسلیے قلم انداز کیا القصہ شاہزادہ بڑی شان و شوکت اور جاہ و حشمت سے بکاولی کو لیکر اپنے ملک پہونچا
دلبر اور محمودہ کی جان مین جان آئی کشت امید سوکھی ہوئی پھر لہلہائی اوسکا آنا ان کے حق مین ایسا
ہوا جیسے بیمار کے واسطے مسیحا کا آنا لیکن بکاولی کو جو اس حسن و جمال اور مال و منال سے دیکھا حیران ہوگئی
آئے ہوش جاتے رہے ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے پری نے جو یہ رنگ ڈھنگ دیکھا ہر ایک کے گلے سے

شربت پلائی لینے لگے گوٹون کے اور پھولون کے ہار پہنائے لگے الائچیان اور چکنی ڈلیان عطر کی تیشان دینے لگے اسکے بعد دولھ کو گھر مین بلایا اور دولھن کو لاکر دولھا کی پاس شہانی مسند پر بٹھایا بنات چنوا کر ٹونی گا کر آرسی مصحف دکھا دولھ کو باہر خصت کیا دولھن کو ملنے کے لیے گود مین اوٹھا کر لیگئی جہیز نکلنے لگا ادھر فیروز شاہ نی ایک مکان عظیم الشان کہ تختگاہ سے قریب تھا بیٹی داماد کے رات بھر رہنے کو نہایت تکلف سے سجوا دیا جب سب جہیز نکل چکا اور برات کی چلنے کی تیاری ہوئی پھر دولھا کو گھر مین بلایا ڈیوڑھی مین جھپان لگایا دولھا نی دولھن کو گود مین لاکر جھپان مین سوار کیا پھر آپ اوسی پری سیکر گھوڑی پر سوار ہوا ہر ایک چھوٹا بڑا جلو مین چلنے کو تیار ہوا اوسی طرح آگے آگے تخت روان شتر سوار پیادے اور سوار بیشمار نقارچیون کی قطار روشن چوکی والے گاتے بجاتے ہوئے اور مہتم دولھن کی سواری پر سی چاندی سونے کے پھول لٹاتے ہوئے اوسی مکان پر پہونچے ہر ایک براتی اپنے اپنے گھر سدھارا کہارون نے دولھن کا جھپان اوتارا دولھا نی دولھن کو گود مین لیجاکر مسند پر بٹھایا کھیر چٹائی خدا خدا کرکے دن گذرا اور رات آئی سب کنارے ہوئے خلوت ہوئی پردے چھوٹے دولھا دولھن مسہری مین گئے مزے لوٹے اشعار

عاشق و معشوق ہم ہون جہان — شوق بہت جوش مین آئے وہان
صبر کرو پھول سی بیل کمان — لے ہی لی آغوش مین یار جان
دیکھا جو شہزادی نی اوس دم وہان — اوس گل بخیار کو بے باغبان
لے چکا جب بوسۂ لب کا مزا — سیب زنخدان کی طرف جھک پڑا
ادھری ہوئی چھاتیان دونون سخت — گیند کے مانند چھپائین کرخت
گوہر و الماس ہوئے پھر بہم — لینے لگے دونون مزے دمبدم

شمع کو پروانہ جو دیکھے کہین — رہ نہ سکی گر پڑے اسپر مین
طوطی جو آئینہ کو دیکھے کبھو — چین نہ آئی اوسے بے گفتگو
لیکے بغل مین لیے بوسے کئی — شوق نی کچھ صبر کی خصت دی
عارض گلرنگ کی خوشی جو کی — اوسکی بھی لی خوب طرح چاشنی
رہ نہ سکا وال دیا اونپہ لٹا — چھوڑ دیا صبر و تحمل نے ساتھ

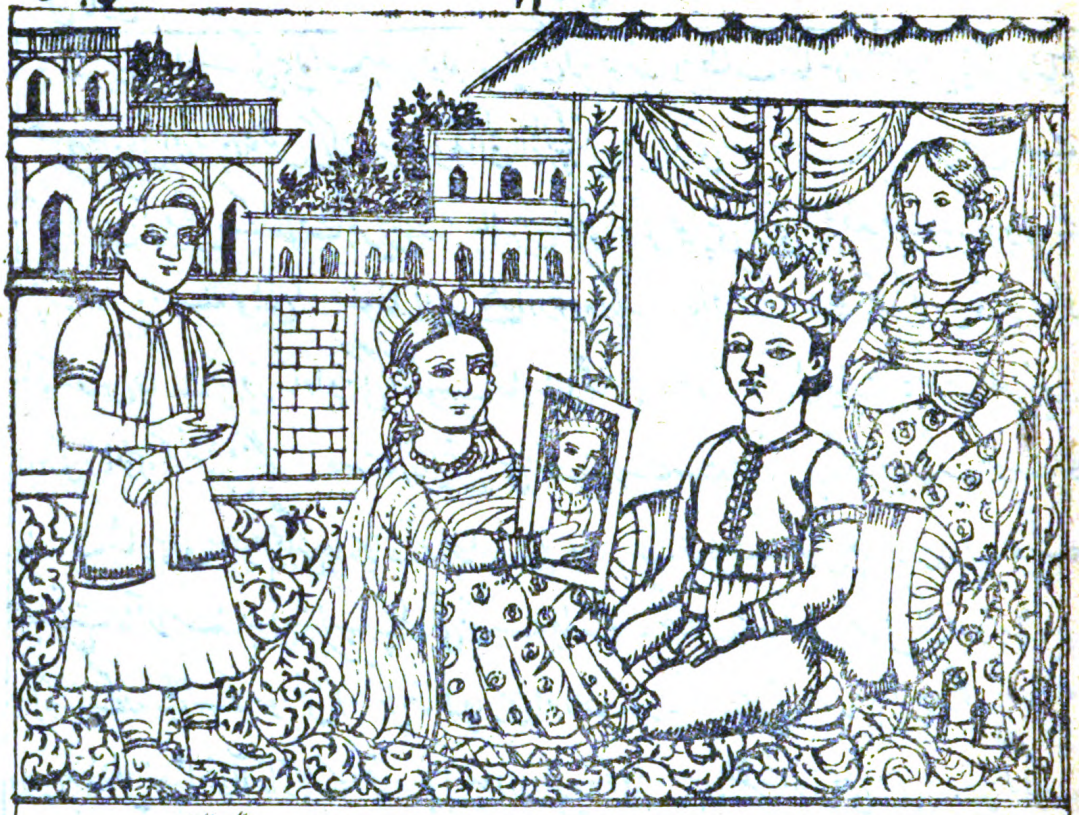
جب خوب چھک گئے ماندے ہوئے پھر ہر ایک نی اپنا ساعد سیمین دوسرے کا تکیہ بنایا منہ سے منہ ملایا اور سینے سے سینہ لگایا غرض ان ہیئت سے آرام فرمایا صبح ہوئی مرغ نی بانگ دی شہزادے نے اوٹھکر حمام کی راہ لی اور روح افزا اوس عشرتگاہ مین آئی بکاولی کو دیکھا رات کی جاگی ملی دلی غافل سوتی تھی بال چھوٹے ہوئے ہین ہار ٹوٹے پڑے ہین ہونٹھون پر لاکھا نام کو نہین رہا آنکھون کا کاجل سارا پھیل گیا

پرستارون نے یہ اوسکو بنایا — جہان مین حور جنت کر دکھایا — عجب صورت سی کی ہا بونمین تنکھی — کہ بکھرا دیکھکر ہر ایک کا جی
لپٹ آئی جو اون زلفون کی بکیا — ہوئی کافور پوے مشک تاتار — کھجوری گوندھی وہ پاکیزہ چوٹی — کہ سنبل نظر کی جان لیتی
جب اوسکی موتیون کی مانگ بھردی — فلک نے کہکشان قربان کردی — چنی جب اوسنے پیشانی پہ شان — قمر بر ہو گئے تارے نمایان
جو ٹیکا اوسکے ماتھے پر لگایا — قمر نے اپنے دل پر داغ کھایا — بزنگ مہر تابان تھا جو چہرا — ہوا تار شعاعی منھ پہ سہرا
حسام ابرو پر خم بلا تھی — یہ کہیے اوسکے قبضے مین قضا تھی — وہ آنکھین بند کرنا بھی ادا تھی — چوقِ مژگان مین پوشیدہ حیا تھی
جب اوسکے کان مین پہنایا جھمکا — پریشان ہو گیا عقد ثریا — وہ مکھڑا چاند سا گفتگو مین چمکا
سمی آلودہ دندان پیارے — چمکتے تھے شب ملدا مین تارے — سمی ملکر جب اوسنے پان کھایا — یہ مطلع پڑھکے ناسخ کا سنانا
سمی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے — تماشا ہو تہ آتش دھوان ہے — بنایا خال کاجل سے ذقن پر — عجب جوبن تھا اوس شکر چمن پر
چڑھی منھ پہ دولھن کے ایسی شیرین — کہ پھیکی پڑ گئی نظرون مین شیرین — گلے مین پہنا جب موتی کا مالا — بنات النعش کو حیرت مین ڈالا
اگر ہاتھون مین پہنے کے کڑے تھے — زر خالص کے زیب پا چھڑے تھے — مناسب جس جگہ تھا اوسنے پہنا
کف رنگین مین جو زر حنا تھی — بہت اسکے سوا بھی اور گہنا — دلون کو صید کرتی جسکی چڑیا
عجب انداز کا بنگلہ بنا تھا — چورا سے کو دل عاشق بلا تھی — اوسے پہنائی ایسی لال انگیا
کہ اوس پر ملک دل جگلا بنا تھا — وہ گوری آنکھ کے ڈورون سے افزون — کٹوری اوسکے جام چشم می گون
کچین ابھری ہوئین برچھی کی نوکین — جو ستم سامنے آئے تو ٹوکین — وہ اوسکا پیٹ گورا لال کرتی — دل چالاک کی کھوتا تھا پھرتی
نہ چھپتی تھی لطافت سیمتن کی — نمایان صاف تھی نکہت بدن کی — نظر جسکی پڑی اوسپر وہ بولا — شفق مین دیکھنا کیا چاند نکلا
مغرق ایسا پہنا پاے جامہ — کہ جسکی مدح مین عاجز ہے خامہ — لباس و زیور و حسن و ادا کا — بیان سب کا کرون کب ہے یہ یارا
جو تھا ذی روح وہ تھا محو دیدار — جسے دیکھو بنا تھا نقش دیوار

القصہ جب برات قریب پونہچی تب فیروز شاہ نے کئی ارکان دولت استقبال کے لیے بھیجے وہ نہایت تعظیم و تکریم سے لے آئے اور جس جگہ مجلس نشاط و محفل انبساط برپا تھی وہان ہر ایک کو بڑی تعظیم و تواضع سے بٹھایا آتشبازی چھٹنے لگی آرایش لٹنے لگی اور حسن آرا کے ساتھ اسی سلوک سے جمیلہ خاتون پیش آئی سارے طریقے سمدھنون کے بجا لائی غرض پچھلے پہر تک تاج رنگ کی صحبت رہی اسکے بعد اوس گوہر یکتا کا اوس لعل بے بہا کے ساتھ عقد باندھا مبارک سلامت کا اندر باہر غل پڑ گیا پھر شربت پلانے لگے

یہ تصویر شاہزادے کی ہی یواب ہنسو بولو خوشیان کرو جو تمہارا مطلب تھا سو خدا نے پورا کیا یہ سنکر بادشاہ کے
حضور مین آئی اور یون عرض کی کہ حضرت فرزندان کہ ماں باپ کے تابع ہین اونکی سعادتمندی اس مین ہے
کہ والدین کی مرضی کے خلاف نکرین اور ہر حال مین اونکی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھین اگر یہ اونکے
پسند پڑے تو بیٹی اوسکو غلمان سمجھے اور جو وہ ایک سیاہ اوسکے واسطے تجویز کرین تو اوسکو
ماہ کنعان جانے غیروز شاہ اوسکی گفتگو سے نہایت شاد ہوا اور شادی کی تیاری کا حکم دیا تمام جزیرہ
ارم کی دکانون کو نقش و نگار تازہ سے آرایش دی اندر باہر سے نئے فرش بچھے گئے ہاج رنگ ہونے لگا
چارطرف شادی کی دھوم مچگئی جا بجا رقعے بھجوائے پریون کے غول کے غول چارون طرف سے آئے
مجلس نشاط آراستہ ہوئی شراب چلنے لگی تورے جانے لگے لوگ ضیافتین کھانے لگے فیروز شاہ
ہر ایک کے رتبے کے موافق اوسکی خاطرداری اور مہمانداری آپ بھی کرتا تھا اہل کار جو اس کام پر متعین تھے
اون پر غافل نرہتا تھا آغاز کار کا انجام بخوبی ہوا اور جزیرۂ فردوس مین مظفر شاہ نے بھی اسی طرح سے تاج الملوک
کی شادی کی تیاری اور لوگون کی مہمانداری شروع کی پھر بروز معین وزیرون امیرون کو حکم کیا کہ لباس نئے
رنگین پہنین اور سرداران لشکر کو بھی کہدین مع فوج آراستہ ہوئین اور محل مین جسن آرا نے بھی اپنی مصاحبون
اور خواصون کو بائین شائستہ آراستہ کیا اور آپ نیا لباس اور زیور جواہر کا پہنا اسکے بعد سُبھ گھڑی نیک ساعت
دیکھکر شہزادے کو ایک جڑاؤ چوکی پر بٹھاکر شہانا جوڑا پہنایا شملہ سر پر رکھکر پیچھے گوشوارہ آگی سو موتیون کا سہرا اور
اوسپر پھولون کا سہرا باندھا جیغہ کلغی سرپیچ لگایا طرہ رکھا گلے مین موتیون کی بدھی پہنائی مرصع کی نو رتن بازوبند
پر باندھے پھر ایک پری پیکر گھوڑے کے گنگا جمنی ساز لگاکر موتیون سہرا باندھکر اوسپر سوار کردیا
اسکے بعد مظفر شاہ کئی بادشاہ سمیت شہزادے کو بیچ مین لیے امیر اور سردار داہنے بائین اور آگے
نوبت نشان کے ہاتھی تخت روان شتر سوار تلنگون کی کمپنیان پیادون کی پلٹنین باجے بجاتے ہوئے
خاص بردار برچھی بردار بان بردارون کے غول سوارون کے پرے آتشبازی چھٹتی ہوئی اور آرایش
لٹتی ہوئی اور پیچھے پیچھے زنانی سواریان اس طرح بیاہنے چڑھا اور جزیرۂ ارم کو روانہ ہوا

یہان بکاؤلی کو آراستہ کیا اشعار



باجبان اس گلستان کا گل اور بلبل کی مواصلت یون بیان کرتا ہے کہ جمیلہ خاتون نے جو گفتگو کہ حسن آرا مین
اور اوس مین ہوئی تھی فیروز شاہ سے جاکر اظہار کی اور تصویر شاہزادی کی دی اوسنے سمرو کے ہاتھ بکاؤلی
کے پاس بھیجدی کہ یہ تصویر شرقستان کے شاہزادے کی ہے بالفعل اس زمانے مین ایسا جوان حسین کہین نہین
تو کہ آدم زاد کے سودے مین دیوانی ہو رہی ہے اور جان لطیف ایک خاکی کثیف کے پیچھے کھو رہی ہے تیری مرضی ہو
تو اسکے ساتھ بیاہ کردون میری دانست مین تو نوع انسان مین ایسا شخص کمتر ہوگا بلکہ پریون مین بھی حرف ہے
وہ خوشی خوشی تصویر لیے ہوئے شاہزادی کے پاس آئی اور بادشاہ کی زبانی جو حقیقت سنی تھی
کہکر سنادی اوس محو جلوۂ نازنے اوسکو نگاہ غور سے دیکھا تو اپنے ورق دل کی صورت کے
مطابق پایا بلکہ خط و خال مین بھی سر مو فرق نہ دیکھا جی مین سمجھی کہ یہ کارپردازی اور نیرنگ سازی بہن
صوح افزا کی ہے واقعی وہ چھٹیسی اپنے قول کی بڑی سچی ہے مسکرا کر سمرو پری سے کہا کہ دیکھ تجھے میرے
سر کی قسم یہ اوسی شخص کی تصویر ہے جسکے حزان غم سے میرا گل نارسیدہ کمھلایا ہے اور غنچہ نودمیدہ
مرجھایا ہے وہ للاحظہ کرکے بے اختیار مارے خوشی کے اوچھل پڑی اور بولی ہان شاہزادی بیشک

اگر واقف ہوتی تو ایسے ایسے خیال فاسد دل مین ہرگز نہ لاتی سچ ہے نادان بشر خلقت یزدان ہی اور اوسکی صنعت بے پایان ہین اشرف اور افضل ہے اوسکے رتبون اور درجون کی انتہا نہین وہ ایک نہنگ ہی دریا کا سہنے والا اور ایک قطرہ ہی حقیقت مین دریا ہے جامع کمالات علم کونی و آلہی کا سہنے مادیات اور مجردات کا اور مجمع ہے مراتب بندگی اور بادشاہی کا بیت انسان کی ذات برزخ جامع ہی بیگمان ✤ ظل خدا و صورت خلق اوس مین ہے عیان ✤ جان کہ صوفیہ ہر ایک کو عالم ارواح کے نوعون مین سے بارتعالے کے ایک ایک اسم اور صفت کا مظہر خاص جانتے ہین اور اس عالم صورت کو کہ حواس ظاہری اور باطنی سے نسبت رکھتا ہے اوس عالم کا سایہ پس ہر ایک ذرہ فرد کائنات سے روشن ایک تجلی ابدی اور سیراب ایک قطرہ سرمدی سے ہے بیت برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ✤ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ✤ اس عالم مین انسان کہ سارے افراد کون و فساد اوسکے لازمی ہین خدا کے سارے اسمون اور صفتون کا مصدر ہے اور اوسکی تجلیات خاص کا مقام کلام فضیلت انسان مین دریاے بے پایان ہی اسقدر پر اکتفا کیا اے جمیلہ خاتون وہ اصل اور ہمارا وجود طفیلی وہ مخدوم اور ہم خادم نہے شرف کہ شریف ہم سے ارادہ وصلت کا کرے اور مخدوم خادم سے قصد قربت کا رکھے القصہ اس آب و تاب سے انسان کی تعریف کرکے فضیلتون کا بیان کیا کہ اوسکا شعلہ غضب بجھگیا کہنے لگی اچھا اوس بداطوار بدکردار کا ذکر نہ کیجیو کہ اپنی بیٹی ہرگز اوسے ندون گی اور ایسے خاین کو اپنی ادی مین کبھی نہ لون گی آخر حسن آرا نے تاج الملوک کی تصویر جمیلہ خاتون کے ہاتھ مین دی اور کہا یہ تصویر شرقستان کے شہزادے کی ہے دیکھیے ایسا نقشہ قلم تقدیر نے صفحہ عالم پر آج تک نہین کھینچا اور اس پردا کا چہرہ ورق جہان پر دوسرا نہین بنایا اس یاسمن گلشن محبوبی کو اوس گل خوبی کے ساتھ ملا اور اس زہرہ فلک حسن کو اوس ماہ برج سعادت کے پہلو مین بٹھا الغرض وہ چار و ناچار راضی ہوئی کہنے لگی بھینا اوسکو کہان ڈھونڈھون اور کس تدبیر سے لاون حسن آرا نے کہا تم خاطر جمع سے شادی کی تیاری کرو اوسکو فلانی تاریخ دولہا بنا کر برات سمیت لیے آتی ہون یہ کہکر رخصت ہوئی پل مارتی ہی جزیرہ فردوس مین آپونچی اور ذکر من و عن شاہزادے سے کرنے لگی پھر وصل کا بھروسا دیا

اونتیسوین داستان تاج الملوک اور بکاولی کے بیاہ کی ✤

تجکو تیرے چاہنے والے سے بخوبی ملاتی ہون اور شربت وصال مین رات پلاتی ہون زمانہ فراق کا اب تھوڑا رہا ہی اور روز وصال کا نزدیک آپہونچا ہی خاطر جمع رکھہ ماں باپ کی فرمان برداری کر اور جناب الٰہی مین گریہ وزاری پھر دیکھہ کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے اور میری سعی و کوشش کیا دکھاتی ہی بکاؤلی یہ سنکر چار و ناچار گلستان ارم کو گئی اور ماں باپ کی خدمت مین مشغول ہوئی ٭

اٹھارھوین داستان روح افزا کے ظاہر کرنی مین اپنی ماں سی تاج الملوک اور بکاؤلی کی عشق کی کیفیت اور جانا اوسکا جمیلہ خاتون کی پاس اون دونون کے بیاہ کی درخواست کے لیی

کہتے ہین جب بکاؤلی روح افزا سے رخصت ہوکر اپنے گھر گئی روح افزا نے شاہزادی اور بکاؤلی کے عشق کی تمام و کمال کیفیت اپنی ماں سے ظاہر کی حسن آرا یہ سنکر دیر تک گریبان تفکر مین سر ڈالی رہی پھر سوچ کر بولی اگرچہ ناتارشتہ آدمی کا پری سی ہونا نہایت محال ہی لیکن اوسنے میری بیٹی کو قید شدید سے چھڑایا ہے مجکو لازم ہی کہ مین بھی اوسکو زندان غم و الم سی چھڑاؤن اور مطلب کو پہونچاؤن یہ کہکر اوسی وقت ایک مصور شبیہ کش چالاک دست کو بلاکر شاہزادے کی تصویر کھچوا کر گلستان ارم مین لے گئی اور فیروز شاہ اور جمیلہ خاتون سے ملی بلکہ چند روز وہین رہی ایک دن کا مذکور ہے کہ جمیلہ خاتون سے باتین کرتے کرتے مطلب کی بات پر آئی اور اوس وضع سے کہنے لگی اے بہن اگر کوئی غنچہ رنگین آب و ہوا کے فیض سے کسی شاخ مین لگے اور اوسکے پاس بلبل نہ بیٹھے تو اوسکا ہونا نہ ہونا دونون برابر ہے اور اگر آبدار موتی کسی کے ہاتھہ لگے اور وہ اوسکو رشتے سے الگ رکھے تو عقل سے باہر ہے کب تک تو بکاؤلی کو کواری بارہی رکھے گی بہتر یہ ہی کہ اوس زہرہ جبین کو کسی ماہرو کے پہلو مین بٹھا اور اس غنچۂ خوبی کو مونس بہار کا بنا جمیلہ خاتون نے یہ سنکر کہا اے حسن آرا تو نے سنا ہوگا کہ اسنے آدم زاد سے دل لگایا ہے اور اوسی کا سودا اسکے سر مین سمایا ہے اپنے ہمجنس کو نہین چاہتی اور غیر جنس کے واسطے دن رات گراہتی ہے مین اس امر مین ناچار ہون بزرگون کا چلن کیونکر چھوڑون اور اس علامہ کی خواہش سے قدیم سلسلے کو کس طرح توڑدون اپنے کفو کے ہوتے غیر قوم مین کس نے کیا ہے جو مین کرون پری کا آدمی سے کبھی بیاہ ہوا ہے کہ مین بیاہون حسن آرا نی کہا سچ کہتی ہی لطیف کو ہم صحبت کثیف کرنا البتہ دانائی سے بعید ہے لیکن تو حضرت انسان کے کہا لون سے

تمھارا صرف گمان ہی روح افزا نے جب دیکھا کہ یہ کسی طرح ہاتھ نہین آتی اور کسی صورت دھوکا نہین کھاتی کہنے لگی اے بہن یہ تو مین نہین کہتی کہ تو کسیکو چاہتی ہی یا خدانخواستہ کسی کے درد سی کراہتی ہی بلکہ مین تو یہ کہتی ہون کہ تو شمع فانوس ہی کوئی پروانہ جو آپ سے آکر جلے تو تجکو اوسکے جلنے سے کیا اگر ہزار دن گل نیلوفر دریاے عشق مین ڈوبین سورج کو کیا پرواہ غرض اسی وضع کے اور ذکر نکال کر اوسکے غصے کو ٹال کر بھلاوے مین ڈالکر ہاتھ مین ہاتھ لے کر اوس مکان کی روش پر کہ جس مین تاج الملوک رہتا تھا اکر پھرنے لگی اتنے مین آواز دردناک اوس مریض عشق کی بکاؤلی کے کان مین پہونچی سنکر بیچین ہوئی آخر رہ نہ سکی روح افزا سی پوچھا کہ یہ کس کی صدا ہی اوسنے کہا ایک شکار تو گرفتار نالان ہی آ تجھے اوسکا تماشا دکھاؤن اور اچھی طرح سے اوسکی آواز سناؤن غرض بکاؤلی کو دھوکا دیکر شاہزادے کے آگے لاکر کھڑا کر دیا تاج الملوک سے دوچار ہوتے ہی اختیار کی باگ اوسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور جنس صبر و قرار کی لٹ گئی وہ بھی آتش شوق کا جلا ہوا صبر نکر سکا دوڑکر اوس چشمہ خوبی سے بے اختیار لپٹ گیا بکاؤلی نے بھی دامن حیا کو چھوڑکر اپنے ہاتھ اوسکی گردن مین حمائل کر دی پھر تو دونون جلے ہوئے آتش فراق کے دل کھول کر روئے اور غم جدائی کے دفتر اپنے اپنے خوب دھلوئے روح افزا یہ حالت دیکھکر ٹھٹھا مارکر ہنسی اور کہنے لگی بھینا تو تو اب تک دنیا کی لذت سے واقف نہین بیگانی مرد کا بھی منہ تجھتک دیکھا نہین پھر اس نامحرم مرد کے گلے لگ کر زار زار کیون روتی ہی اور اوسکے غم سی اپنا ننھا سا جیو اکس لیے کھوتی ہی تو نے میرے چچا کا نام ڈبویا اور سارے کنبے کو کلنک کا ٹیکا لگایا یہ بات سنکر بکاؤلی نے کہا اے روح افزا اگر تو نے مجھہ سینہ فگار کے زخم پر مرہم لگایا ہی تو ناخن طعن سے نہ چھیل اور جو شربت دیدار پلایا ہی تو زہر ملامت نہ کھلا اب تو تجھپر میرا راز بالکل ظاہر ہو گیا اور پردہ کھل گیا میرے حق مین جو تو چاہی سو کر مختار ہی القصہ وہ غندلیب شیدا اور وہ گل رعنا چمن نشاط مین بخوبی ہنسے اور بولے اور اپنے اپنے اشتیاق کے ہر ایک نے دفتر کھولے کئی دن بوس و کنار کی لذت خوب طرح اوٹھائی اور حمام وصل سے اپنی اپنی پیاس جی بھر کے بجھائی آخر ایام وصال کے آخر ہوئے بکاؤلی کی روانگی کا دن آپہونچا تاج الملوک پھر بستر بیقراری پر گرا اور ماہی بے آب کے مانند تڑپنے لگا یہ حالت دیکھکر اوسنے بھی چاہا کہ حیا کے پردے کو اوٹھاکے ویسا ہی اپنا حال بنائے کہ روح افزا بولی زنہار اے بہن یہ حرکت نکرنا ناحق رسوائی ہوگی اور جگ ہنسائی چند روز اور صبر کر انشاء اللہ تعالی تھوڑے دنون مین

دیکھ آئے بکاولی نے جو مان کے آنے کی خبر سنی کھلا بھیجا کہ مین بھی بہن کی ملاقات کو تمھاری ساتھ چلون گی جمیلہ خاتون نے اس بات کو غنیمت جانا اسواسطے کہ شاید وہان کے جانے سے اسکا غنچۂ دل کھلے اور مکانات مختلفہ کی سیر سے زنگ کدورت آئینۂ دل سے جاتے پاؤن کی زنجیر کاٹ دی اور اپنے ساتھ لیکر جزیرۂ فردوس کی راہ لی مظفر شاہ نے جب سنا کہ جمیلہ خاتون مع بکاولی آتی ہے روح افزا کو استقبال کے لیے بھیجا جب اوس سے دوچار ہوئی روح افزا نے چچی کو جھک کر سلام کیا اور قدمون پر گر پڑی اوسنے سر اوٹھا کر چھاتی سے لگایا آنکھین چومین بلائین لین پھر دونون بہنین دیر تک آپس مین گلے ملین مبارک سلامت کی صدا طرفین سے بلند ہوئی پھر روح افزا نے مسکرا کر بکاولی کے کان مین کہا تمھین بھی اپنے چاہتے حکیم کا آنا مبارک ہو اب اوسکو شوق ہے نبض دکھاؤ اور شربت وصل پیو یہ سنکے ماں کے خوف سے اوس وقت تو خاموش ہو رہی پوچھ مسکی پر دل ہی دل مین کچھ شاد کچھ مغموم ہوئی القصہ روح افزا دونون کو اپنے گھر لائین شائستہ لائی مظفر شاہ اور حسن آرا بھی جمیلہ خاتون سے ملے نہایت شفقت اور مہربانی سے پیش آئے پھر ادھر اودھر کا مذکور نکلا دروازہ گفتگو کا کھلا آخر ش روح افزا کی رہائی کا ذکر بھی درمیان مین آیا اوسنے اوسکو اور ہی ڈھب سے ادا کیا غرض جمیلہ خاتون ایک رات رہ کر دوسرے دن رخصت ہوئی روح افزا نے اوس وقت عرض کی کہ مین چاہتی ہون چند روز بکاؤلی میرے پاس رہے شاید یہان کے رہنے سے اسکے آئینۂ طبع کا زنگ چھٹے نور عقل اوس مین نمایان ہو اور تاریکی سودا پنہان جمیلہ خاتون نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے چنانچہ ایک ہفتے کی اجازت دی اور گلستان ارم کی راہ لی روح افزا بکاولی کو اکیلا لے کر بیٹھی باتین عشق آمیز کرنے لگی طول بہت سا دیا آخر تاج الملوک کے سوز و گداز سے بھی کچھ کنایہ کیا بکاؤلی ہمچشمی کے سبب سے شرمندہ ہو گئی اور مارے حیا کے پانی پانی ہو گئی پھر غصے سے منھ پھیر کر بولی واہ واہ بوا مجھے یہ ہنسی خوش نہین آتی اور ایسی چھیڑ چھاڑ نہین بھاتی یہ تم اپنی بیتی ہوئی مجھے پردے مین سناتی ہو مین نے جانا کہ تم اوس دیو کا دل ہی دل مین غم کھاتی ہو یہ کہاوت تمپر کھپ گئی مثل ہاتھون مہدی پانون مہدی ہے بچپن اور دن دہندی بس زیادہ بیہودہ مت بکو قسم ہے حضرت سلیمان کی مین ابھی اپنے گھر چلی جاؤنگی پھر کبھی تمھارے گھر نہ آؤنگی بھلا شمع فانوس کو پروانے سے کیا نسبت اور غنچۂ سربستہ کو بلبل سے کیا مناسبت کہان انسان کہان پری

دیو کی گردن پر مارا کہ تمام بدن اوسکا کانپ گیا اوسکے بعد غصے سے کہا کہ دور ہو اے لعین ابکی بار تو مین نے رحم کیا اگر ایک ہاتھ اور مارتا تو وہی کرو تا جب دیو نے حریف کو نہایت شہ زور پایا ایسا شور مچایا کہ چارون طرف سے ہزارون دیو گاؤسر اور فیل تن آپہونچے شہزادے کو گھیر لیا تاج الملوک نے بھی اوسی میدان مین جیسی چاہیے ویسی ہی جوانمردی کی داد دی اور دیوون کی لڑائی بات کی بات مین ٹال دی اشعار

یہ تلوار کی اوسنے جو ہی دھان	زمین ہل گئی کانپ اٹھا آسمان	لڑائی لی ہر سمت گاڑی تھے پا	کہین صلح کی ہاتھ آئی نہ جا
کہ قتل اوسنے قلزم خون پلید	یہ تیغ اوسکی کہتی تھی ہل من مزید	وہ انسان دیوون سے ایسا لڑا	کہ مریخ کہنے لگا مرحبا
تہ سب پتے تھے وہ خاک پر شبیار	زمین ہو گئی تھی کف عرعرہ وار	بہا تھا یہ اون کے تنون سے لہو	کہ تھی کوہ پر خون کی آب جو
	غرض جو بچے بھاگے پھرتی کے ساتھ	رہا کھیت بس شاہزادے کے ہاتھ	

لیکن تاج الملوک لڑتے لڑتے اور چالاکیان کرتے کرتے بہت تھک گیا تھا غش کھاکر گر پڑا روح افزا دوڑی آئی اور سر اوٹھاکر اپنے زانو پر رکھا گلبرگ سا ہاتھ اوسکے سینے پر پھیرا اور اپنی بوی دہن سے کہ رشک غنچہ گل تھی ہوا مین لائی اور ٹوپی سر سے اوتار کر شہزادے کے آگے رکھدی اور اوسکی جوانمردی پر ہزار ہزار آفرین کی پھر اوٹھکر جزیرۂ فردوس کی راہ لی جب وہ فون نزدیک شہر کے پونہچے روح افزا نے تاج الملوک کو ایک باغ مین کہ اوسکا نام بھی روح افزا تھا بٹھاکر آپ ماں باپ کی ملاقات کے لیے گئی اونھون نے اوسکے آنے سے زندگی دوبارہ پائی اوسکا ماتھا اور آنکھین چومین پھر سرگذشت پوچھی روح افزا نے اذیت دیو ستمگار کی اور مروت اور جوانمردی شاہزادے شجاعت شعار کی بیان کی لیکن یہ نہ کہا کہ بکاؤلی کا عاشق وہی ہے مظفر شاہ سنتے ہی اوٹھکر باغ مین گیا اور شہزادے کا شکر و احسان بمرتبہ بجا لایا مدارات بہت سی کی ایک مسند پاکیزہ اور نئی بچھواوی پھر گنتی پریان اور پریزاد اوسکی خدمت کے لیے مقرر کرکی اپنے دولتخانے مین آیا

سترھوین داستان خط لکھنا مظفر شاہ کا فیروز شاہ کو روح افزا کے پہونچنے کا اور آنا بکاؤلی کا مان کے ساتھ اوسکی ملاقات کے لیے

راوی شیرین زبان یون بیان کرتا ہے کہ مظفر شاہ نے ایک خط روح افزا کے پہونچنے کا فیروز شاہ کو لکھکر بھیجا وہ اوسکو پڑھ کر نہایت شاد ہوا اور فرمایا کہ جمیلہ خاتون روح افزا کے دیکھنے کو جلد جائے اور اوسکو اپنی آنکھون سے

روح افزا نے یہ حالت دیکھکر کہا باوجود ان گرمیون کے موجب آہ سرد کا کیا ہی شہزادہ بولا کہ مین وہی گرفتار بلاہی دوری ہون جسکی مجبوری سے تیرے چچا کی بیٹی کی وہ حالت ہوئی ہی ادھر اوسکا دل مین گھبراتا ہی ادھر میرا آوارگی مین جی جاتا ہی غرض شاہزادے نے اپنا تمام قصہ روح افزا کے روبرو کہا وہ سنکر نہایت متعجب ہوئی اور دونون کی محبت پر ہزار ہزار آفرین کی اوسکے بعد کہنے لگی اگر مین اس دیو کی قید سے بچا پاتی تو تیرے جگر کے زخم پر مرہم لگاتی شاہزادے نے کہا اب تجکو کون روک سکتا ہی اس قید خانے سے ابھی نکل جس طرف تیرا جی چاہی شوق سے چل اگر اس دیو کا تیرے جی مین ڈر ہی تو دیکھہ لیجیو کہ ایک ہی حملے مین اوسکا کیا حال کرتا ہون لیکن اندیشہ یہ ہی کہ میرے پاس کوئی حربہ نہین روح افزا نے دیو کا سلح خانہ اوسکو بتادیا اوس نے پھر وہان جاکر ایک تیغا آب دار اوٹھالیا اوسکی پاس جاکر سراج القرطب کا عصا پاؤن مین چھوایا بیڑیان اوس نازنین کی پاے نازک سے کٹ کر گر پڑین اسکے بعد دونون نے جزیرہ فردوس کی راہ لی چندان دونون نہ گئے تھے کہ ناگاہ ایک آواز مہیب پیچھے سی آئی روح افزا نے کہا اے شاہزادے ہوشیار ہو دشمن خونخوار آن پہونچا فوراً تاج الملوک نے کلاہ بغل سے نکالکر روح افزا کے سر پر رکھدی اور آپ دیو کی طرف متوجہ ہوا دیو بھی سامنے آیا شاہزادے نے للکارکر کہا کہ او دیو لعین خبردار قدم آگے نہ بڑھانا نہین تو ایک ہی ہاتھہ مین دو ٹکڑے کرونگا دیو سنکر بجلی کی طرح تڑپا اور دانت نکالکر بولا عجب تماشی کی بات ہی کہ چیونٹی ہاتھی سے مقابلہ کیا چاہتی ہی اور چڑیا سیمرغ سے لڑا چاہتی ہے مجھے ننگ آتا ہی کہ مکھی کے خون سے کیا ہاتھہ بھرون اور جس ہاتھہ کے طمانچے کا زور کوہ قاف کے منہ کو پھیر دے ایک مشت خاک پر کیا ماروں خیر میری معشوقہ کو مجھے دے اور تو اپنی راہ لے کہ میرا دل اوسکے شمع جمال پر پروانے کی طرح جلتا ہے اور اوسکے سوز عشق سے دم بدم پگھلتا ہے شاہزادے نے کہا اے مرد دگندہ دہن لایق نہین کہ تو روح افزا کو اپنی معشوقہ کہے خدا کا خوف کرتا ہون نہین تو ابھی تیری زبان کاٹ لون دیو نے یہ زبان درازی اور لاف زنی شاہزادے کی دیکھکر دیگ کے مانند آتش غضب سے جوش مین آکر سومن کا پتھر اوٹھاکر شہزادے کی طرف پھینکا وہ اوس سبز مہرے کے زور سے اوچک کر ہوا پر جاتا رہا اور سراج القرطب کا عصا ایسا

پھر زمین پر پانون رکھنا چھوڑ دیا سبز میوے کی قوت سے ہوا پر جاتا تھا ایک روز ایسے پہاڑ پر گذرا کہ کوہ قاف بھی اوسکے آگے ایک پشتہ سا نظر آئے اوسپر ایک پتھر کی حویلی دیکھی شاہزادہ تفتیش حال کے لیے اوسمین گیا ہر چند پھرا لیکن ذی حیات کا اثر وہان نہ دیکھا ہر ایک مکان کو ڈھونڈھنے لگا ناگاہ ایک آواز دردناک اوسکے کان مین آئی وہان جاکر دیکھا ایک عورت خوب حسین کہ جسکی صفائی پر نظر پھسلی جاتی تھی بلکہ اوسکے دیکھنے سے ہاتھہ پاؤن مین سنسناہٹ چلی آتی تھی پلنگ پر لیٹی ہچکیان لے لے روتی تھی شہزادے نے سر سے ٹوپی اوتار کر اوس سے پوچھا کہ اے آرام جان اس جوانی کی عالم مین تیری جدائی تیرے عاشق بیدل کی دل پر ایک ستم ہے اور تیری تریاق وصل سے دور ہی اوسکے حق مین سم ہے تو نے اوس سے کنارہ کیون کیا اور داغ فراق کا اوس بیچارے مشتاق کی دل پر کس واسطے رکھا اوس نازنین کو یہ کلام رندانہ سنکر بہت حیا آئی اور اوس چھیڑ چھاڑ کی باتون سے نہایت شرمائی پھر دوپٹے کا آنچل منہ پر لے کر بولی اے تو کون ہے مگر تلاشی عزرائیل کا ہے جلدی یہان سے بھاگ نہین تو ابھی مارا جائے گا تاج الملوک بولا اگر میرا سر کہ فی الحقیقت میرے نزدیک ایک بار ہے تجھے رغبت ہو حاضر ہے اور جو کسی دشمن سے ڈراتی ہے تو ہرگز مین نہین ڈرتا شعر نہین ڈرتا مین مرنے سے ڈراتی ہو تو کیا مجکو ✦ کہ جی پر کھیلنا ہے سہل رند لاابالی کا ✦ بہرحال تو مجھے اپنے حال سے مطلع کر اوس زہرہ جبین نے سر اوٹھا کر کہا کہ مین پری ہون اور میرا نام روح افزا ہے مظفر شاہ تخت نشین جزیرۂ فردوس کا میرا باپ ہے ایک روز مین اپنے چچا کی بیٹی کی عیادت کے لیے کہ اوسکا نام بکاؤلی ہے گلستان ارم مین گئی تھی پھرتے ہوئے ایک دیو سیاہ روز نے راہ مین مجھے پکڑا اور یہان لے آیا اب مجھے نزدیکی کیا چاہتا ہے اور مین دور بھاگتی ہون اسواسطے مجکو نئی نئی طرح سے ستاتا ہے اور ہر روز ایک آفت تازہ میرے سر پر لاتا ہے یہ سنکر تاج الملوک نے پوچھا کہ تیرے چچا کی بیٹی کو کیا مرض ہے اوسنے کہا وہ کسی آدم زاد سے عشق رکھتی ہے مگر مدت کی بعد اوسی ہزار خرابی وہ ملا تھا ایسا بجوگ پڑا کہ پھر جدا ہو گیا اب اوسکے فراق مین وہ رشک حور مجنون کے مانند دیوانی ہو رہی ہے اور اپنی جان شیرین کو اوس فرہاد وقت کے غم مین کھو رہی ہے کچھ اسکا مدارک نہین ہو سکتا اسلیے میرے چچا نے اوسکو قید کیا ہے اور ناچاری سے اوسکی اذیت کا صدمہ اپنے اوپر لیا ہے اس ماجرے کو سنکر شہزادے کی حالت تغیر ہو گئی آنکھین بھر آئین آہین لب پر آئین دل و دماغ مین خلل ہو گیا چہرے کا رنگ اوڑ گیا

پیاسے مرتے ہین اور مین تیری تلاش مین سرگردان پھرتی ہون کہان چھپ رہا تھا بھلا جو ہوا سو ہوا
اب دو تین دن کی لکڑیان تو لا کہ اونکو بیچکر لڑکے بالے کھانے کو لائین تاج الملوک نے آسمان کی طرف
دیکھکر کہا خدایا کب تک مجکو اس عذاب مین گرفتار رکھے گا ابھی دیو کے ہاتھ سے چھوٹکر دم نہین لیا کہ بلا کے
پنجے مین پھنسا قصہ کوتاہ وہ ناپاک کشان کشان اپنے گھر لیگئی چار طرف سے لڑکون نے آکر گھیر لیا کہ بابا ہمارے واسطے
کیا لائے شہزادہ جبکا ایک ایک کا منھ دیکھنے لگا اتنے مین اوس چڑیل نے ایک کلہاڑی تاج الملوک کے ہاتھ مین
دی کہ جاکر لکڑیان کاٹ لا شہزادہ اس فرصت کو غنیمت سمجھا جنگل مین گیا لیکن اس طلسمات عجیب کی حالت سے
حیران تھا دل مین سوچا کہ دوبار حوض مین غوطہ مارنے سے صورت تبدیل ہوچکی ہے تیسری دفعہ بھی امتحان
کیجیے اور دیکھیے کہ اب کیسی شکل بنتی ہے پھر ایک حوض مین جاکر غوطہ مارا جب سر نکالا آپکو بصورت اصلی پہلے
حوض کے کنارے پر پایا لاٹھی اور ٹوپی کو بے تفاوت رکھے ہوئے دیکھا سجدہ شکر کا درگاہ الٰہی مین
بجالایا اور دل مین ٹھہرایا کہ اب کسی حوض مین غسل نکیجیے بلکہ ہاتھ بھی نڈالیے پھر لاٹھی ہاتھ مین لے اور ٹوپی
سر پر رکھکر روانہ ہوا اے یاران دہر حق تعالے نے بنی آدم کے سر پر کرامت کی ٹوپی پہناکر اور عظمت کا
عصا ہاتھ مین دیکر جلسہ گاہ دنیا مین کہ مزرع آخرت ہے عاقبت کی تکمیل کے لیے بھیجا ہے پس انسان کو
چاہیے کہ گل اور خار اور آب سراب خوب پہچانے ہر ایک باغ کے پھول کو نہ سونگھے ہر ایک نہر سے گھڑا
نہ بھرے کہ یہان کانٹے گل سے رنگین اکثر ہین اور سراب بصورت آب ادھر اودھر ہے اے عزیز اگر
گوہر دنیا کے لینے کو چشمۂ جہان مین غوطہ مارے گا مقراض سکا کلاہ اور عصا کھو دیگا یہ حکم اس بات پر ہے
کہ طالب دنیا مونث ہین اور طالب مولے مرد ہین تیرا پیکر معانی جو مانند مرد کامل ہے بصورت زنان
ناقص العقل ہوجاے گا پس اوس وقت شکیبائی کے سوا کچھ چارہ نہین چاہیے کہ دم بخود ہوکر پھر
دریاے ذکر الٰہی مین غوطہ مارے اسکے بعد جو سر اوٹھاویگا وہی عصا ہاتھ مین اور وہی ٹوپی سر پر دیکھے گا

سولھوین داستان پہونچنے مین تاج الملوک کے دیو سیاہ پیکر کے مکان مین اور ملنے مین بکاولی کی جو پیاز اور بہن روح افزا سے

نقاش سخن اس حکایت کی تصویر صفحہ بیان پر یون کھینچتا ہے کہ جب تاج الملوک نے یہ صدمے اوٹھاے

نقل ہے کہ تاج الملوک ایک سنگ مرمر کے حوض پر جسکے چار طرف رنگ برنگ کے پھول پھولے ہوئے تھے جا پہونچا
وہ سہانی جگہہ اور ٹھنڈی چھانو دیکھکر بیشتر اوہ ایک آن سو گیا جب آنکھہ کھلی اور پانی کی صفائی ملاحظہ فرمائی ٹوپی
اور عصا ایک درخت کے نیچے رکھکر اوسمین اوترا اور غوطہ مارا جو ہین پانی سے باہر نکلا اوس حوض اور مکان
کو نپایا بلکہ ایک شہر کے متصل جا پہونچا اسکے سوا کیا دیکھتا ہے کہ علامت مردی کی جاتی رہی اور صورت عورتونکی
سی ہوگئی گل سے خسارے کہ خط سبز سے سبزہ زار تھے یا سمن کے مانند مصفا ہو گئے اور صندل سی چھاتی پر آثار کچون
کے نمودار ہوئے تاج الملوک اس آفت ناگہانی سے نہایت گھبرایا صبر کے سوا اور کچھہ تدبیر نسو بھی ناچار شکیبائی اختیار کی
اور ایک جگہہ شرمندہ ہو کر بیٹھہ گیا اس مین ایک جوان وہان آیا اوسنے دیکھا کہ ایک عورت نوجوان پاکیزہ رو نہایت
حسین بیٹھی ہے اگر حور کہیے تو روا ہے اور پری کہیے تو بجا ہے غرض جوان کا دل اوسپر آگیا پوچھا اے نازنین
تجھپر ایسی کیا آفت پڑی ہے جو اس ویرانے مین آکر بیٹھی ہے اوسنے کہا میرا باپ تاجر تھا جہان تجارت کے
واسطے جاتا تھا مجکو اپنے ساتھہ لے جاتا تھا کل اس جنگل مین مع قافلہ آکر اوترا آدھی رات کو ڈاکہ پڑا بہت مال
لٹ گیا وہ رفیقون سمیت مارا گیا ساتھہ چھٹ گیا قافلے کے لوگ اپنی اپنی جان لیکر بھاگ گئے فقط مین اس
ویرانے مین بیکس رہگئی اب یہان نہ کہین رہنے کا ٹھکانا ہے نہ بیٹھنے کا نہ طاقت چلنے کی ہے جوان نے کہا
اے نازنین اگر تو مجھے قبول کرے تو مین تجھے اپنے گھر لے چلون اور صاحب خانہ بنا کے رکھون اسکی بھی
آتش شہوت جوان کے دیکھنے سے شعلہ زن ہوئی تھی اس بات پر راضی ہو کر اوسکے ساتھہ گیا جو رہنے کے
سوا اور کچھہ بن نہ آیا اس واردات عجیب سے کبھی ہنستا اور کبھی روتا ہر طرح سے اپنے دن کاٹتا اس اثنا مین
اوسے حمل نمود ہوا نو مہینے کے بعد ایک لڑکا جنا چالیسوین روز ایک حوض مین کہ اوسکے گھر کے نزدیک تھا
جا کے ایک غوطہ مارا جو ہین سر اوٹھایا تو دیکھا نہ وہ سرزمین ہے اور نہ وہ صورت خدا کی قدرت سے آپ کو
ایک حبشی جوان کی شکل دیکھا الحمد للہ اگرچہ جمال اصلی تو نہین ملا لیکن عورت سے پھر مرد تو ہوا غرض اسی
خیال مین تھا کہ ناگاہ ایک عورت حبشن کی سی وضع اوپر کا ہونٹھہ اوسکی ناک کی پھننگ سے لگا ہوا اور نیچے کا
ٹھوڑی کے نیچے پڑا ہوا کان شانون تک چوچیان رانون تک سر کھولے ہوئے زبان سے ہونٹھہ
چاٹتی ہوئی سامنے سے نمود ہوئی اور اوسکی کمر پکڑ کر پکاری کہ اے بے حمیت مین دن سے لڑکے بھوکے

اوس حوض کے کنارے آپکو پونچائے وہ سانپ لپک کر جب اوس پر آوے وہ حوض مین کود پڑے فورا
اوسکی صورت کوّے کی ہوجاویگی کچھ اسکا اندیشہ نکرے اور اوڑکر اوس درخت کے پچھم طرف ڈالی پر جا بیٹھے اوسمین
کتنے سبز اور کتنے لال پھل لگے ہین اگر ایک لال پھل توڑکر کھا جائے تو پھر اپنی اصلی صورت پر آجائے
اور سبز پھل کی یہ تاثیر ہے کہ جو اوسکو سر پر رکھے تو کوئی حربہ بدن پر اثر نکرے اگر کمر مین باندھے تو ہوا پر اوڑ جاوے
اور پتون کا خواص یہ ہے کہ زخم پر اوسکین رکھے تو فورا بھر آوے اگر اوسکی لکڑی ہزار من لوہے کے قفل کو چھوائے
تو اسی وقت کھل جائے تاج الملوک عجیب و غریب باتین سنکر حد سے زیادہ اوس درخت کا مشتاق ہوا صبح
ہوتے ہی اوس پیڑ پر چلا بہر صورت آپکو اوس حوض تک پونچایا سانپ بھی اوسکو دیکھتے ہی لپکا مگر شہزادہ مطلق
نہ جھجکا حوض مین کود پڑا پھر کوّا بنکر اوس درخت کی اوسی میوہ دار ڈالی پر جا بیٹھا اور ایک لال پھل کھا کر
اپنی اصلی صورت پر آگیا پھر اسکے بعد کچھ سبز پھل توڑکر کمر مین باندھے اور ایک لکڑی بھی لاٹھی کے موافق لے لی
پھر تھوڑی سی چھال کہ جسمین ٹوپی بنے اور کچھ پتے لیکر وہان سے اور اچند روز کے بعد جنگل سے باہر نکلا آثار
آبادی کے دکھائی دیے وہان ایک نوک دار لکڑی لیکر اپنی ران کو چیرا اور کالے کا من اوسمین رکھکر وہی پتے

نغم پر رکھ دیے فور اچھا ہوگیا پھر وہان سے آبادی کی راہ لی

سپندرھوین داستان پہونچنے مین تاج الملوک کے ایک حوض پر اوسمین غوطہ مارکے تبدیل ہونا اوسکی شکل کا



جا کر وارد ہوا شام کے وقت درندون کے ڈر سے درخت پر جا بیٹھا پہر رات ہو گئی ایک سناٹے کی آواز دکھن
کی طرف سے کان مین پونہچی ہر چند شاہزادے نے داہنے بائین دیکھا لیکن نظر نہ آیا آخرش ایک اژدہا پہاڑ سا
نظر آیا اور اوسی درخت کے نیچے کہ جسپر شاہزادہ تھا آیا اوسکی صورت دیکھنے سے اوسکے حواس اوڑ گئے درخت کی
ڈالی سے لپٹ کر دم بخود ہو گیا ایک ساعت کے بعد اژدہے نے ایک کالا سانپ اپنے منھ سے نکالا اور اوسنے ایک من
آفتاب سا چمکتا ہوا اوگل کر درخت کے نیچے رکھدیا اوسکی روشنی سے چار کوس کے عرصے تک جتنے جنگل پہاڑ تھے
روشن ہو گئے اور وحوش و طیور اوسکے آگے آکر مرنا چنے لگے آخر مدہوش ہو کر گر پڑے وہ اونکو دم کی کشش سے
کھینچ کھینچ کر نگلنے لگا یہان تک کہ اوسکا پیٹ بھر گیا سانپ اوسکے من کو نگل گیا اور وہ سانپ کہ پھر جس طرف سے
آیا تھا اوسی طرف کو چلا گیا شاہزادے کے جی مین یہ لہر آئی کہ ایسی تدبیر کیجیے کہ جو یہ من ہاتھ لگے عقل دوڑانے لگا
آخر سوچتے سوچتے صبح ہو گئی پھر دریا کی طرف گیا اور وہان سے ایک بڑا لوندا کیچڑ کا اوٹھا لایا اور شام کے وقت
درخت پر چڑھکر اوسی طرح بیٹھ رہا اژدہا بھی اپنے وقت معین پر آ پونہچا اور بدستور سانپ کو منھ سے نکالا اور اوسنے
من کو شاہزادہ گھات مین بیٹھا تھا اس حکمت سے اوس گل حکمت کا لوندا من پر ڈالا کہ گل حکمت کر دیا تمام
اندھیرا ہو گیا ہاتھ سوجھنے سے رہگیا اژدہا اور سانپ سر ٹیک ٹیک کر مر گئے شہزادہ نور کے تڑکے درخت سے
اوترا اور وہ مہرۂ نورانی کیچڑ سے نکال کر اپنی کمر مین باندھا اور آبادی کی توقع پر آگے چلا تمام دن دشت پیمائی
اور صحرا نوردی مین کاٹتا تھا جب رات ہوتی تھی کسی درخت پر چڑھ کر بیٹھ رہتا تھا غرض دن رات اسی طرح بسر
کرتا تھا اتفاقاً ایک رات کو جس درخت پر بیٹھا تھا اوسپر ایک بولتی ہوئی مینا کا آشیانا تھا وہ اپنے بچون کو اکثر
کہانیان نقلین سنایا کرتی تھی اور ہر ایک فن کی گھاتین بتایا کرتی تھی اسلیے کہ کان پڑی بات ایک نہ ایک دن کام
آ رہتی ہے اوس رات کو بچون نے مینا سے کہا امی آپا جان کوئی بات اس بیابان کی تو کہو مینا بولی کہ اس جنگل مین
گنج بیشمار جابجا گڑا ہے اور اوسکے سوا یہان سے دکھن کی طرف ایک حوض کے کنارے ایک بڑا درخت ہے کہ اوسکو سراج القرطب
کہتے ہین اگر کوئی اوسکے پوست کی ٹوپی بنا کر پہنے تو وہ کسی کو نظر نہ آئے اور وہ سب کو دیکھے لیکن اوس تک
کوئی پہونچ نہین سکتا کیونکہ اوسکا ایک بڑا سانپ نگہبان ہے، اوسپر تلوار و تیر کچھ کارگر نہین ہوتا بچون نے مینا سے
پوچھا کہ پھر کس طرح کوئی وہان پونہچے مینا نے کہا ایسا کوئی جوانمرد ہو کہ گھبرا نجاوے اور ہمت باندھے ہوئے

اگر فراق سے مجکو جان سے ماروں ✤ سرشک دیدہ سی بھر دون مین خونبہائے فراق ✤ بقول حافظ شیراز اب مرے دل سے ✤
برنگ مرغ سحر آتی ہے صدائے فراق ✤ جب پریون نے اوسکے مزاج مین دن بدن سودے کو بڑھتے پایا جانا کہ عشق نے اوسکے دل مین
گھر بنایا ناچار ہوکر فیروزشاہ سے عرض کی کہ ہمنے اپنا بہتیرا مغز پھرایا مگر فائدہ کچھ نہ پایا وہ کسی طرح نہین سمجھتی پتھر کو جونک نہین لگتی
خبر شرط تھی سو کی آگے جو ارشاد ہو فیروزشاہ نے اس ماجرے کو سنکر جانا کہ میٹی ہاتھ سے جاچکی نصیحت مطلق
نہین سنتی بکاؤلی کو طلسمات مین قید کیا اور سیم تن کے پاؤن مین سونے کی زنجیر کو بھیر دیا ✤ ✤

چودھوین داستان تاج الملوک کے دریای محیط مین پڑنے کی اور سلامت پہونچنے کی وہان سے بیابان اور تبدیل ہوجانے مین صورت اصلی کے ✤

کہتے ہین کہ جب جمیلہ خاتون نے شاہزادے کو ہوا پر پھینکا وہ ایک دریاے عظیم مین جا پڑا اور اوسکے تلاطم سے
تہ و بالا ہونے لگا کبھی موتی کے مانند نیچے جاتا تھا اور کبھی حباب دریا کی طرح پانی پر تر آتا تھا چند روز کے بعد
کنارے پر پہونچا سچ ہے کہ عاشقون کی جان عزیز تک اجل کا ہاتھ یک بیک نہین پہونچتا اور موت کا پنجہ اونکے
مرغ روح کی گردن نہین مروڑ سکتا کوئی رمق جان باقی رہی تھی تری سے خشکی مین آیا آفتاب کی گرمی سے
ہاتھ پاؤن کھلے حرکت کے قابل ہوئے اور بدن مین زور پیدا ہوا اوٹھکر ذرا آگے بڑھا سامنے ایک جزیرہ نظر آیا
اوس مین جاکر وارد ہوا اقسام اقسام کے میوے دار درخت اوسمین تھے ادھر ادھر پھرنے لگا اتنی مین ایک ایسا
باغ نظر آیا کہ اوسکے درختون کے پھل آدمیون کے کلے کے مانند تھے اون سے دوچار ہوا وہ کھل کھلا کر ہنس پڑے
پھر سب کے سب زمین پر گر پڑے اکیساعت کے بعد اور کلے اون شاخون مین پیدا ہوئے شاہزادہ یہ تماشا
خدا کی قدرت کا دیکھکر نہایت حیران ہوا بلکہ ڈرا اور وہان سے آگے بڑھا ایک باغ انار کا ملا اوسمین ہر ایک انار
گھڑے کے برابر تھا تاج الملوک نے ایک انار جو توڑا اوسمین سے چھوٹے چھوٹے پرندخوشرنگ نکل آئے پھر سب کے سب
چڑیون کی طرح اوڑ گئے شاہزادہ یہ صنعت خالق کی دیکھکر اور بھی دنگ ہوا علیٰ ہذا القیاس ایسے ہی ایسے عجائب
اور غرائب چند روز تک دیکھا کیا غرض جس سرزمین پر جا پہنچتا ایک نیا ہی تماشا نظر آتا کسی طرح وہان سے
رہائی پاتا تھا ایک دن نہایت تنگ ہوکر ہر طرف سے لکڑیان جمع کین پشتارا باندھا پھر خدا کا نام لیکر دریا مین
ڈال دیا اور اوسپر جا بیٹھا کئی روز کے بعد وہ ایک کنارے پر جا لگا یہ اوتر کر آگے چلا ایک بیابان ہولناک مین

غش ہوکر گر پڑا جب تو یہ گھبراکر دوڑی اوسکا سر اوٹھاکر اپنے زانو پر رکھ لیا منھ سے منھ اور گال سے گال رگڑنے لگی اوس غنچہ دہن کی بو کہ گلاب سے بہتر تھی سونگتے ہی شہزادے کے دماغ مین قوت آگئی ہوش مین آیا آنکھین کھول دین اپنے سر کو اوس زہرہ جبین کے زانو پر دیکھا کوکب بخت کو اوج پر پایا خوش و خرم اوٹھ بیٹھا پھر تو پیار کی آنکھین طرفین سے پڑنے لگین یہان تک کہ ٹکٹکی بندھگئی آخر شراب شوق کا پیالہ چلنے لگا نشہ اشتیاق دونون کو چڑھا پردۂ حجاب بیچ سے اوٹھ گیا چالاکی اور بیباکی کا بازار گرم ہوا شرم و حیا نے کنارہ کیا جام وصل دونون نے پیا اور آتش فراق کو ٹھنڈا کیا **مثنوی**

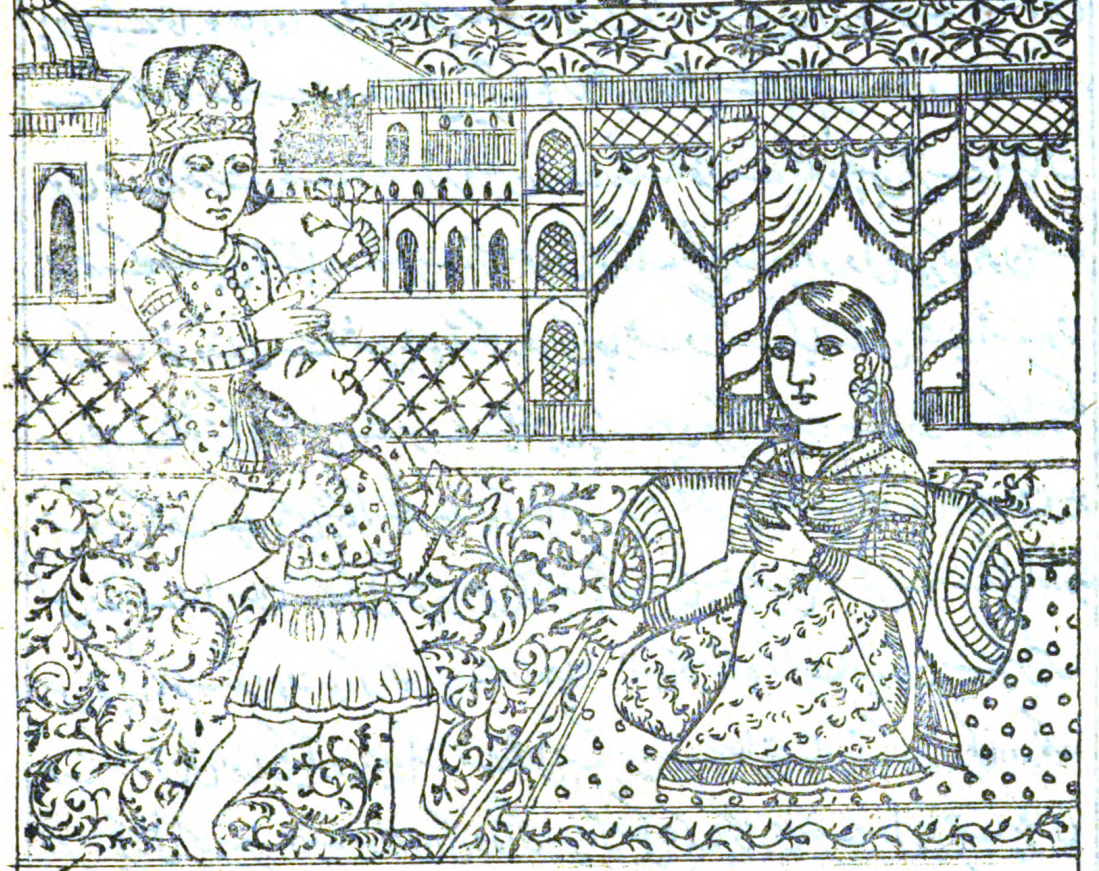
ہزار افسوس پھر یہ چرخ پر زور	کرے گا مشتری کو ماہ سے دور	جہان دو شخص بیٹھے ملکے اک جا	دہین سنگ جدائی اوسنے پھینکا
جو دے اک دل مین نور آشنائی	تو بخشے اوسکو سو داغ جدائی	غلط ہے یہ کہان آئین وفا ہے	کہان مین اسکی بس تیر جفا ہے

اتفاقاً جمیلہ خاتون آدھی رات کے وقت چونک پڑی چاندنی کی بہار سے باغ بھی اوسوقت نور باغ بن رہا تھا بیدھڑک اوٹھکھڑی ہوئی اور سیر کرنے لگی ناگاہ اوس جگہہ جہان وہ دونون خوابیدہ بخت سوتے تھے جا نکلی اس حالت کو دیکھتے ہی اوسکی آتش غضب کا شعلہ بھڑکا غصہ روکا نہ گیا تاج الملوک کو مانند سنگ فلاخن صحرائے طلسم مین پھینکا اور بکاولی کے گل رخسار کو طمانچون سے گل ارغوان بنادیا اوسکے بعد گلستان ارم مین کہ اوسکے باپ کا تفریحگاہ تھا اپنے ساتھہ لے گئی اور جو اپنی آنکھون سے دیکھا تھا فیروز شاہ سے کہا اوسنے کتنی پریان خوش بیان چرب زبان اوس شمع رو کی مصاحبت مین مقرر کین کہ اوسکو نصیحت کیا کرین اور انسان کا نقش الفت اوسکے لوح دل سے دھویا کرین چنانچہ وہ اس کام مین دن رات مشغول تھین لیکن بکاولی کی دبی ہوئی آگ عشق کی اونکی باتون سے سلگ اوٹھتی تھی شعلۂ اشتیاق دونا بھڑک جاتا تھا دن ہر کسی کے ساتھہ بیٹھکر کاٹتی تھی اور رات بھر یار کے خیال مین جاگتی تھی اور یہ غزل اپنی حسب حال پڑھتی تھی **غزل**

کوئی نہ میری طرح بھی ہو مبتلائے فراق	تمام عمر نہ سر سے گئی بلائے فراق	غریب و عاشق و بیدل فقیر سرگردان
خطاب دیتا ہی کیا مجکو بادشائے فراق	ہمیشہ سینۂ سوزان ہے شعلے اوٹھتے ہین	دل و جگر کو جلاتے ہین دا ہائے فراق
فراق کو تری فرقت کا مبتلا یہ کردن	کہ خوب خون جگر روہین دیدہ ہائے فراق	کہان فراق کہان مین کہان وہ رنج و تعب
فلک کے ہاتھ سے اب ٹوٹ جا پائے فراق	مین دا و پاؤن کہان کیا کرون کہون کس سے	فراق کو بھی کوئی ہے جو دے سزائے فراق

خدا کیواسطے کچھ بات کر بول اپنے دل کے بھید کو بجھیر کھول یہ سنکر بکاولی نے کہا دھیٹھہ دلالا اتنی باتین کیون بناتی ہی جان بوجھکر بھولی ہوئی جاتی ہے یہ تیری ہی آگ لگائی اور بلا لائی ہوئی ہی ان بتّے بازیون سے ہاتھہ اوٹھا اور اپنی لگائی کو بجھا یہ کر تو تیرے داماد کا ہے یا کسی اور کا اور اوسکو تو نے یہان تک پونہچایا یا کوئی اور لایا غرض میرے پردۂ ناموس مین رخنہ اوسکے ہاتھہ سے پڑا اور ننگے کھلے اوسنے مجھے دیکھا اگر اپنا بھلا چاہتی ہی تو جلد جا اور اوسے مجھہ تک لا حمالہ یہ بات سنکر منہس پڑی اور کہنے لگی کہ تمنے اتنی ہی بات کے واسطے رو رو کر منھہ سجایا ہے اور اپنا یہ حال بنایا ہے، تم اوٹھو ہاتھہ منھہ دھو ڈالو سو کالا کتنا کام ہی مین ابھی کان پکڑے آتی ہون اور ایک آن مین تمسے ملاتی ہون آخر وہ لکا شہر فستان کی طرف دوڑی گئی بات کی بات مین تاج الملوک کے پاس آپونہچی اور سنکر اکر کہنے لگی اوٹھہ رے پردانے اوڑ چل تجھے تیری شمع نے یاد کیا ہی یہ سنتے ہی شہزادہ بے اختیار اوسکے پاونپر گر پڑا حمالہ نے اوسکا سر اوٹھا کر چھاتی سے لگایا پھر کاندھے پر بٹھا کر بکاولی کے ملک کا رستہ لیا اس اثنا مین جمیلہ خاتون کے کان مین یہ بھنک پڑی کہ تمھاری بیٹی بروگن سی بن گئی ہی شاید وہ کسی آدم پریزاد دیوانی ہوئی ہے اس بات کے تحقیق کرنے کو وہ بکاولی کے پاس آئی اور آثار عشق کے اوس مین دیکھکر بہت خفا ہوئی اور اپنا منھہ پیٹ کر بولی اری کواری تھتکاری تو ناپید ہو یہ کسکے پیچھے بروگ لیا ہی اور کسکے لیے یہ جوگ ساوھا ہے پریون کا تنگ و ناموس تو نے کھویا اور کل کا نام ڈبویا اوسنے یہ باتین سنکر کانون پر ہاتھہ رکھا اور صاف مکر گئی قسمین سخت سخت کھانے لگی ماں کے پاؤن پر گر پڑی اور کہنے لگی مین نے تو آج تک عشق کا نام نہین سنا اور آدمی کو خواب مین بھی نہین دیکھا کسی نے طوطیہ جوڑا اور تہمت کی اوسکا نام سچ بتاؤ نہین تو مین اپنا خون کرون گی اور جان دون گی یہ حالت اوسکی دیکھکر ماں ہی تو تھی پگھل گئی مگر ظاہر مین رکھائی سے بولی چل چپ رہو تیرے چھنال گھنگوٹے سے نکر ٹسوے نہ بہا تیرے مین حمالہ اوس مشتاق کو لیکر پونہچی سمنر پری تو محرم راز تھی اوسنے اشارے سے آگاہ کر دیا کہ وہ مسافر بھی آپونہچا شہزادی نے بھی اشارے سے کہا کہ ایک مکان محفوظ مین چھپا رکھو غرض پہر رات گئے تک تو بکاولی چارناچار ماں کے پاس بیٹھی رہی جب وہ پلنگ پر جاکر سو رہی بکاولی نے دیکھا کہ خوب غافل ہوئی وہان سے اوٹھی اور دبے پاؤن چلی دل خوف سے دھڑکتا اور جی شوق سے بھڑکتا تھا قصہ مختصر اسی صورت سے شہزادے کے پاس پونہچی اوسکی نگاہ جو پڑی اس سانولے پر تو پری ہوش جاتا رہا

تیرھوین داستان تاج الملوک کے جانے کی بکاولی کے پاس اور قید ہونے مین بکاؤلی کے



القصہ جب بکاولی نے تاج الملوک کا اشتیاق اپنے سے دونا پایا اور صبر و قرار طرفین کا بغیر وصال کے محال نظر آیا سمن رو سے کہا کہ حمالہ کو جلد حاضر کرو وہ سنتے ہی دوڑی ایک پلک مین جا پونہچی حمالہ اوسکو مضطرب دیکھکر پوچھنے لگی اے بھینا خیر ہی ایسی گھبرائی ہوئی کیون آئی ہو وہ بولی خیریت ہے شہزادی نے تمکو یاد کیا ہے دیر نہ کرو جلدی چلو گھبراکر اوٹھ کھڑی ہوئی اور غیر وقت کے بلانے سے بید کی طرح کانپتی ہوئی آئی کیا دیکھتی ہے کہ بکاولی نرگس چشم یار سے بیمار ہی اور ہر غرہ قعارے کے مانند اشکبار ماتم زدون کی صورت اوس عشرتکدہ مین بنائے بیٹھی ہے آداب بجالاکر سر سے پاؤن تک بلائین لیکر کہنے لگی سلے یاسمن نشاط و اسے گلشن انبساط تیرا غنچۂ دل ایسا کیون تنگ آیا جو تو نے اپنا یہ رنگ بنایا کہ شبنم کی طرح روتی ہو کس لیے پھول سے نکھڑے کو گرم گرم آنسوؤن سے دھوتی ہے تیری بلا پہ میرے جی کو لگے تو ہمیشہ خوش رہے

نامہ تاج الملوک سے عاشقون کی جلانے والی + ہے طرز جفا تری نرالی + تو سیم تنون کی صف شکن ہے + تو عشق کی راہ مین راہزن ہے + ابرو تری آنکھ پر وہ خمدار + ہے مست کے پاس جیسے تلوار + جادو ہے تری نگاہ پنہان + یا برق برائے خرمن جان + غنجہ ہے ترے دہن سے دلتنگ + آگے ترے لب کے لعل بیرنگ + روشن ہے تجھی سے چشم امید + مین ذرہ صفت ہون تو ہے خورشید + اے نازنین زہرہ جبین والے رشک افزائے بتان چین تیرے اشتیاق نامے کے مضامین آتشبار نے میرے استخوان کو بزنگ شمع جلا دیا اور دل مہجور کو داغون سے معمور کیا شور و فغان سے حشر برپا ہوا آہ کا دھوان چار طرف گھٹ گیا اے شمع شب افروز تو جو داغ تیرے عشق کی سوزش سے میرے سینے مین پڑے ہین ہرگز نہ مٹین گے بلکہ جب تک ماہ کے جگر مین کلف ہے یہ بھی چمکا کرینگے یہ نجانیو کہ تیرا تصور میری آنکھون سے کسی وقت جاتا ہے یا تیری یاد کسی دم میرا دل بہلاتا ہے کوئی گھڑی نہین کہ جسمین مجھکو تیری جستجو نہین اور تیرے ملنے کی آرزو نہین مین تو تیرا نام سنکر دیوانہ ہوا کہ آنکھون سے راہ چلا جان کا خطرہ نہ کیا دیو دن سے کس کس طرح سازش کی اور اونکی گردن مین کمند محبت ڈالی جب کہین تیرے جمال جہان آرا کو ذرا دیکھا اور نمک زخم پر چھڑکا فی الجملہ میرے سینۂ سوزان کی وہ آگ ہے کہ جسکی ایک چنگاری تیرے دل مین جا پڑی یا برق اشتیاق کی ایک تڑپ ہے جو تیرے خرمن کی طرف دوڑ گئی بیت ہے فیض عشق کی سوزش جو تیرے سینے مین + شرار ایک ہے لیکن دو آگینے مین + مین کیا کہون مجھسے کیا ہو سکتا ہے جذبہ تیرا ہی کام کا ہے بیت تا نہ تو دلبر کی جانب سے کشش + عاشق بیچارہ کہہ کیا کر سکے + بس زیادہ اس راز سے قلم کو آشنا نکیا چاہیے کہہ گئے ہین ع قلم کب آشنا ہے راز مشتاقون سے اور محرم + والسلام پھر خط کو لفافہ کرکے اپنی چشم سرمہ سای نمناک کو بجائے مہر اوسپر رکھا اس کے بعد سمندر پری کے ہاتھ مین دیا اور زبانی پیام باشتیاق تمام بہت سے دیکے آخر وہ رخصت ہوئی اور بکاؤلی کے پاس آپونہچی جواب نامے کا حوالے کیا اور زبانی بھی جو کچھ حال تھا کہہ سنایا

زین الملوک جب اپنی دار السلطنت مین داخل ہوا بکاولی اوس سے رخصت ہوکر اپنے باغ مین آئی اور ایک مشتیاق نامہ تاج الملوک کے لیے لکھا پھر اوسکو تاج الملوک کی انگوٹھی سمیت سمن پری کو کہ خفیہ اوسکے ساتھ گئی تھی حوالے کیا اور کہا جلد جا جس وقت شاہزادے کو کاروبار دنیا سے فارغ اور تنہا پاؤ ان دونون کو اوسکے ہاتھ مین دیجیو وہ اوڑنا گن لیکر اوسی وقت اوڑی اکدم مین تاج الملوک کے محل مین آپونہچی اور کسی طرف گھات مین لگ رہی جب تاج الملوک بکاولی کے دھیان مین اکیلے مکان مین آبیٹھا یہ اوسکے روبرو جا کر آداب بجالائی اور وہ امانت حوالے کی شہزادے نے انگوٹھی پہچانی اور خط کھولکر پڑھا مضمون یہ تھا نامۂ گل بکاؤلی

سخن ابتدا کرتہون نام خدا — کہ ہے وہ مبرا زچون وچرا — ستارون سے روشن کیا آسمان — کیے جن و انسان زمین پر عیان

جمال اور کو شمع پری کو دیے — جلایا دل آدمی عشق سے — پری پر دیا پھر اوسی کو شرف — کیا تیر الفت کا اوسکو ہدف

ذرا اپنے پرتو کو لیلے پہ ڈال — ہوا قیس خود بن کے محو جمال — عیان حسن کو بنکے شیرین کیا — وہی بنکے فرہاد شیدا ہوا

ہے مہر اوسکے جلوے کی ادنی ضیا — اوسی پر ہی بیتاب ذرہ سدا — چراغ محبت کو روشن کیا — شعور اوسپہ پروانہ ہوکے جلا

ہے بعد اوسکے میرا سلام و پیام — تجھے اے شہ خوبرو نیکنام — تری چشم و ابرو نے ای شوخ و شنگ — لگائے مرے دل پہ لاکھون خدنگ

اور اوس الف پر رقم کی اے گلعذار — کیا مثل قمری مجھے طوق وار — کیا ہی دل و جان کو خون عشق نے — جلایا درون و برون عشق نے

مگر سچ ہے غلط مشتہر — کہ اک دل کو ہی دوسرے کی خبر — مین جلتی ہون تجکو خبر کچھ نہین — مرے سوز دل مین اثر کچھ نہین

ترے ہجر مین غمکدہ ہے یہ گھر — اگر تو نہو خلد بھی ہے سقر — ذرا شربت وصل منھ مین چوا — لبون پر مرا دل ہی اے دلربا

کیا دل ترے غم نے ایسا فگار — ہوئے ایک ٹکری کے ٹکرے ہزار — مین ناسفتہ گوہر ہون اے خوش لقب — ہی الماس کی مجکو تجھے طلب

تو دریا ہی اور مین ہون تشنہ جگر — بجھا پیاس کو میرے جلد آنکر — ترے غم مین جی سے گذر جاؤنگی — اگر تو نہ پونہچا تو مر جاؤن گی

دلے مین جو ارمان ہون گی روز جزا — تو ہونگے ترے لعل لب خون بہا — جو پوچھون گی کا ہیکو یار مجھے — جواب اوسکا پھر دیگا کیا تو مجھے

نہ بول آگے بس اے زبان قلم — دکھا نیکو دل کی نہین یہ بھی کم

غرض تاج الملوک نے مضمون نامے کا کہ ہر نقطہ بھرا ہوا شوق سے اور ہر حرف پر ذوق سے تھا دریافت کیا عشق کی آگ کہ سینے مین دبی ہوئی تھی بھڑکی سیماب کے مانند بیتاب ہوکر تڑپنے لگا آخر اوس دل کی بیقراری کو تھا بنا چار ناچار صبر کیا پھر قلم دوات رقم کو ہاتھ مین لیکر ایک بند کاغذ کا اوٹھا کے نامے کا جواب یون لکھا

پیوند کیا ہے شاہزادہ بولا کہ غلام کی دو منکوحہ ہین اگر حکم ہو باریاب ہون اور قدمبوسی حاصل کرین حضرت نے فرمایا اس سے کیا بہتر شاہزادہ محل مین جاکر دلبر اور محمودہ کو بادشاہ کی خدمت مین لایا وہ دونون پری پیکر اُس مکان کے قریب آکر ٹھٹک رہین تب زین الملوک نے کہا کہ یہان کیون نہین آتین جو انکے دیدار فرحت آثار سے مین نرگس چشم کو منور کرون اور سینے کو سرور سے بھرون تاج الملوک نے التماس کیا کہ آپ کی یہ اونڈیان حیا سے نہین آتین مین کہ چارون شاہزادے انکے بندۂ آزاد ہین چنانچہ ان کی مُہر سے اونکے چوتڑون پر داغ موجود ہین مزاج چاہے تو حضرت بھی ملاحظہ فرمائین اس راز کے کھلنے سے چارون کے مُنھ کا رنگ اوڑ گیا شرمندہ ہوکر وہان سے اوٹھ گئے تب وہ دونون آکر قدمبوس ہوئین پھر زین الملوک نے تمام سرگذشت ایام جدائی کی اور دلبر اور محمودہ جان کا احوال استفسار کیا شاہزادے نے بھی شدائد سفر اور محنت بیابان کی اور احوال بھائیون کے داغ کھانے کا دلبر کے ہاتھ سے اور مروت حمالہ کی اور بیاہنا محمودہ کا لینا گل بکاؤلی کا گلاب کے حوض سے اور بکاؤلی کے دیکھنے کی کیفیت خواب کی حالت مین اور گل مذکور چھین لینا بھائیون کا اور بنانا باغ اور حویلی کا بیابان مین مفصل ظاہر کیا اتنے مین بادشاہ کو تاج الملوک کی مان یاد آگئی بولے کہ بیٹے تو میری آنکھین گل بکاؤلی سے روشن کین اور اپنے دیدار سے دروازہ سرور کا دل غمناک کے آگے کھول دیا اب مجھکو بھی لازم ہے کہ اوس دردِ انتظار کی ماری تمھاری مان کو یہ مژدۂ جان بخش سناون اور اس مبتلاے رنج فراق اور تشنۂ دیدار کو تمھارے آنیکی خوشخبری کا شربت پلاؤن یہ کہکر بادشاہ اوٹھ کھڑے ہوئے اور قلعۂ مبارک مین تشریف لاکر تاج الملوک کی مان کے پاس گئے اور ایام گذشتہ کی بابسلوکیون کا بہت سا عذر کیا آگے سے زیادہ سرفراز کیا اور بیٹے کے آنے کا مژدہ دیا اے عزیز تیری عزت بادشاہ کے دربار مین تیری خدمت کے موافق ہوگی چاہیے کہ شاہزادے کے مانند کار شایستہ کرے تو تیری محنت شاہ کے دل مین موثر ہو اور پیغام اپنی ملاقات کا تجھے بھیجے بلکہ بے باکانہ آپ ہی تیرے پاس چلا آئے اور بے اختیار تیرا سر اپنی چھاتی سے لگائے اگرچہ پہلے دیدار کے لائق نہو لیکن آخر کار اوسی مقام مین آپ کو پہنچائے کہ وہان تیرا کوئی شریک نہو سکے پھر ایسا کام نکیجو کہ شاہزادون کے مانند داغ لعنت اوٹھائے اور کرسی ناکس کے روبرو رسوا ہو۔

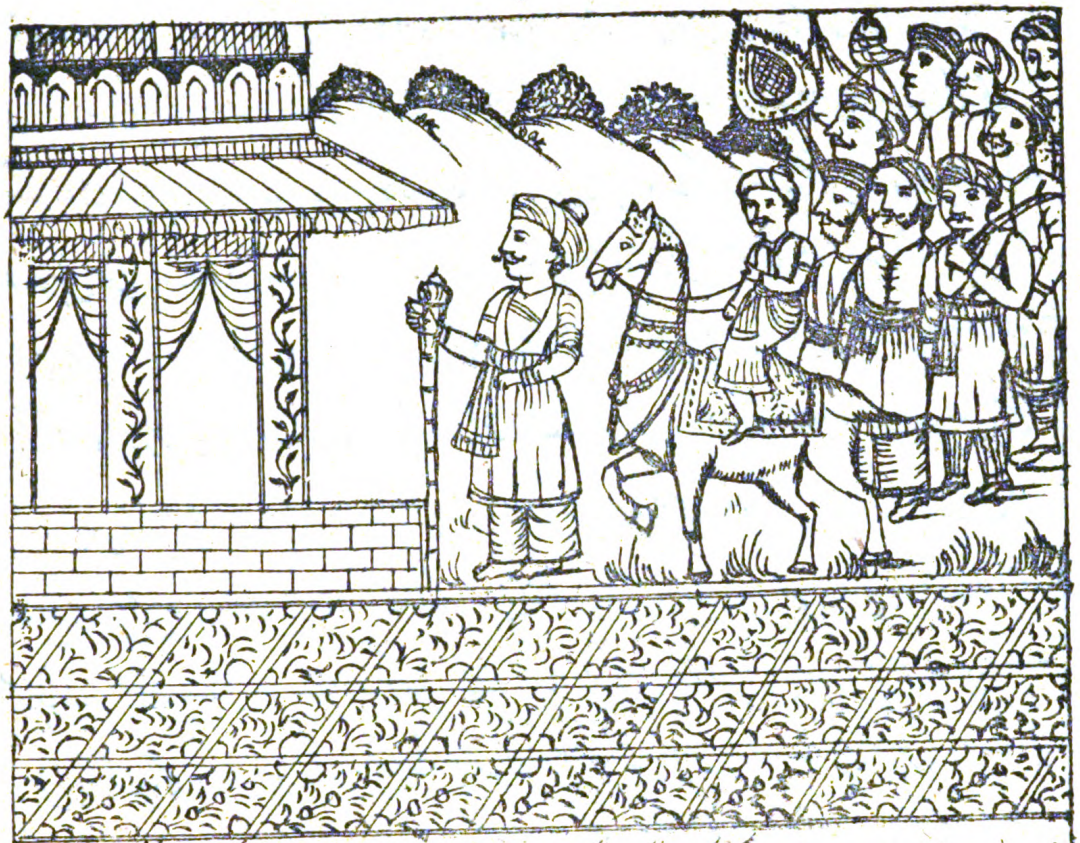
بارھوین داستان بکاؤلی کی رخصت ہونیکی زین الملوک سے اور نامہ لکھنے مین تاج الملوک کو

آفرین اسکی چترائی اور دانائی کو یہ سنکر بکاولی بہت خوش ہوئی کہ چور مین نے پکڑا اور مال اپنا پایا چاہتی تھی کہ اوسی وقت افشای راز کرے اور پردہ درمیان سے اوٹھاوے لیکن حیا مانع ہوئی جبراً و قہراً قدم صبر و توکل کا گاڑے رہی القصہ دسترخوان بچھا اور طرح طرح کا کھانا سونے روپے کے باسنون مین چن دیا اوسکی حلاوت کی تعریف کیونکر لکھیے کہ زبان قلم کی بند ہوئی جاتی ہی اور اس خوان کا فوری کاغذ مین نہین سماتی حضرت اہل خدمت کے سلیقے اور اہلکارون کے طریقے دیکھکر بہت محظوظ ہوئے خاصہ فرزندون اور مصاحبون سمیت خوشی خوشی نوشجان فرمایا تنے مین ارباب نشاط حاضر ہوئے صحبت راگ و رنگ کی دیر تک رہی اشعار مطربون کی ہوئی بلند صدا + ماہ پیکر لگے دکھانے ادا + گل نغمہ گئے سرسر سپول + وف وف نے کام مین ہوئے مشغول + القصہ اسکے بعد بادشاہ اور تاج الملوک اختلاط کرنے لگے اور باتون مین مشغول ہوئے شہزادے نے پوچھا کہ آپ کے فرزند کی ہین حضرت نے چارون بیٹیون کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ ان کے سوا اب کوئی نہین ایک اور بھی تھا اوسکے دیدار نحس کی بدولت یہ بلائے ناگہان مجھپر نازل ہوئی تھی افضال آلہی سے مین نے نجات پائی اور وہ اسی حالت مین خدا جانے کہان نکل گیا تاج الملوک نے یہ سنکر کہا کہ کس سبب سے اوسنے اس درگاہ عالی کو چھوڑا اور اس در دولت سے منھ موڑا کوئی اس مجلس مین اوسے پہچانتا ہی یا نہین یہ سنکر زین الملوک نے اوسکی پیدائش اور اپنی نابینائی کا ماجرا اوس سے آخر تک ظاہر کیا پھر ایک امیر کی طرف جو اسکا اتالیق تھا اشارت کی کہ اسکے سوا کوئی اوسکی صورت سے واقف نہین شاہزادہ اوسکی طرف مخاطب ہوا کہ دیکھو تو اس مجلس مین کوئی اوسکی شکل کے مشابہ ہی یا نہین اوس جہاندیدہ نے شاہزادے کا نقشہ اور گفتگو کا رویہ بغور ملاحظہ کرکے عرض کی کہ اتنے مین کسی کو اوس شاہزادی کی صورت اور شکل کے موافق نہین دیکھتا مگر چہرہ مبارک مین اکثر اوسکی علامتین پائی جاتی ہین اور بول چال کی وضع بھی بہت ملتی ہی سنتے ہی اس کلام کو تاج الملوک اوٹھکر باپ کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ مین وہی ناخلف ہون جو اتنی مدت تک سخت ایام اور طالع ناکام کے باعث سرگردان اور اس درگاہ سے محروم رہا شکر ہے کہ دیدار مبارک جس طرح سے جی چاہتا تھا اوسی طرح دیکھا اور قدمبوسی کی جس وضع سے آرزو تھی برآئی زین الملوک نے یہ گفتگو سنکر مارے خوشی کے شاہزادے کو چھاتی سے لگایا سر اور آنکھین چومین سجدۂ شکر آلہی بجا لایا پھر بیٹے سے کہنے لگا یہ حشمت اقبال کہ ایزد متعال نے تمکو بخشا ہے ہمکو پہلے ہی اسکا حال تھا سہ روز تولد کے زائچہ سے معلوم ہوا تھا الحمد للہ کہ چہرہ مقصود کو آئینہ ظہور مین جسب دلخواہ دیکھا بارے آنکھون مین روشنی دوچند ہوئی یہ کہو کہ آج تک کہان تھے اور سرو آزاد ہو یا کسی شمشاد قد سے

بدن کرکے زرق برق اپنے اپنے ہاتھیون پر سوار ہوئے پھر سواری تاج الملوک کے ملک کو روانہ ہوئی زین الملوک
شہر سے کوس بھر آگے گیا ہوگا کہ ناگاہ زری کے خیمون کی چمک مانند شعاع آفتاب کے نظر آئی بولا اغلب ہے
کہ یہ وہی مکان ہی جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی اور آنکھ جھپکی جاتی ہے وزیر نے عرض کی کہ این گل دیگر شگفت حضرت
رات کی رات مین کچھ کا کچھ رنگ بدل گیا یہان فقط جنگل تھا جھاڑ جھنکار کے سوا غلام نے نہین کچھ دیکھا
دم مارنے کی جگہہ نہین قادر کریم نے ایک مخلوق کو ایسی قدرت دی ہی کہ اوسکی صنعت کی کنہ صاحبان خرد کو
دریافت نہین ہوسکتی اونکی عقل وادی حیرت مین بھٹکتی ہے ملک نگارین بہت دور ہی اوس عجائب روزگار نے
یہ تماشا دکھایا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمایئے بادشاہ وزیر انھین باتون مین تھے کہ اوسکے ملازمون سے ایک شخص نے آکر
عرض کی ہمارے آقا کا حکم یون ہے کہ عالم پناہ کی سواری جس جگہہ سے آگے بڑھے وہان کا اسباب غیرہ غریب و غربا لوٹ لین
اور خود بدولت ہر ایک منزل مین جس خیمے کو پسند کرین اوسمین استراحت فرمائین چنانچہ بادشاہ جس جگہہ تشریف لائے
اسباب ضیافت کا جو روی زمین کے بادشاہون کو میسر نہ تھا وہ مہیا پائے غرض جس قدر سواری آگے بڑھتی جاتی تھی
اوس قدر اسباب کی زیادتی نظر آتی تھی اور عجائب سے طبیعت بیشتر حظ اوٹھاتی تھی تاج الملوک آپ بھی ایک منزل
استقبال کے لیے آیا اور سارے لوازم آداب بجالایا آخر بادشاہ کے ساتھ کمال خوشی اور خرمی سے
اپنے قصر مبارک مین داخل ہوا حضرت کو زمرد کے مکان مین اعزاز و اکرام سے بٹھایا اور مکانون کو آراستہ کیا
جابجا نئے نئے فرش بچھہ گئے گلاب کے حوضون مین فوارے چھوٹنے لگی بادشاہ راہ کی عجائبات سے متعجب ہو رہے تھے
عمارات اور باغ کی ساخت اور تیاری ملاحظہ فرما کے بیخود ہی مین آگئے بکاؤلی بھی شہزادے کا جمال و کمال
دیکھکر دیوانی ہوگئی ہوش سے جاتی رہی سچ ہے شعر جسدم کمان ابرو کوئی تیر کرشمہ چھوڑ دے ۔ سارے دلون کو چھوڑ دے
عاشق کے دل کو توڑ دے ۔ ایک لمحہ کے بعد چیتی ہر طرف آنکھون کو ملکر دیکھنے لگی جس مکان پر نظر پڑی اوسکا نقشہ اور
جواہر اپنے مکانون کا سا دیکھا متحیر ہوکر جی مین کہنے لگی یہ کوئی بڑا جادوگر ہے کہ میری عمارت کو متعلق یہان اوٹھا لایا
اور اس جنگل کو عالم طلسم بنایا ہی ایک پری جو اوسکے ساتھہ خدمتگاری مین آدمیون کے بھیس مین تھی اوسے اشارہ کیا
کہ نظر غور سے دیکھہ اور بخوبی دریافت کر کہ یہ کیا ماجرا ہے اوسنے متامل ہوکر عرض کی آپکے مکان جہان تھے دہن مین کچھ اندیشہ
نکیجیے یہ نئی عمارت ہی اوس شخص نے کام کیا ہے کہ ایسی نقل بنوائی ہے کہ اصل و نقل مین فرق کرنا ہر ایک کا کام نہین

پھر وزیر نے عرض کی انشاء اللہ بعد ایک ہفتے کے حضرت عالم پناہ یہان رونق بخش ہون گے
پھر خاصہ یاد فرمایا بکاول رنگ برنگ کا طعام لذیذ اور خوشگوار جواہر نگار باسنون مین نکلوا کر چاندی
سونے کے خوانون مین لگا کر نعمت خانے مین لایا اور دسترخوان زربفت کا بچھوا کر کھانا چنوایا شہزادے
نے وزیر کے ساتھ نوشجان فرمایا اوسکے بعد ارشاد کیا کہ وزیر کے ہمراہیون کو بھی تقسیم کرو
لیکن ظروف نقرئی اور طلائی پھر نہ لیجو جب لوگون کو کھانے سے فراغت ہوئی وزیر رخصت ہو کر
شرقستان کو روانہ ہوا شتاب حضور والا مین پونہچا تمام ماجرا مفصل ظاہر کیا کہتے ہین اونھین دنون مین
تاج الملوک نے ایک رات حمالہ کے سر کا بال آگ پر رکھا وہ اوسی دم ہزارون دیوون سمیت وہان آپونہچی
تاج الملوک اور محمودہ نے اوٹھکر سلام کیا اوسنے دونون کی بلائین لین چھاتی سے لگایا ماتھا چوما
خیر و عافیت پوچھی تاج الملوک نے کہا آپ کی سلامتی مین سب طرح کا چین و آرام میسر ہے کچھ غم نہین
اور کسی چیز کی کمی نہین لیکن کل ضیافت بادشاہ شرقستان کی مقرر ہوئی ہے وہ یہان تشریف
لا ینگے میری خواہش یہی ہے کہ اس سرزمین سے اونکے شہر تک فرش بانات اور مخمل سرخ
اور سبز کا بچھوا دو اور کوس کوس بھر پر خیمے قائم اور سنجاب کے طنابین کلابتونی پردے دیباو اطلس
کے چوبین گنگا جمنی میخین طلائی نقرئی ہون استادہ کرا دو مگر اس افراط سے ہون کہ بادشاہ کے ہر ایک
چھوٹے بڑے امیر کو جدا جدا آرامگاہ میسر ہو کہ مخلے بالطبع ہے حمالہ نے دیوون کو حکم کیا اونھون نے
تمام رات مین ویسی ہی تیاری کر دی اور آپ اپنے ملک کی راہ لی صبح کے وقت شرقستان کے بادشاہ نے
بموجب اقرار اپنے وزیرون امیرون کو حکم کیا کہ بھاری بھاری زرق برق کی پوشاکین اور کئی ہزار سوارون کا
پر الباس گوناگون اور ہتھیار بوقلمون سے آراستہ ہو کر داہنی طرف رہے اور ایسا ہی سجایا بائین طرف اور ایک
غول سوارون کا مسلح اوپچی بنا ہوا آگے اور ہاتھیون کا حلقہ سنہرے رو پہلے ہودے اور عماریون سے پیچھے
ہر نوجوان نشان باندے کا چمکتا ہوا ہاتھ مین لیکر چست ہوا اٹھ سوار کا درست ہوا القصہ اس ہیئت کی
سواری کے سامان تیار ہوئے جہان پناہ ایک جڑاؤ عماری مین سوار ہوئے اور بکاولی فردانہ لباس بہایت
پر تکلف اور جواہر پہنکر کمر آرزو محکم باندھکر خواصی مین آبیٹھی چارون شہزادے بھی خلعت شاہانہ زیب

اس حیوانات کے وطن مین ایک عبادتگاہ بنائی ہے حق تعالی کی بندگی مین مشغول رہتا ہون خواہش بادشاہی
کی مطلقا نہین بلکہ دعوے اور تمنا ہی ہے کو قوال نے جو یہ گیت شایستہ سُنے خوشی خوشی رخصت ہوا اور جو کہ دیکھا سُنا
تھا وزیر سے مفصل کہا وہ سُنکر ایک لمحہ تو بحر فکر مین ڈوبا رہا پھر بادشاہ کے حضور مین جا جو کیفیت سُنی تھی عرض
کی بعضون نے تو سچ جانا اور کتنون نے جھوٹھ سمجھکر ہنسا نا بکاؤلی کہ زین الملوک کی خدمت مین حاضر تھی یہ بات
سُنکر دل مین کہنے لگی الحمد للہ اتنی مدت کے بعد عقدہ بستہ کی صورت کشائش اور شب نا امیدی کے بعد
صبح آسایش ہونیکی شکل نظر آئی بیت طپش دل نے خبر یار کے آنے کی دی ✤ خوش ہوا ی چشم کہ یہ زمزمہ افواہ نہین
بادشاہ بھی اس ماجرے کو وزیر سے سُنکر ایک ساعت گریبان تفکر مین سر ڈالے رہا اوسکے بعد فرمایا کہ اگر یہی صورت
ہے تو ایک ایک دن زوال سلطنت کا موجب ہوگا وزیر نے آداب بجالاکر عرض کیا کہ عقلمندون نے کہا ہے
جس دشمن سے لڑائی مین بر نہ آسکے اوس سے دار و مدار کرکے ملجائے بیت خوشی سے برآمد جو ہو کام
کی ✤ تو کیجے نہ تندی و گردن کشی ✤ اب تدبیر یہ ہے کہ قبلۂ عالم اوس سے اخلاص بڑھاوین اور رشتہ محبت کا
اوسکی گردن مین ڈالین بادشاہ نے فرمایا تیرے سوا اور کسی کو اس بات کے لائق نہین دیکھتا ہون تو ہی
وہان جا اور رابطہ اوس سے بہم پونچا لیکن وہ کام کیجیو کہ سانپ بھی مرے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یعنے میری شان
نہ گھٹے اور اخلاص بڑھے وزیر مجستہ تدبیر بموجب حکم کے بڑے کرّ و فر سے روانہ ہوا جب تاج الملوک
کو اوسکے آنیکی خبر پونہچی ارشاد کیا کہ فرش و فروش کی تیاری نئے سرے سے کرین حوضون کا گلاب
بدلوائین فوارے چھوڑ وائین اور اوسکو لعل بدخشانی کے دالان مین بٹھائین جب وہ آیا اہلکار اوسی طرح
عمل مین لائے شہزادہ آپ بھی وہان رونق افزا ہوا اور ایک جڑاؤ کرسی پر بیٹھا وزیر نے ادھکر مجرا کیا
دعائین دین پھر التماس کیا آگے اس سے ایک بادشاہی بندہ حضور مین حاضر ہوا تھا اور اوسنے
آپ کا پیام محبت انجام حضور سعلے مین پونہچایا اوصاف پسندیدہ بھی بہت سے بیان کیے بادشاہ
کی آتش غضب کو سرد کر دیا بلکہ قبلۂ عالم کو حضرت کی ملاقات کا مشتاق کیا اس سے کیا بہتر ہے
کہ وہ چشمے فیض و عطا کے اور رود دریا جود و سخا کے باہم ملین تاج الملوک نے کہا جو پیام میری طرف سے
لازم تھا حضرت جہان پناہ کی طرف سے آیا بسر و چشم مجھے قبول ہے میری بھی آرزو یہی تھی



آخر کوتوال نے وزیر سے رخصت لیکر ملک نگارین کی راہ لی جب تھوڑی سی راہ طے ہوئی ہراول پکارا دیکھا اس
جنگل مین ایسی آگ لگ رہی ہے کہ اوسکے شعلے آسمان تک پہونچتے ہین اتنے مین سواری کچھ اور آگے بڑھی
سونے کی زمین نظر آئی اور جڑاؤ عمارت جب ظاہر ہوا کہ جسپر آتش کا گمان کیا تھا وہ یہی ہے شعلے نتھے وہ اوسکی
چمک تھی اتنے مین جو کوتوال کے آنے کی خبر سنی فرمایا کہ حوضون کو بھرو فوارے چھوڑواؤ اور اوسے یاقوت کے
دالان مین بٹھاؤ اہلکار حسب الحکم کوتوال کو حویلی مین لے گئے وہ جسطرف آنکھ اوٹھا کر دیکھتا تھا جگمگاہٹ
سے جواہرات کی چکاچوند لگ جاتی تھی بعد ایک ساعت کے تاج الملوک نے بھی تخت شوکت کو زیب و زینت
بخشی کوتوال اوٹھکر آداب بجالایا اور دعا وثنا کے بعد عرض کرنے لگا جب حضرت کے مکان بنانے اور
ملک بسانے کی اس جنگل مین خبر شرقستان کے بادشاہ کی جناب مین پونہچی تب اس خانہ زاد کو تحقیقات
حال کے لیے بھیجا ہے گستاخی معاف اگر آپ کے دل مین خواہش سلطنت کی اور ارادہ فساد کا ہو تو اودسے
کچھ دورنگ نہین ورنہ الاطوق بندگی کا گلے مین ڈال کر بارگاہ سلطانی مین حاضر ہو جیے کیونکہ دو تلوارین
ایک میان مین نہین رہتین اور نہ دو بادشاہ ایک ولایت مین تاج الملوک یہ سنکر بولا مین نے تو

پنجرے سے نکال کر پاؤن پکڑکر ہاتھہ پر بٹھایا اور کہا لو کھو چڑا بولا کہ ایک عالم کہتا ہے کہ خدا چاہے تو بہتر اونٹھ کی قطار سوئی کے ناکے سے نکل جائے یہ بات سچ ہے خدا کی قدرت سے دور نہین پر یہ آدمی کی سمی سے ہرگز اعتبار نکیا چاہیے دوسرے یہ کہ جو کام اپنے اختیار مین نرہے اوسکے واسطے غمگین ہنوا چاہیے سلے درویش چھوڑ دے تو اور کھون آزاد نے اوسے آزاد کیا چڑا اوڑکر ایک درخت کی ڈالی پر جا بیٹھا اور بولا فقیر تو بڑا احمق ہے کیا تیری عقل ماری گئی جو ایسا شکار اپنے ہاتھہ سے کھویا میرے پیٹ مین ایک لعل بے بہا ہے اگر تو مجھے مار کر کھاتا تو وہ بھی تیرے ہاتھہ آتا درویش یہ سنکر ہاتھہ ملنے لگا اور یون کہنے لگا اے پرند بھلا مین اس نفع سے گذرا لیکن تو اور باتین تو کہہ چڑا بولا کہ تیرا دل مانند چکنے گھڑے کے ہے میری باتین اوسپر اثر نکرینگی ناحق کہکر ضائع کرون مثل مشہور ہے کہ اندھے کے آگے رو اپنی آنکھین کھو اے نادان ابھی تو مین نے تجھسے کہا تھا کہ جو چیز اپنے قبضے سے نکل جائے اوسکے واسطے نہ پچتائے اسی دم تو بھول گیا اور یہ نہ سمجھا کہ مین نے لعل کیونکر نگلا ہوگا یہ کہکر چڑا تو اوڑ گیا اور فقیر نے مایوس ہو گھر کا رستہ لیا اس بات سے اپنی غرض یہ ہے کہ خدا کو سب طرح کی قدرت اور طاقت ہے انسان کو چاہیے کہ بے تحقیقات بادشاہون کی جناب مین کچھہ عرض معروض نکرے اسواسطے تجکو لازم ہے کہ پہلے تو جاکر اپنی آنکھون سے دیکھہ آ پھر عرض کر

گیارھوین داستان جانے مین زین الملوک کے لشکر اور ارکان دولت کے ساتھہ ضیافت کھانے کو تاج الملوک کے مکان مین

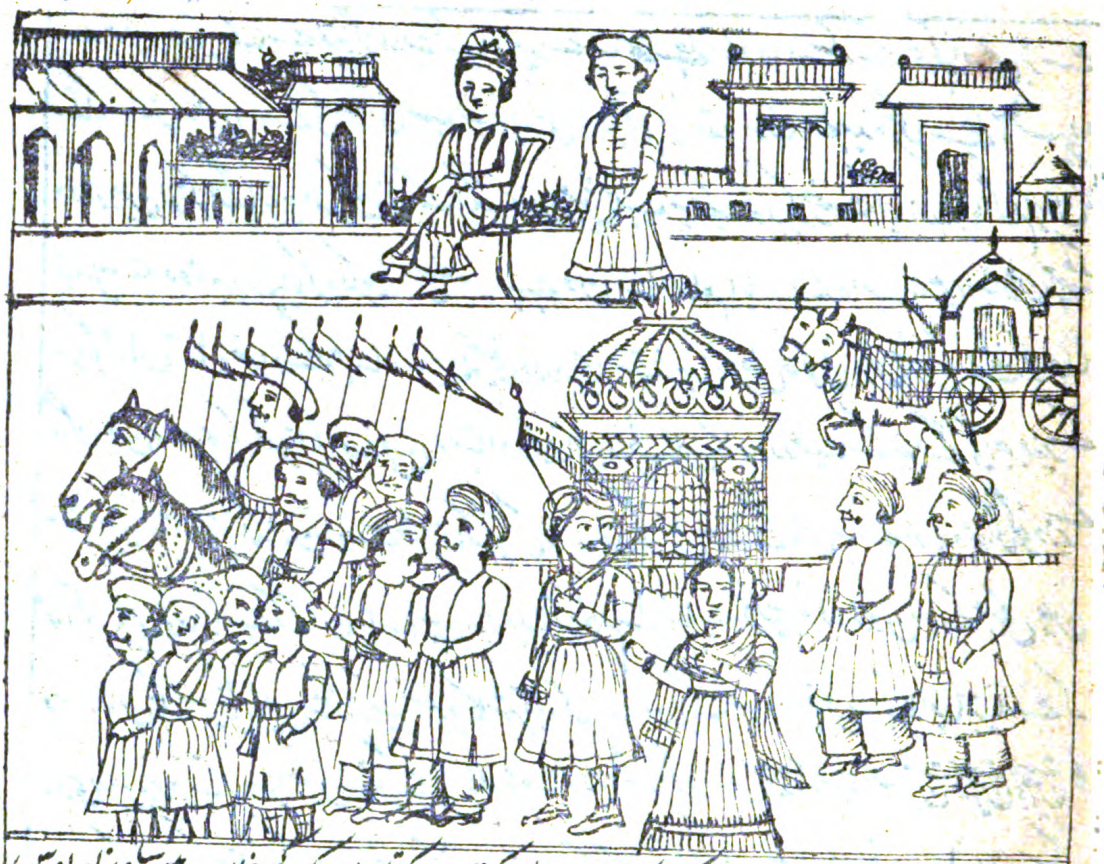


رہ دنکا اوسنے بھی دوڑکر مجھے چھاتی سے لگالیا آخر شربت وصل پلایا مین اگر اب علامت مردی کی لگالون
تو جتنے کے وقت جی سے ہاتھ اوٹھاؤن اسکے سوا یہ عقدہ مجھپر کھلا کہ مردون سے رنڈیان شہوت مین زیادہ
ہین اب جا اپنی راہ لے مین نے اپنی خیر تجھی کو بخشی وزیر نے کہا خدا کی قدرت معمور اور برحق ہی مجھے کچھ اسمین شک
نہین لیکن محال چیزون کا آدمی سے موجود ہونا عقل مین نہین آتا کوئی دانا اسکو نہین مانتا شاید تو نے
چڑے اور فقیر کی کہانی نہین سنی کوتوال نے عرض کیا فرمایئے

حکایت وزیر نے کہا حضرت سلیمان کے عہد مین چڑیا کا جوڑا ایک روز راہ مین بیٹھا دانہ کھاتا تھا ایک فقیر
جبہ پوش کو دور سے آتے دیکھا مادہ نے نر سے کہا خبردار دشمن آتا ہی ایسا نہو کہ پنجۂ بلا مین گرفتار کرے نر بولا
کہ اس خداداد وست سے کچھ اندیشہ نہین جو خدا کی راہ پر چلتے ہین وہ کسی کی ایذا کے روادار نہین ہوتے انھین باتون مین
تھے کہ فقیر آپہنچا اور بغل سے ایک سونٹا نکال ایسا پھینک مارا کہ نر کا ایک بازو ٹوٹ گیا بہرحال اس ظالم
کے ہاتھ سے بھاگ کر گرتا پڑتا حضرت سلیمان بادشاہ کے پاس گیا پہلے تو جاکر دعا دی پھر یہ عرض کی
کہ فلانے درویش نے بے تقصیر میرا بازو توڑ ڈالا ہے بادشاہ نے فرمایا اوسکو حاضر کرو چنانچہ حضور مین
اوسے لے آئے تب حضرت نے غضب سے فرمایا کہ تو نے اوسکو کیون مارا ہی اوسنے عرض کی کہ اگر
مینے اوسکو مارا تو کیا ظلم کیا کیون کہ انسان کی خوراک ہے یہ سنکر چڑا بولا کہ اگرچہ مین بیچارہ چھوٹا سا
جانور ہون پر اسقدر مجکو شعور ہے کہ اپنے دوست سے شیر و شکر کی طرح مل جاتا ہون اور دشمن سے کڑی
کمان کے تیر کی طرح بھاگتا ہون تیری پیوندی گدڑی دیکھکر مین نے جانا تھا کہ تو خدا کی راہ پر ہے
کسی کے حق مین بدی نکرے گا لیکن اب مجھپر کھلا کہ تیرا رہنما شیطان ہے اور گدڑی مین فقط مکر و دغا
بھرا ہے اب اسکو اوتار رکھہ کہ اور کوئی میری طرح سے فریب کھائے اور تیرے دام مکر مین نہ آجائے
چڑے کی باتین حضرت کو نہایت پسند آئین فقیر کو لعنت ملامت کرکے نکال دیا بعد چند روز کے وہی چڑا
کہین چگتا تھا کسی درویش نے کسی طرح اوسکو پنجرے مین پکڑ کر بند کیا چڑا سمجھا کہ اب کی تو جان پر آبنی سوچ کر
یون کہنے لگا اے مرد خدا بچنے سے میرے تجکو چندان نفع نہوگا اور کھانے سے بھی میرے معلوم رکھنا علی ہذا القیاس
بیقائدہ ہے پس چند سخن کہ ہر ایک دُر بے بہا ہے اگر مجکو چھوڑ دے تو کہون یہ سنکر فقیر بہت خوش ہوا

اسپر بھی لڑکی پیدا ہوئی لیکن نہایت خوبصورت پری طلعت اوسکی ماں نے جان کی خوف سے لڑکا مشہور کیا
اور نجومیون کو بھی تاکید کی کہ بادشاہ کو سمجھادو کہ دس برس اس لڑکے کا منھ نہ دیکھنا آپکو اچھا نہین چنانچہ منجمون نے بادشاہ
کی خدمت مین اسطرح عرض کی حضرت نے بھی مانا اور ویسا ہی کیا القصہ جب لڑکی ہوشیار ہوئی اور اوسکے دیدار
کے مناہی کے تھوڑے دن رہے جب اسنے بیٹا کہوانے کی وجہ اوسکو سمجھادی اور کہا کہ اے بیٹی تو بادشاہ
کی حضور مین مردانی وضع سے آیا جایا کیجیو کہ میری اور تیری زندگی ہے اور جان بچے چنانچہ لڑکی ایام معہودہ کے
بعد بادشاہ کی خدمت مین کبھی کبھی آتی جاتی مجرا کرکے جلدی سے چلی آتی اور دیر تک نہ رہتی آخر اوس دختر
پسر نما کی نسبت دوسرے بادشاہ کی بیٹی سے کی جب شادی کے دن نزدیک آپہونچے بادشاہ نے
اوسکو لباس شاہانہ پہنایا اور سونے کے ہودے پر بٹھاکر تجمل بادشاہی سے دولہن کے ملک کو روانہ ہوا
لڑکی کبھی اوس حالت پر ہنستی اور کبھی روتی ایک رات کسی ویرانے مین اتفاق رہنے کا ہوا لڑکی ماری شرم کے
کہ آخر کار زندگانی وبال جان ہوگی چپکی اوٹھ کر اوس بیابان مین چلی گئی اس ارادے سے کہ کوئی درندہ
کھا جائے جاتے جاتے ایک درخت کے تلے کہ وہ دیو کے رہنے کا مکان تھا پونہچی وہ اوسکے حسن پر دیوانہ ہوگیا
اور آدمی کی صورت بنکر لڑکی کے آگے آکر اوسکا حال پوچھنے لگا اوسنے ساری حقیقت بیان کی یہ سنکر دیو کا
دل بھر آیا اور بولا اگر تو امانت مین خیانت نکرے اور اسپر قول دے تو اپنے آلت کسی حکمت سے تیرے لگا دون
اور تیری علامت آپ اختیار کردون لڑکی دیو کے کہنے کے موافق عمل مین لائی اوسنے وعدہ پورا کیا پھر وہان سے
خرم وخندان وہ اپنے ڈیرے آئی کئی روز کے بعد برات اپنی منزل مقصود کو پونہچی اور شادی سے فراغت
کرکے بادشاہ اپنے ملک کو پھر آیا شاہزادہ نقلی چند مدت وہین رہا جب اوسکا ایک لڑکا پیدا ہوا تب قصد
وطن کا کیا اور منزلین طے کرنے لگا جب اوس جنگل مین پونہچا اوسی درخت کے نیچے گیا کیا دیکھتا ہے
کہ دیو بڑھیا کے بھیس مین رونی شکل بنائے بیٹھا ہے شاہزادے نے کہا اے دیو مین نے تیری مہربانی سے
اپنے دلکی مراد بھر پائی اب اپنی چیز لے اور میری مجھے دے دیو نے کہا اب مین اس کام سے گذر گیا تقدیر مین
یہی لکھا تھا تب اوسنے پوچھا وجہ اسکی کیا ہے مفصل بیان کر وہ بولا کہ مین اسی صورت سے تیرا منتظر یہان
بیٹھا تھا ناگاہ ایک دیو پہاڑ سا آیا اوسکے دیکھنے سے مجھپر شہوت غالب ہوئی اور بادے مستی کے

کے جواہرات کی چمک ہے تم ہرگز اندیشہ نکرو اور میرے ساتھ چلے آؤ وہ اوسکے کہنے سے کچھ اور بھی بڑھے آگے ساری زمین سونے کی نظر آئی سب نے اوسکی بات سچی پائی قدم اوٹھائے بیدھڑک چلے آخر وہ حضور مین اونکو لیگیا تاج الملوک نے ایک ایک تھان بیش قیمت ہر ایک کو دیکر رخصت کیا اور فرمایا اگر تم یہان آیا کرو تو مہینے سے دونا ہر مہینہ پایا کرو لکڑہارون نے جب پہلے دن ایسا انعام پایا اور آیندہ امید بندھی اپنا وطن چھوڑکر ہر ایک وہان آرہا یہ خبر اونکے ہمسائے مین پھیلی اور جابجا منتشر ہوئی غرض جو کوئی اوس شہر کے دیکھنے کو جاتا ہرگز وہان سے پھرکر گھر نہ آتا اور وہین رہتا اور کوتوال شرقستان کا روز رعیت کے بھاگنے کی خبر وزیر کے حضور مین کہتا چنانچہ ایک دن اوسنے خبر دی کہ آج کی رات ہزار گھر اہل حرفہ کے خالی ہوئے اور وہ بھاگ گئے وزیر نے کہا کچھ یہ بھی تو جانتا ہے کہ کہان جاتے ہین تب وہ بولا کہ غلام نے سنا ہے کہ کسی نے درندون کے جنگل مین دس کوس تک سونیکی زمین بناکر اوسپر اسطرح کا شہر آباد کیا ہے اور ایک قصر اور باغ بھی جواہر کا ایسا بنایا ہے کہ روی زمین پر ویسا دوسرا نہین جو دیکھتا یہ مطلع پڑھتا ہے شعر اگر فردوس بر روئے زمین ست ٭ ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست ٭ اور اوسکے دریاے سخاوت کی لہر دور نہین کہ نام حاتم طائی کا آبجوے زمانے سے لیجائے اور پانی اوسکے سحر عدالت کا بعید نہین کہ نقش عدل نوشیروان کا لوح جہان سے مٹائے وزیر نے اس بات کو باور نہ کیا کہا جو کام کہ طاقت بشری سے باہر ہو انسان کی کیا مجال کہ کرسکے کوتوال نے مکرر عرض کیا کہ متواتر خبر پہنچی ہے جھوٹ کیونکر ہوگی جو قادر کریم عورت کو مرد بنا سکتا ہے اور مرد کو عورت وہ اگر دولت دینوی کو کہ بمنزلہ ایک عورت شکیلہ کے ہے کسی مرد کے مطیع کردے تو عجب کیا ہے شعر پوچھ چرخ ہوا ہے کمینہ پرور کیون ٭ بہانہ بے سببی بس ہے اوسکے دینے کو ٭ کیا آپ نے اوس شاہزادی کا قصہ جسنے ایک دیو سے سلامت مردی کی لے کے اپنی شادی کی تھی نہین سنا وزیر نے کہا وہ کیونکر ہے حکایت کوتوال نے عرض کیا کہ اگلے وقت مین ایک بادشاہ تھا اوسکی مجلس امین سوربندیان صاحب جمال ہمیشہ تھین پر کسی کے اولاد نہوتی تھی خدا کی قدرت کاملہ سے ایک حسین اور نوجوان کو اوس مین سے حمل رہا نو مہینے کے بعد اوسکے لڑکی پیدا ہوئی اوسی طرح تین بار جنی مگر لڑکا پیدا نہوا جب چوتھی بار حمل رہا بادشاہ نے قسم کھائی کہ اگر اس مرتبہ بیٹی جنی تو اوسکو اوسکی ماں سمیت جان سے مار ڈالون گا تقدیر کی نیرنگی سے



معمار سر ہے اس سخن کا خانۂ داستان کی بنا کا حال اسطرح کہتا ہے کہ تاج الملوک کے غلامون مین ساعد نام اوس
بیابان مین سیر کرتا پھرتا تھا ناگاہ اوسکی نگاہ کئی لکڑہارون پر کہ لکڑیون کے بوجھے لیے جاتے تھے جاڑی می
اوسنے پوچھا تم کون ہو اور یہ لکڑیان کہان لیے جاتے ہو اونھون نے جواب دیا کہ ہم شہر شرقستان کے
لکڑہارے ہین یہی ہمارا کسب ہے اسی سے ہمارے لڑکے بالے جیتے ہین دانہ پانی کھاتے پیتے ہین اوس نے کہا کہ آج تم
یہ گٹھے میرے آقا کے باورچیخانے مین لے چلو دولتخانہ اوسکا نزدیک ہے اوسنے اس پرانے مین ایک
شہر آباد کیا ہے وہان قیمت ملیگی بلکہ ایسا انعام پاؤگے کہ پھر کہین اور لکڑیان نہ چیرنے جاؤگے اونھون نے
کہا کہ ہماری تمام عمر اسی کام مین اور اسی بیابان سے لکڑیان لیجاتے گذری لیکن آبادی کا یہان نشان
نہ دیکھا نہ سنا ساعد نے کہا ذرا تم آگے ہر کے دیکھو اگر میرے کہنے کا کچھ اثر ظاہر ہو تو بہتر نہین تو تمھاری پھر آنے کا
کوئی مانع نہوگا لکڑہارے انعام کے لالچ سے ساعد کے آگے ہو لیے پھر تھوڑی سی دور جاکر سب یکبارگی پکار
اوٹھے کہ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اے میان تم ہمکو آگ مین کیون جھونکنے کو لیے جاتے ہو جو چھٹے مین جا انعام اور
بھاڑ مین پڑے اکرام بس ہمین معاف کرو ہمنے بھر پایا ساعد نے کہا یہ شعلۂ آتش نہین حویلی

عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ اس جنگل مین ایک محل اور باغ کہ ہو بہو بکاولی کے قصر اور باغ سا ہو بناؤن تم
جس طرح سے جانو جلد بنوا دو وہ بولی اے بیٹا یہ کتنی بڑی بات ہے مگر مین نے تو اوسکے باغ اور عمارت کو دیکھا نہین
بھلا بن دیکھے مکان کا نقشہ کس طرح بتاؤن اور بنوا دون تاج الملوک بولا جسطرح مین کہون اوسی طرح بنوا دو
حمالہ نے اوسی وقت کئی سو دیو لعل بدخشانی کے واسطے اور سیکڑون عقیق یمانی کے لیے اور ہزارون سونے
روپے اور جواہر بیش قیمت کے واسطے ہر چہار طرف بھیجے دیوؤن نے تین روز کے عرصے مین جواہرات
وغیرہ کے جابجا تودے لگا دیے پھر شاہزادہ جسطرح بتانے لگا اوسی طرح وہ بنانے لگے پہلے تو دو دو نیزے مٹی کھود کر
پھینک دی اور وہان زر خالص بھر دیا اور اوسی قطعۂ طلائی پر جڑاؤ عمارتون کی بناڈالی غرض تھوڑے دنون مین ویسا ہی
قصر اور اوسی طرح کا باغ جواہر نگار جڑاؤ نہرین درختون سمیت اور زبرجد اور یاقوت کے دو دالان عالیشان
آمنے سامنے بیچ مین اونکے ایک حوض مرصع اوسی قطع کا گلاب سے معمور بنایا پھر ہر ایک مکان مین فرش اونگی رنگ کا
بچھایا حاصل یہ ہے کہ جتنا جواہر سونا روپا دیو لائے تھے اوسمین سے آدھا مکانات کے بنانے مین
خرچ ہوا چوتھائی کارخانجات کی تیاری کو دیا باقی خزانے مین داخل کیا جب عمارت سب بن چکی اور تاج الملوک
کے پسند پڑی تب حمالہ نے اوس سے کہا کہ تو بھی جانتا ہے کہ مین نے تیرے واسطے کس قدر رنج اوٹھایا
دکھ سہا اسکے سوا دیوون کو آدمیون سے کمال مخالفت ہے برعکس مین نے تجھسے محبت کی اور کس شفقت سے
پالا اور پرورش کیا علاوہ اسکے بکاولی کے ملک مین کہ آج تک کوئی نہین گیا تجھے پہنچایا پھر بسبب اس
حرکت کے کہ جو تجھسے وہان ہوئی اوسکے ہاتھ سے مینے کیا کیا صعوبت اور زحمت اوٹھائی سو یہ
محمودہ جان کی خاطر سے ایسا نہو کہ اوسکا دامن ہوائے روزگار سے غبار آلودہ ہو یہ کہکر رخصت ہوئی اوسکے
بعد جس مقام مین محمودہ اور دلبر کو استقامت کے لیے فرمایا تھا اوسی طرف شاہزادہ بڑے ٹھاٹھ سے گیا اور
اونکو جڑاؤ عماری مین سوار کیا پیچھے پیچھے خواصون کے محافے رتھین جسپر کارچوبی سلطانی بانات کے پردے
پڑے ہوئے آگے آگے غلام خوش پوشاک سونے روپے کے عصے ہاتھون مین لیے گھوڑون پر سوار
اہتمام کرتے ہوئے غرض اسی تجمل سے اوس قصر عالی مین دونون کو داخل کیا اور عیش و عشرت سے اوقات بسر کرنے لگا +

دسوین داستان خبر پہونچنے مین عمارت بنانی تاج الملوک کی زین الملوک کو

ہوتی گئی دفعتہً ایک ایسا سبب پایا گیا کہ وہ محتاج کسی کا نتھا پس اے عزیز اگر تو بتا دی کہ فی الحقیقت لکھنے مین
کسکی سعی ہے اور ظاہر مین کسکی تو مین بھی عاشق اور معشوق کی سعی کا جواب دون + +

نوین داستان حمالہ کے پہونچنے کی تاج الملوک کے پاس دیوون سمیت اور بکاؤلی سی حویلی اور باغ تیار کرنے مین



جب تاج الملوک سے اون نا عاقبت اندیشون نے گل بکاؤلی چھین لیا وہ بیچارہ دل مین پیچ و تاب کھاکر رہگیا
مثل ہے کہ قہر درویش برجان درویش پھر کچ نہون کے پیچھے پیچھے بعد چند روز کے اپنے باپ کی سرحد مین ایک
جنگل جو درندون کا مسکن تھا اوس مین جا پونہچا اور اتفاق سے آگ جھاڑ کر حمالہ کے دیے ہوئے بال کو اوسپر کھدیا
چوتھائی بھی نہ جلا ہوگا کہ وہ اٹھارہ ہزار دیوون سمیت آپونہچی اور تاج الملوک کو فقیرون کے بھیس مین
دیکھکر آگ ہوگئی کہ اے شاہزادے میری بیٹی کو کیا کیا اور تونے اپنا حال کیا بنایا تاج الملوک بولا کہ آپ کی توجہ سے
سب طرح خیریت ہے لیکن ایک کام مجھے نہایت ضروری ہے اور اوسکی تدبیر مجھسے نہین ہوسکتی اسواسطے آپ کو
تصدیع دی ہے حمالہ نے کہا اے عیار باتین نہ بنا وہ کونسا کام ہے کہہ جلدی کہہ تاج الملوک نے

تم نہین پہچانتے بادشاہ کے بیٹے ہین تب اوسنے ہر ایک کے قیافے کے سونے کو امتحان کی کسوٹی پر کسا لیکن گھڑنیا یا سراپا کھوٹا ہی نظر آیا پوچھا کہ بادشاہ کا کوئی اور بھی بیٹا ہے جو انکے ساتھ گل بکاولی لینے گیا تھا اوسنے کہا اور کوئی نہین جب اوس پر ثابت ہوا کہ بادشاہ اور کوئی بیٹا نہین رکھتا نہایت گھبرائی اپنے طالع سے لڑنے لگی اور یہ اشعار پڑھنے اشعار

ارے بخت زبون تو نے کیا کیا اگر دیکھے کوئی خواب پریشان	یہ عقدہ کام مین کیون کر پڑا تو ہو تعبیر دینی اوسکی آسان کرون کیا خواہی مین اپنی تقریر	نکھولے ناخن تدبیر اوسکو مگر میرا معما ہے یہ لاحل نہین تعبیر ہے اسکی یہ تعبیر	یہ وہ ہی کہتے ہین تقدیر جسکو کسی مخلوق سی ہووے یہ کیا حل

وہ کونسا عیار تھا جو اس باغ سے گل لیگیا اوسکی نیرنگ سازی کے افسون نے میرے شیشۂ ناموس کو پھوڑا اور غائبانہ تیر عشق سے میرے سینے کو توڑا مینے اوسکی کسقدر جستجو کی کیا کیا محنت اور مشقت کھینچی بارے یہان اوس گل کا نشان ملا ذرا میرا غنچۂ دل کھلا بیت نہین کچھ شبہہ بیشک مینے جانا ٭ یہی ہے چور کا میرے ٹھکانا ٭ لیکن فلک غدار نے میرا کھیل بگاڑا آبادی کی صورت دکھلا اوجاڑا بیت کہان جاؤن کرون اب کس سے فریاد ٭ نہین بس کرتی ہون مین داد بیداد ٭ القصہ بکاولی نے اپنے دل مین ٹھہرایا کہ البتہ بادشاہ کا کوئی اور بھی بیٹا ہوگا کیونکہ ان نادانون کے قیافے سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ اس امر دشوار کی تحصیل ان سے ہوئی ہو بہرحال چندے اور بھی صبر کیا چاہیے دیکھون تو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے سبحان اللہ کیا اولٹی بات ہے کہ معشوق طالب عاشق کا ہوا اور عاشق اوسکا مطلوب لیکن نظر تحقیق سے جو غور کرے تو سیدھی لگے کیونکہ جب تک معشوق کو خواہش عاشق کی نہو اوسکی چاہت اکارت ہے اور کوشش بیفائدہ آتش طلب کی جو عاشق کے گریبان سے مشتعل ہے فی الحقیقت لگائی ہوئی معشوق کی ہے شعر عشق اول در دل معشوق پیدا مے شود ٭ گر نسوزد شمع کے پروانہ شیدا مے شود ٭ بات بڑھ گئی قلم کہتا ہے مصنف شخص بس کر مین نے لکھنے مین بہت سی کوشش کی اور ہاتھ اپنے سعی کے دعوے کرتے ہین کہ قلم سے کیا کیا ہمنے لکھا بازو اپنے تردد کا دم مارتا ہے کہ دست اور قلم سے کیا ہوا جو کچھ کیا سو مین نے کیا غرض اسی طرح اسباب تحریر کے بڑھے اور ایک کو ایک پر فوقیت ہوئی

چور کی تلاش مین کر ہمت باندھکر سر بصحرا نکلی جہان جاتی اوسے کوئی نہ دیکھتا اور وہ ہر ایک کو دیکھکر پرکھتی اوجانچتی
غرض اسی طرح پھرتے پھرتے پورب دیس مین جا نکلی کہتے ہین جب زین الملوک کے شہر مین وارد ہوئی جس کوچہ و
بازار مین دیکھتی وہان اسباب عیش کا مہیا پاتی ہر ایک دروازے پر خوشی کی نوبت بجتے دیکھتی یہ رنگ ڈھنگ دیکھ حیران ہوکر
آخر آپ کو پندرہ سولہ برس کا ایک جوان شکیل دیدار و بنا کر کسی سے پوچھا کہ اس شہر مین چھوٹے بڑے
کی خوشی کا سبب اور خاص و عام کی شادی کا باعث کہ برخلاف آئین حکمت ہو گیا ہے اوسنے کہا کہ یہان کا بادشاہ
قضاے الٰہی سے اندھا ہو گیا تھا اوسکے بیٹے مدت مدید کے بعد بہت سی مصیبت اور رنج اوٹھاکر گل بکاولی
لائے کہ بادشاہ کی آنکھین روشن ہوئین جب ارشاد کیا کہ برس دن تک اسی طرح سب اعلی ادنے اپنے دروازون پر
خوشی دھرین اور عیش کرین بکاولی نے یہ مژدۂ جان بخش سنکر کہا الحمد للہ پاے طلب نے منزل مقصود پائی
محنت ٹھکانے لگی یہ ملک اوسی فتنہ انگیز کا ہے اغلب کہ وہ بھی ہاتھ آئے اور خلش مٹ جائے پھر دریا کے
کنارے جاکر کپڑے اوتارے پانی مین اوتری نہا دھوکے راہ کی ماندگی کھوکر کلفت دھوکر اور ایک جوان حسین
بنکر پوشاک مردانی پہنکر بادشاہی محلون کی طرف متوجہ ہوئی بازار مین ناز سے آہستہ آہستہ چلتی تھی جسطرف
چشم سرمہ سا اوٹھاتی اوسے نقش پا کی طرح مٹاتی اور جس دم تیغ ابرو یا خنجر مژگان دکھاتی اہل نظر کو بسمل کیطرح لٹاتی
اور جس وقت زلف پر پیچ کو تاب دیتی تماشائیون کے دل کو پیچ و تاب مین لاتی غرض کہ جو اوسکے سامنے آتا اوسکو سکتا
ہو جاتا آخر تمام شہر مین اوسکے حسن و جمال کا غل پڑ گیا رفتہ رفتہ بادشاہ کے بھی گوش گزار ہوا چنانچہ حضور سے
ارشاد ہوا کہ اوس جوان رعنا کو ہمارے پاس لاؤ قصہ کوتاہ حضور سے اعلے مین اوسے لے گئے حضرت نے
پوچھا کہو کہان سے آنا ہوا اور تمھارا کیا نام ہے کس واسطے آئے ہو جوان نے عرض کی کہ وطن تو غلام کا پچھم ہے اور نام فرح
نوکری کی تلاش مین آیا ہون اب جہان پناہ کے تفضلات سے امید یہ ہے کہ حضور کے ملازمون مین سرفراز ہون
تا دعاے دولت مین بخاطر جمع مشغول رہون زین الملوک نے کہا بہت بہتر حاضر رہو اور خواصون مین
بعزت تمام سرفراز کیا بلا قید کی پروانگی دی تھوڑے دن اوسے گذرے تھے کہ چارون شاہزادے
ایک روز بارگاہ سلطانی مین آئے بادشاہ نے شفقت سے ہر ایک کو چھاتی سے لگا کر سر اور آنکھین چومین پھر
کرسی پر بیٹھنے کو ارشاد کیا وہ تسلیم کر کے بیٹھ گئی بکاولی نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہین اوسنے کہا

زمین کو پائین باغ نباتی تھی اور گرد راہ سے چشم بلبل مین سرمہ لگاتی تھی جب حوض کے کنارے پر پونہچی دست نگارین سے گلاب اپنے رخسار پر ڈالنے لگی اور چہرے کا غبار کہ عنبر کے مانند تھا دھو دھو کر گلاب مین ملانے اور حوض کو بھاد و نظر چشم مست ناز سے دیکھنے بھالنے لگی ناگاہ گل بکاولی کی جگہہ پر نظر جا پڑی ہر چند بغور و تامل نگاہ کی کچھہ اوسکا نشان نظر نہ آیا تب سونے کی طرح اوس سیم تن کے منہہ پر زردی چھائی اور غنچے کے مانند سموم غم سے کملائی اتنے مین انکھوٹھی پر آنکھہ جا پڑی حیرانی زیادہ بڑھی گھبرا کر دونون ہاتھون سے آنکھین ملنے لگی اور دل مین یون کہنے یا الٰہی یہ خواب دیکھتی ہون یا عالم طلسم پھر بولی اگر خواب ہوتا تو علامتین ظاہر نہوتین پس اس صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام انسان کا ہے نہین تو دوسرے کی کیا طاقت کہ اٹھارہ ہزار دیو کے ہاتھہ سے بچکر یہان سلامت پونہچے اور گل مقصود کو بے کھٹکے لیجائے پھر جس وقت اپنی برہنگی کی حالت اوسکو یاد آتی دریاے شرم مین ڈوب جاتی اور یہ اشعار اپنے حسب حال پڑھتی اشعار

اے چور تو اپنا نام بتلا	چوری کا سبب تمام بتلا	دنیا مین نہین ہے کوئی تجسا	انسان سے ہو نہ کام تیرا
ہے چور کوتوال سے سرکار	نکلتا ہے وہ سیم و زر کو اکثر	مین دیکھون جو تیرے دست گلگون	آنکھون سے لگاؤن بلکہ چومون
ہر جنس یہان ادھر ادھر تھی	پر اور کہین نظر تری تھی	سینے مین سنگ تو لگا کر	دل ہفت مین لیگیا چرا کر
دیکھا نہین گو لگا پھر کر	پر آنکھہ پڑی ضرور لب پر	گو سیر ہوا نہ تو یہ مانا	اس شہد کا پر مزا تو جانا
	جو نقد تھا اوسکو لیگیا ہے	صندوق فقط یہان پڑا ہے	

الغرض افسوس کرتی ہوئی حوض کے کنارے سے اوٹھکر یاقوت کے مکان مین جا بیٹھی اور پریون کو بلا کر اس تجربی کی سزا ہر ایک کو دینے لگی مگر نہ سمجھی کہ جس وقت تیر تقدیر چھوٹے سپر تدبیر سے کوئی نہ روک سکے **مصرعہ** تقدیر کے آگے کچھہ تدبیر نہین چلتی ✤ پھر پریون سے جھنجلا کر کہنے لگی اگر تم اپنی زندگی چاہتی ہو تو میرے چور کو بجنس لاکر حاضر کرو یہ سنکر سات سو پریان چار طرف تلاش کے واسطے ہل ہانکتی کودون پھانکتی دوڑین لیکن کہین اوس بے نشان کا نشان کسی نے نپایا سچ ہے کہ بے نشان کا وہ نشان پائے جو آپ کو بے نشان بنائے **بیت** جو پیچھے گم شدہ کے کوئی جائے ✤ کرے گم آپ کو جب اوسکو پائے ✤ بکاولی کہ دل اوسکا تیر عشق سے چھید گیا تھا درد کی شدت سے بلبلاتی تھی کمان کی طرح چلاتی تھی آخر بیتابی کے مارے گوشہ چھوڑ کر رشتۂ شرم و حیا کو توڑ کر

کہتے ہین کہ تاج الملوک فقیرون کے بھیس مین پیچھے پیچھے بھائیون کے چلا آتا تھا کہ انکا ارادہ کماحقہ دریافت کرے الغرض وہ جہان اوترے ہوئے تھے آن پونہچا اور ایک کونے مین بیٹھکر اونکی لن ترانیان اور جولانیان جھوٹی جھوٹی سننے لگا آخر نہ رہ سکا سامنے آکر دوبدو کہنے لگا یہ بیہودہ آپس مین کیا کہہ رہے ہو اپنا منھ دیکھو گل بکاولی میرے پاس ہے اور اوسی وقت اوسکو کمر سے کھول کر اون دغابازون کے سامنے رکھدیا شہزادے طیش کھاکر بولے بھلا اسکو آزمائین اگر تیری بات سچی نہ ہو تو جو ہم چاہین تجکو سزا دین تاج الملوک نے کہا کہ سانچ کو آنچ کیا بہت بہتر پھر اندھے کو بلاکر پھول اوسکی آنکھون مین ملا فوراً وہ نابینا بینا ہوگیا وہ اس تماشے کو دیکھکر حیران رہ گئے آخر نادم ہوکر پھول زبردستی چھین لیا اور مارے طمانچون کے اوسکا منھ لال کیا پھر گردن مین ہاتھ دیکر وہان سے نکال دیا اور خرم وشادان وطن کی راہ لی چند روز کے بعد اپنے ملک کی سرحد مین پونہچے اور ایک پیک کو آگے بھیجا کہ ہمارے آنے کی خبر جلد پونہچا وہ اونکا حکم فی الفور بجا لایا جب زین الملوک نے یہ خبر فرحت اثر سنی باغ باغ ہوکر یہ قطعہ پڑھا **قطعہ** بتا دلا مجھے آیا یہ قاصد جانان ✦ کہ درد کھونے کو پونہچا ہے صاحب درمان ✦ ہر ایک غنچۂ خاطر کھلا ہے کنعان مین ✦ نسیم لائی مگر بوی یوسف کنعان ✦ حاصل کلام بادشاہ خود کئی منزل استقبال کے واسطے تشریف لے گئے جب دوچار ہوئے شہزادون نے قدمبوسی کی اور بادشاہ نے اونکا ماتھا چوما ایک ایک کو چھاتی سے لگایا الطاف فرمایا پھر شاہزادون نے گل بکاولی نذر کیا حضرت نے جونہین آنکھون پر ملا دونہین تاراسی روشن ہوگئین تب کہا الحمدللہ دیدۂ ظاہری کو اس پھول نے نورانی کیا اور دیدۂ باطن بیٹون کے دیدار سے منور ہوا اسکے بعد بادشاہ نے جشن شاہانہ شروع کیا اور شہر مین منادی پھروادی کہ ہر ایک فقیر امیر عیش وعشرت کا دروازہ برس دن تک کھلا رکھے اور غم والم کا بند

آٹھوین داستان بکاولی کے جاگنے کی اور گلاب کے حوض مین گل کو نہ دیکھنے کی اور اوس کے چور کی تلاش مین نکلنے کی

نخلبند سخن کا ساقی اس پرانی شراب کو نئے پیالے مین یون بھرتا ہی کہ جب بکاولی نے جادو بھری آنکھ کھولی اور خواب راحت سے چونکی انگیا کرتی درست کرکے پیشواز ناز سے پہنی کنگھی سے بالون کو سنوارا اور دوپٹا اوڑھا پھر آہستہ آہستہ جھوٹی اٹکھیلیون سے حوض کی طرف چلی ہر ہر قدم پر وہ گل اندام اپنے نقش قدم سے

داروغہ نے آکر عرض کی کہ پورب کے شاہزادون کے حق مین کیا حکم ہوتا ہے تاج الملوک صاحب خانہ کی طرف متوجہ ہوکر بولا کہ ہرچند مین بھائیون کی سفارش کرون لیکن قبول نکیجو جب تک وہ تیری مہر کا داغ اپنے اپنے چوترون پر نکھائین جو ہین زندان بان اونکو لایا تاج الملوک نے بہت سی شفاعت کی کہ اکثر شاہزادے پورب بچھم کے تو نے چھوڑ دیے ان بیچارون کو بھی اس گرفتاری سے نجات دے کہ خلق مین تیری نیکنامی اور خالق کے آگے سرخروئی ہو وہ بولی آپ اسمین دخل نکیجیے مین ہرگز نچھوڑون گی مگر ایک صورت سے کہ اپنے چوترون پر میری مہر کا داغ کھائین شاہزادون نے اسکے سوا اور کچھ اپنی رہائی کی صورت نہ دیکھی ناچار قبول کیا چوترہ دغوا کے وہان سے چھوٹے اور جان سلامت لیگئے تاج الملوک نے چلتے وقت ایک ایک خلعت اور لاکھ روپے خرچ کے واسطے دلوا دیے اونھون نے اور کسی شہر مین کچھ جمعیت بہم پونچائی پھر وطن کی راہ لی تاج الملوک نے بھی دلبر اور محمودہ کو مع اسباب اپنے ملک کی طرف تری کی راہ سے رخصت فرمایا اور ارشاد کیا کہ فلانے شہر مین پہونچکر مقام کرنا مین بھی عنقریب خشکی کی راہ سے پہونچتا ہون

ساتوین داستان راہ مین تاج الملوک کے ملنے کی بھائیون سے اور چھین لینا گل بکاؤلی کا



گویا جان کی رخصت ہے لیکن ہر ساعت ہمجنسون کا شعلۂ فراق میرے سینے مین بھڑکتا ہے اوسنے دل و جگر
کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے اگر حکم ہو چند روز کے واسطے ہمجنسون کی صحبت مین جاؤن اور اونکے آب وصال
سے اس آگ کو بجھاؤن مصرعہ کہین رہون مین پرستار ہون مگر تیری ٭ حمالہ نے اس بات کے سنتے ہی
ٹھنڈی سانس بھری اور کہا کہ مین نے اسواسطے تجھے پرورش کیا تھا کہ اپنی آنکھون کو صبح و شام بلکہ ہر دم تیرے
سرمۂ دیدار سے روشن رکھون پر تو کیا کرے حق بجانب تیرے ہے مین خوب جانتی ہون کہ فیتہ نہ سویا ہوا
شاہزادے نے جگایا اگر آگے سے مین ایسا جانتی تو ہرگز تیرا بیاہ اسکے ساتھ نکرتی مصرعہ یہ ہے گناہ
مرا کچھ نہین خطا تیری ٭ قصہ مختصر حمالہ نے دیکھا کہ ہرگز انکا دل یہان نہین لگتا ایک دیو بلا کر کہا کہ جہان کہین
شہزادے کی مرضی ہو باحتیاط تمام وہان پونہچا دے اور انکی رسید مجھے لا دے تو تیری جان کی خلاص
ہوگی اسکے بعد حمالہ نے دو بال اپنے سر سے اوکھیڑ کے ایک تاج الملوک کو دوسرا محمودا کو دیا اور کہا کہ جس وقت
تجھکو کوئی مہم درپیش ہو تو یہ بال آگ پر رکھنا اور مجھکو اٹھارہ ہزار دیو سمیت بات کی بات مین وہین پونہچا جاننا
پھر تاج الملوک کے ہاتھ مین محمودہ کا ہاتھ دیکر یہ شعر پڑھا شعر سپردم بتو مایۂ خویش را ٭ تو دانی حساب
کم و بیش را ٭ کہنے والے نے یون کہا ہے کہ اوسی وقت وہ دیو پہاڑ کے مانند بجلی سا تیز رو دوڑا آیا
پوچھنے لگا جہان فرماؤ پونہچا دون شہزادہ بولا شہر فردوس مین دلبر لکھا بیوا کے باغ مین یہ سنتے ہی
اون دونون کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر ایک پل مین وہان جا کر اوتارا اور رسید مانگی تاج الملوک نے
کہا ذرا تامل کر مین لکھے دیتا ہون جو آواز شہزادے کی بیوا کے کان مین پڑی سنتے ہی دوڑی آئی اور
اوسکے قدمون پر گر پڑی پھر سجدۂ شکر ادا کیا بلا کر بولی شعر ہر موی کی جا ہمہ تن پہ اگر میرے زبان ہو ٭ تو بھی
نہ تری بندہ نوازی کا بیان ہو ٭ شاہزادے نے اپنے پہونچنے کا حال لکھکر دیو کو دیا اور رخصت کیا
اوسکے بعد بیابان کی صعوبت دیو ستم پیشہ کی شفقت حمالہ کی مروت محمودہ کی نکاح کی کیفیت گل بکاؤلی کے
ہاتھ آنے کی حقیقت مفصل اوس سے بیان کی پھر وہ اوٹھکر محمودہ سے ملی اور بہت سی اوسکی دلداری اور مہمانداری
کی شاہزادے نے وہان چند روز توقف کیا پھر اپنے ملک کے جانے پر مستعد ہوا اسواسطے کہ گل بہونچنے سے اوس بلبل
منتظر کی آنکھین روشن ہون فرمایا کہ اسباب سفر کا تیار کرین کشتیون پر بار کرین اظہار روہی عمل مین آئے اثنا مین ہندیخانے کے

القصہ شاہزادے نے اپنے دل مین تجویز کیا کہ یہان اپنے آنے کی نشانی کچھ چھوڑ جانا چاہیے اوس پری کی انگوٹھی
باہستگی و نرمی اوتار لی اور اپنی پہنا دی پھر آنکھین پھیر کر یہ شعر پڑھتا ہوا وہان سے چلا اشعار لالہ سان اس باغ
سے ہم داغ ہجران لے چلے ٭ خاک سر پر داغ دل پر سینہ بریان لے چلے ٭ باغ دنیا مین نہوگا کوئی ہمسا
بے نصیب ٭ آئے ایسے باغ مین اور خالی دامان لے چلے ٭ آخر حالت خواب مین اوس سے وداع ہوا
اور سرنگ کی راہ سے چوہے پر سوار ہوکر اپنے مکان مین آپہونچا حمالہ کہ انتظار مین رونی صورت بنائے
خون جگر آنکھون مین بھرے بیٹھی تھی اسکے پہونچنے سے اوسکا غنچۂ خاطر کھل گیا دن ہنسی خوشی سے کٹا تے مین
عروس روز نے شفق کے گھونگٹ مین اپنا مُنھ چھپایا اور محبوبۂ شام نے طرۂ مشکفام دکھایا تاج الملوک اپنی
امنگ سے رنگ محل مین گیا اور اوس رات محمودہ سے ہمکلام و ہمکنار ہوا بلکہ اسی طرح چند روز عیش و عشرت مین کاٹے

چھٹی داستان تاج الملوک اور محمودہ کے رخصت ہونے مین حمالہ سے اور دلبر کے پاس پہونچنا

کہتے ہین ایک رات تاج الملوک محمودہ سے خلوت مین ادھر اودھر کی باتین کرتے کرتے کہنے لگا ای مایۂ عیش و شادمانی
اگرچہ اس جگہ سب طرح کی خوشی ہے اور کسی صورت کا رنج نہین ہر وقت جو اسباب نشاط چاہیے وہ موجود ہے
لیکن کب تک ہم وطن و ہمجنسون سے دور رہیے اور کہان تک دوستون کی جدائی کا غم سہیے کچھ ایسی تدبیر
کیا چاہیے کہ اس مجلس ناجنس سے رہائی پائے اور دشمنون کے پنجے سے چھوٹ جائے شعر ہے
عزیزون ہی کی صحبت سے تو جینے کی بہار ٭ ورنہ کیا فائدہ ہے خضر سا تنہا رہنا ٭ محمودہ نے کہا کہ خاطر جمع رکھ
کل رخصت لونگی جب عطارگردون نے مشک تاتار شب سے شیشۂ ماہ بھر کر طاق مغرب مین دھرا اور
خوان زرین آفتاب کا دکان مشرق پر رکھہ کافور صبح سے بھرا حمالہ نے دو بھاری بھاری خلعت اور کئی خوان
میوے کے تیار کرکے دونون کو خوابگاہ سے باہر نکالا پھر خلعت پہنا کر اور میوہ کھلا کر داہنے بائین
زانو پر بٹھا لیا اور سر مُنھ چومنے لگی اس اشفاق پر بھی دونون کا غنچۂ خاطر نہ کھلا تب بولی اے دختر باتمیز
و اے داماد عزیز جو تمنا تمھارے دل مین ہو سو کہو اگر آسمان کے تارے بھی مانگوگے تو اوتار
لاؤنگی محمودہ نے اوٹھکر عرض کی کہ تمھاری توجہات اور عنایات سے کوئی آرزو ہمارے
دل مین باقی نہین اگرچہ تمھاری آتش جدائی بھی چمن عشرت کو جلائے گی اور تمھاری مجلس سے جانا

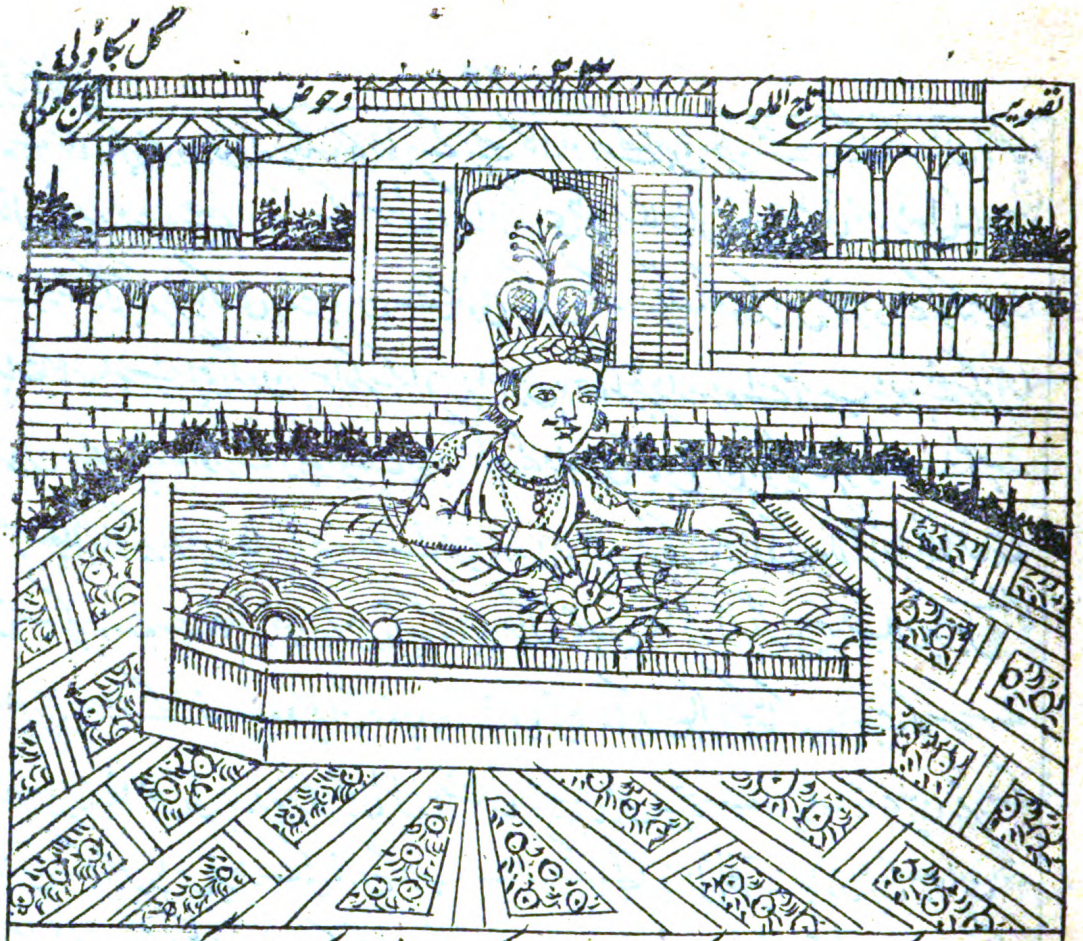
اور اوسکے سامنے زبرجد کا اور بیچ مین اونکے ایک حوض مرصع پاکیزہ گلاب سے بھرا ہوا اوسکے اطراف
کی ناندون مین جواہر خوش آب کے گنے دیے ہوئے اور اوسمین ایک پھول نہایت لطیف و نازک خوشبودار
کھلا ہوا نظر آیا تاج الملوک نے اپنے ذہن کی رسائی سے دریافت کیا کہ ہو نہو گل بکاؤلی یہی ہے فوراً کپڑے اوتار کر
حوض مین کود اور گل مقصود کو لے کر کنارے پر آیا پوشاک پہنی اور اوسکو کمر مین باندھ لیا پھر محل کی سیر کو متوجہ
ہوا آگے بڑھتے ہی ایک قصر عقیق یمانی کا نظر آیا در وازے اوسکے ہم پہلوے آسمان نئے طور کے تھے
اوسکے ہر مکان کی چمک کے آگے دھوپ پھیکی اور چاندنی دھندلی یہ پروانے کے مانند شوق کے
بال و پر کھولے ہوئے اوسکے اندر بیدھڑک چلا آیا ہر ایک دالان نہایت خوش اسلوب عقیق اوسکا
بہت خوب اوسکی ساخت کے نئے آئین اور خوش قطع ہر ایک شہ نشین نظر پڑے پردے اوسکے کارچوبی جا بجا
سلمے کی جیل ستارون کے بوٹے پر سب کے سب چھوٹے ہوئے تھے شہزادہ اوسمین بھی در آیا مگر ہکا بکا سا
کھڑا رہگیا ایک جڑاؤ پلنگ پر ایک پری نازنین دبلی پتلی مست خواب ہیجاب نظر آئی بال بکھرے ہوئے کاجل پھیلا
ہوا انگیا سکی ہوئی کرتی سرکی ہوئی پائجامہ چڑھا ہوا گچھا ازار بند کا لٹکا ہوا نازسے ہاتھ ماتھے پر رکھے ہوئے
جوانی کی نیند مین بیخبر سوتی ہے اوسکے رخسار آتش ناک سے زمین و آسمان نورانی آئینہ مہر و ماہ کو ہمیشہ حیرانی اور اوسکی
چشم مست سے نرگس کو مدام پشیانی لب نازک کے رشک سے لالہ خون مین غلطان اور ابرو کی چاہ سے ہلال زار و
ناتوان معلم بہار اوسکے غنچہ دہن سے کوئی حرف نہ سنے تو اطفال شگوفہ کو پھولنے کا سبق نہ دے سکے
اگر زنگی شب اوسکی زلف مشکین کے سایے مین نہ آئے تو آفتاب کی تیغ شعاع سے مارا جائے اشعار

سرو قد گلعذار عنبر بو	شکرین لب عزیز دل مہرو	کہین پرے سے گروہ باہر آئے	چاند سورج کی چوٹ یکسر جائے
سلک دندان سے گر خبر پاتا	تو ثریا کو پردہ ہے بھاتا	وصف کرتا ہی کیا تو اوس گل کا	اوسکی بلبل کو اس چمن مین لا

تاج الملوک دیکھتے ہی بیخود ہو کر گر پڑا ایک ساعت کے بعد جو آپ مین آیا تو آپکو سنبھال کر جون توں اوسکے
سرہانے تک پونہچا اور ایک دم سرد دل پر درد سے بھر کر یہ اشعار پڑھے اشعار

جب اوٹھا کر نقاب ہو تو عیان	کھینچے شرمندگی مہ تابان	ٹیڑھے گیسو سے مشک فام مین یار	لیلۃ القدر رہتی ہی پنہان
مست ہر دم شراب حسن سے ہے	اوسکی پروا ہو ے مہ تابان	ہمپہ کیا کیا گذر گیا لیکن	نہوئی کچھ خبر تجھے جانان

کہ بے تکلف کہو محمود ابولی کہ یہ ملک بکاؤلی کے دیکھنے کا ارادہ رکھتے ہین جسطرح تمسے ہوسکے انکو وہان پونہچاؤ
حمالہ نے چند در چند حیلے اور عذر کیے آخرش دیکھا لڑکی کسی طرح اسکا خیال نہین چھوڑتی ناچار قبول کیا اور جوہن
کے بادشاہ کو بلاکر فرمایا کہ اسی وقت یہان سے بکاؤلی کے باغ تک سرنگ کھود کر اس شہزادے کو کہ میری
حیات کا سرمایہ ہے اپنی گردن پر سوار کرکے اوس باغ مین پونہچا مگر خبردار سر مو اسے آسیب نہ پونہچے ہرگز اپنی
گردن سے نیچے نہ اوترنے دیجیو اوسنے بموجب حکم کے ویسا ہی کیا باغ مین پہونچکر شاہزادے نے آہستہ
آہستہ چاہا کہ اوترکر اوسمین جائے چوہے نے پھوڑا اور ارادہ پھرنے کا کیا تاج الملوک بولا کہ اگر تو مجھے اس باغ
کی سیر کو جانے دے تو بہتر نہین تو مین آپ کو ابھی ہلاک کرتا ہون چوہا ڈرا کہ اگر یہ اپنی جان پر کھیل جائیگا
تو مین بھی حمالہ کے ہاتھ سے نہ بچونگا ناچار جانے دیا تاج الملوک جاکر دیکھتا کیا ہے کہ سونے
کی زمین پر زر خالص کی چاردیواری مین لعل بدخشانی اور عقیق یمنی نیچے سے اوپر تک جڑے ہین زمرد کے
چمنون کے آس پاس فیروزے کی نہرین گلاب سے معمور جنکو دیکھکر خدائی نظر آئے جاری ہین سبحان اللہ
کیا سہانا باغ ہے کہ دیکھنے والون کے منھ پر جسکے چمن کی سیر سے شفق پھولی ہوئی نظر آئے اور پھولون کے
رنگ کی سرخی سے گل سرخ آفتاب کا شرمندگی کے مارے پسینے مین ڈوب جائے وہان کے انگور کا
خوشہ زمردین عقدہ پروین کا رشک بڑھاتا ہے اور سنبل کا عالم ہر ایک زہرہ جبین کے گھونگروالے بالون
کو پیچ و تاب مین لاتا ہے اگر اوسکے گلزار کی شبنم کا ایک قطرہ سمندر مین پونہچے تو مچھلیون مین گلاب کی بو
آنے لگی جو وہان کے پرندون کی صدا آسمان کے کان مین پڑے تو پھرنے باز رہے اور اگر زہرہ سنے تو
فی الفور وجد مین آکر ناچتی ہوئی ماہتاب کے دف سمیت زمین پر گر پڑے معشوقون کی مذقون سے وہان کے
عناب رنگین تر اور سرگردانی مین قامت خوبان سے کہین بہتر اوسکے ایوان کی شمع کا اگر مرغ زرین فلک پر
ہو تو بجا ہے اور ماہتاب اوسکی صفائی پر دیوانہ ہو تو روا ہے طرفہ تر یہ کہ لعل کے درختون مین موتیون کے
گچھے ایسے درخشان ہین جیسے خورشید کے شجر مین ستارون کے خوشے آویزان گلاب کے جڑاؤ
غنچون پر زمرد کی ڈالیان ہوا سے جھک جھک گرین اور یطین گوہر شب چراغ کی اون مین تیرتی
پھرین شہزادہ یہ رنگ ڈھنگ دیکھتا بھالتا قدم بڑھائے چلا جاتا تھا کہ ایک دالان صرف یاقوت کا



القصہ تاج الملوک چند مدت محمودا کی صحبت مین رہا لیکن اوس غنچہ دہن کا دل اوسکی باتون سے
نہ کھلا اوس گل کے پاس شگفتہ ہوکر نہ بیٹھا ایک رات محمودہ نے شاہزادے سے کہا ای مایۂ نشاط شاید آدمیون
کی یہی وضع ہے جو رات کو اپنی ہمخوابہ کے گلے لگ کر نہ سوئین الگ پڑے رہین بوس و کنار نکرین اور صبح کو
جیسے کے تیسے اوٹھکھڑے ہون تاج الملوک بولا کہ عیش و عشرت انسان مین اس سے بھی کچھ زیادہ ہے مگر
کسی کھٹے میٹھے کو جی نہین چاہتا بلکہ جان شیرین بھی تلخ ہے کیونکہ ایک بڑی مہم درپیش ہی اور مین نے
عہد کیا ہے کہ جب تک وہ سر نہو دنیا کی تمام لذتون کو حرام سمجھون کسی سے اختلاط نکرون محمودہ بولی وہ
کیا ہی بیان کر کہا کہ مین ملک بکاؤلی کے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہون محمودہ نے جواب دیا خاطر جمع رکھو
انشاء اللہ تعالے کل رشتۂ امید کی گرہ ناخن تدبیر سے کھولون گی اور وہ ملک تجھے دکھاؤن گی خیر وہ رات
جون تون گذری جب مہتاب چھپا اور آفتاب نکلا حمالہ دونون کو خوابگاہ سے باہر لائی اور اپنے داہنے بائین
زانون پر بٹھا کر شفقت اور الطاف مادرانہ کرنے لگی محمودہ بھی سر و قد اوٹھکر آداب بجا لائی اور عرض کی
اے اماجان مین کچھ گزارش کیا چاہتی ہون اگر قبول ہو تو کردن حمالہ نے سر و آنکھین چوم کر کہا

یہ تصدیع نہ اوٹھائے والسلام اور قاصد کے ہاتھہ مین دیا پھر تاج الملوک کی طرف منھہ پھیر کر اشارہ کیا کہ اسکے ساتھہ جا مین نے تو کمند سعی اور تردد اپنے بازو کے زور سے میدان مطلب مین پھینکی اگر تیرا چوگان بخت مدد کرے تو شاید اپنے مطلب کو پونہچے یہ کہکر قاصد کے بائین ہاتھہ پر بٹھا دیا اوسے داہنے کا سایہ کیا اور بستہ پکڑا بخیریت تمام منزل مقصود مین جا پونہچا اور دور سے حمالہ کو سلام کرکے شاہزادے کو نامے سمیت حوالے کیا وہ دیکھکر نہایت خوشی سے مانند غنچے کے کھل گئی بیت سماتی تھی نہ اپنے پیرہن مین ٭ خوشی سے روح پھولے تھی بدن مین ٭ الغرض قاصد کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگی اگر بھائی مجکو سرخ گندھک کی کان بھیجتا یا انگوٹھی حضرت سلیمانؑ کی تو مین اتنا خوش نہوتی جیسا کہ اسکے آنے سے ہوئی اوسکے بعد خط کا لفافہ کھول کر اوسکا احوال دریافت کرکے جواب لکھا اے برادر مجکو ایک دن بستی کی سیر کا اتفاق ہوا تھا وہان ایک بادشاہ کی بیٹی نہایت خوب صورت لاثانی میرے ہاتھہ لگی اوسکو بیٹی کی طرح مین نے پرورش کیا محمودا نام رکھا اب وہ چودہ برس کی چودھوین رات کے چاند سی ہوئی کاربار نے اوسکا جوڑا اس تقریب سے بھیجا الحمدللہ کہ یہ بات خاطر خواہ بن پڑی زیادہ شوق ملاقات والسلام اور خط دے کے نامہ بر کو رخصت کیا پھر محمودہ کو تاج الملوک کے ساتھہ بیاہ دیا

اے عزیز روشنی چشم ظاہر بین کی سات پردون مین ہے اور تجلی باری تعالی کی کہ نور دیدۂ اولیا ہے ستر ہزار پردے مین ہے اگر یہ ارادہ ہو کہ وہ پردے درمیان سے اوٹھین تو پہلے اس بڑے نگہبان دیو نفس کا حجاب بیچ سے اوٹھا کر اوسکو بس مین کر کہ وہ لعین اپنی کجروی چھوڑکر محمودہ کے مقام مین پونہچائے لیکن یہ بات یاد رکھہ اگر دیو سے اولٹا کیجیے تو سیدھا پڑے ٭

پانچوین داستان تاج الملوک کے پہونچنے کی بکاؤلی کے باغ مین اور لینا گل کا اور عاشق ہونا بکاؤلی پر

اور سانپ بچھوؤن کا لشکر زمین پر محافظت کے واسطے مقرر ہے تاکوئی سرنگ لگاکر بھی نہ پونہچے بھلا میں تجھے
وہان کیونکر پونہچاؤن اور جو نہ پونہچا تو یقین ہے کہ بسبب اس قسم کے جان سے جاؤن اب تو ایک کام کر کہ
آج پھر اسی طرح سے کھانا پکا دیکھہ کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوا اور میری کوشش کے ہاتھون کیا بن پڑے
تاج الملوک نے وہی کیا جب کھانا دیو نے طیار دیکھا چنکھاڑ افوراً شمال کی طرف سے ایک اور دیو پہاڑ سا
پونہچا اور دونون دست بوسی کر کے بیٹھہ گئے پھر تاج الملوک پر دوسرے دیو کی نظر پڑی شاہزادے
نے فی الحال جھک کر سلام کیا اوسکے سلام کرنے سے دیو نے حیران ہوکر صاحب خانہ سے پوچھا کہ اے
بھائی یہ مقام تعجب کا ہے اب تک کسی نے نہ دیکھا نہ سُنا ہوگا کہ دیو اور آدمی سے موافقت ہو اور دونون
ایک جگہہ ہمنشین رہین اسکے یہان رہنے کا کیا باعث ہی دیو نے کہا اے بھائی اس آدم زاد نے مجھکو نہایت
ممنون کیا ہے مجھے کسی طرح اس سے بدی کرنی منظور نہین اور تجکو اسی واسطے بلایا ہی کہ تو بھی اسکے ہنر سے
واقف ہو یہ کہکے صاحب خانہ نے سامان مہمانی کا لا مہمان کے آگے رکھا وہ دیو اوس لقمۂ شیرین کو مُنھہ
مین ڈالتے ہی نہایت متلذذ ہوکر خوشی کے مارے ناچنے لگا آخر کھاپی کر مہمان نے کہا کہ کہو بھائی تمسے
بھی آج تک اس آدمی کا کچھہ کام ہوا یا نہین گھر کے مالک نے جواب دیا کہ یہ شخص ایسے کام کے واسطے تکلیف
دیتا ہے کہ میرے حد امکان سے باہر اور سعی اور تردد کے احاطے سے خارج ہے اگر تو مہربانی کرے تو شاید
یہ کامیاب ہو پھر اوسنے پوچھا کہ یار ایسی کون سی بات ہی جو تم اوسمین عاجز ہو میزبان نے کہا کہ اسکو سیر ملک
بکاؤلی کی خواہش ہے مہمان بولا جو جان بوجھہ کے پوچھے تو پھر خطا ہی سوال ۔ صاحب خانہ نے کہا کہ مین نے
حضرت سلیمانؑ کی قسم کھائی ہے اگر تو توجہ کر کے اسکو شاہد مراد سے ملائے تو فی الحقیقت میری جان بخشی
کرے القصہ اوس دیو کی بہن حمالہ نام اٹھارہ ہزار دیو جو بکاؤلی کے ملک خاص کے چوکیدار تھے اونکی وہ
سردار تھی اوسکو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ اے خواہر عزیز مجکو اندنون مین ایک سفر ایسا درپیش ہوا ہے
کہ بغیر اوسکے کسی صورت سے مجھے رہائی نہین اور ایک مدت سے مین نے ایک آدم زاد کو بجاے فرزند
پرورش کیا ہی اب میرے جانے کے بعد گھر خالی رہے گا اب بہر صورت جاے خوف و خطر ہے اسواسطے
اس نور دیدہ کو تمھاری خدمت مین روانہ کیا چاہیے کہ اسکے حال پر شفقت کی نظر رکھو کسی طرح سے

لیے ہے تاکہ تم بھی ایک نوالہ آمین سے کھاکر آدمیون کے کھانے کی لذت دریافت کرو دیو نے ایکبارگی سب کا سب اوٹھاکر مُنھ مین ڈال لیا ازبسکہ اسطرح کے کھانے کی اوسنے کبھی لذت نہ چکھی تھی مارے خوشی کے اوچھل اوچھل کر کھاتا تھا اور بار بار شاباش کہکر تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا اے آدمی زاد تو نے مجھے ایسی چیز کھلائی کہ میرے باپ دادے نے بھی کبھی نہ کھائی ہوگی بلکہ آج تک کسی دیو نے ایسے کھانے کی لذت نپائی ہوگی اس روٹی کے ٹکڑے کا احسان مین ابد تک مانون گا اور دل سے تیرا ممنون رہون گا شاہزادے نے جو اوسکی رغبت دیکھی تو ہر روز نئے قسم کی روٹی اور کباب تیار کرکے کھلاتا دیو نہایت محظوظ اور خوش ہوتا یہان تک کہ ایک روز خود بخود کہنے لگا اے آدم زاد تو ہر روز اس لقمۂ لذیذ سے مجھے ایسا خرسند رکھتا ہے کہ اگر میرے بدن پر ہر روئین کی جگہہ زبان پیدا ہو اور ہر زبان سے شکر تیرے احسان کا ادا کرون تو بھی نہو سکے لیکن اب تک تیرا کوئی کام میرے ہاتھہ سے نہین نکلا اگر کچھہ مطلب ہو تو بیان کر تاج الملوک نے عرض کی کہ مینے سنا ہے دیوون کا مزاج اکثر جھوٹ کی طرف راغب ہوتا ہے اور اپنی بات پر قائم نہین رہتے اگر تم حضرت سلیمان کی قسم کھاؤ تو مین اپنا راز تمسے ظاہر کرون تب دیو بولا کہ مین اس بزرگ قسم سے ڈرتا ہون خدا جانے کیا کہے اگر وہ مجھے نہو سکے تو مر ناپڑے آخرش چار ناچار قسم کھائی اور پوچھا کہو کیا مطلب ہے تاج الملوک نے کہا کہ ایکمدت سے مجھکو ملک بکاولی کی سیر کا سودا ہوا ہے اوس سرزمین مین پہنچا دے یہی میری آرزو ہے یہ بات سنتے ہی اوسنے ایک دم سرد سینے سے کھینچا اور دو تھپڑ اپنے سر پر مار کر بیہوش ہو گیا بعد ایک رات کے ہوش مین جو آیا ہاے ہاے کرنے لگا اور ماتم زدون کی صورت بناکر بولا اے آدم زاد حق تعالے نے تیری اجل کا سررشتہ میرے ہاتھہ مین نہ دیا بلکہ میری حیات کی باگ تیرے ہاتھہ مین دی سن بکاولی پریون کے بادشاہ کی بیٹی ہے اٹھارہ ہزار دیو بلکہ اس سے بھی زیادہ اوسکے باپ کے غلام ہین وہ ہر طرف اوسکے ملک کی پاسبانی کرتے ہین تو ایک طرف وہان کے خاص چوکیدار جو اوس ملک سے نزدیک ہین اونھون نے بھی اوس شہر کی چار دیواری کو نہ دیکھا ہوگا کسی ذیحیات کی کیا طاقت بلکہ مرغ بھی اون دیوون کی اجازت کے بغیر جو برس روز کی راہ تک نگہبان ہین ممکن نہین کہ پہونچ سکے اور پریان بیشمار دن رات نگہبانی مین مشغول ہین کہ کوئی پرندہ اوس سرحد مین پر نمارے اور زمین کے نیچے چیونٹون کا بادشاہ بے انتہا فوج سے

اور سانپ بچھو دن کا لشکر زمین پر محافظت کے واسطے مقرر ہے تاکوئی سرنگ لگا کر بھی نہ پہنچے بھلا میں تجھے وہان کیونکر پہنچاؤن اور جو نہ پہنچا تو یقین ہے کہ بسبب اس قسم کے جان سے جاؤن اب تو ایک کام کر کہ آج پھر اسی طرح سے کھانا پکا دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوا ور میری کوشش کے ہاتھون کیا بن پڑے تاج الملوک نے وہی کیا جب کھانا دیو نے تیار دیکھا چنکھاڑ افور اشمال کی طرف سے ایک اور دیو پہاڑ سا پہنچا اور دونون دست بوسی کر کے بیٹھ گئے پھر تاج الملوک پر دوسرے دیو کی نظر پڑی شاہزادے نے فی الحال جھک کر سلام کیا اوسکے سلام کرنے سے دیو نے حیران ہو کر صاحب خانہ سے پوچھا کہ اے بھائی یہ مقام تعجب کا ہے اب تک کسی نے نہ دیکھا نہ سنا ہوگا کہ دیو اور آدمی سے موافقت ہو اور دونون ایک جگہہ ہمنشین رہین اسکے یہان رہنے کا کیا باعث ہے دیو نے کہا اے بھائی اس آدم زاد نے مجھکو نہایت ممنون کیا ہے مجھے کسی طرح اس سے بدی کرنی منظور نہین اور تجکو اسی واسطے بلایا ہے کہ تو بھی اسکے ہنر سے واقف ہو یہ کہکے صاحب خانہ نے سامان مہمانی کا مہمان کے آگے رکھا وہ دیو اوس لقمۂ شیرین کو منھہ مین ڈالتے ہی نہایت متلذذ ہو کر خوشی کے مارے ناچنے لگا آخر کھا پی کر مہمان نے کہا کہ کہو بھائی تمسے بھی آج تک اس آدمی کا کچھ کام ہوا یا نہین گھر کے مالک نے جواب دیا کہ یہ شخص ایسے کام کے واسطے تکلیف دیتا ہے کہ میرے حد امکان سے باہر اور سعی اور تردد کے احاطے سے خارج ہے اگر تو مہربانی کرے تو شاید یہ کامیاب ہو پھر اوسنے پوچھا کہ یار ایسی کون سی بات ہے جو تم اوسمین عاجز ہو میزبان نے کہا کہ اسکو سیر ملک بکاؤلی کی خواہش ہے مہمان بولا ع جو جان بوجھہ کے پوچھے تو پھر خطا ہے سوال * صاحب خانہ نے کہا کہ مین نے حضرت سلیمانؑ کی قسم کھائی ہے اگر تو توجہ کر کے اسکو شاید مراد سے ملائے تو فی الحقیقت میری جان بخشی کرے القصہ اوس دیو کی بہن حمالہ نام اٹھارہ ہزار دیو جو بکاؤلی کے ملک خاص کے چوکیدار تھے اونکی وہ سردار تھی اوسکو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ اے خواہر عزیز مجکو اندنون مین ایک سفر ایسا درپیش ہوا ہے کہ بغیر اوسکے کسی صورت سے مجھے رہائی نہین اور ایک مدت سے مین نے ایک آدم زاد کو بجاے فرزند پرورش کیا ہے اب میرے جانے کے بعد گھر خالی رہے گا اب بہر صورت جاے خوف و خطر ہے اسواسطے اس نور دیدہ کو تمھاری خدمت مین روانہ کیا چاہیے کہ اسکے حال پر شفقت کی نظر رکھو کسی طرح سے

لیے ہے تاکہ تم بھی ایک نوالہ آدمیون کے کھاکر آدمیون کے کھانے کی لذت دریافت کرو دیو نے ایکبارگی سب کا سب
اوٹھاکر منھ مین ڈال لیا از بسکہ اسطرح کے کھانے کی اوسنے کبھی لذت نہ چکھی تھی مارے خوشی کے اوچھل اوچھل کر کھاتا
تھا اور بار بار شاباش کہکر تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا اے آدمی زاد تونے مجھے ایسی چیز کھلائی کہ میرے باپ دادے
نے بھی کبھی نہ کھائی ہوگی بلکہ آج تک کسی دیو نے ایسے کھانے کی لذت نپائی ہوگی اس روٹی کے ٹکڑے کا
احسان مین ابد تک مانون گا اور دل سے تیرا ممنون رہون گا شاہزادے نے جو اوسکی رغبت دیکھی تو ہر روز
نئے قسم کی روٹی اور کباب تیار کرکے کھلاتا دیو نہایت محظوظ اور خوش ہوتا یہان تک کہ ایک روز خود بخود کہنے لگا
اے آدم زاد تو ہر روز اس لقمۂ لذیذ سے مجھے ایسا خرسند رکھتا ہے کہ اگر میرے بدن پر ہر رونین کی جگہہ
زبان پیدا ہو اور ہر زبان سے شکر تیرے احسان کا ادا کرون تو بھی نہو سکے لیکن اب تک تیرا کوئی کام میرے
ہاتھہ سے نہین نکلا اگر کچھہ مطلب ہو تو بیان کر تاج الملوک نے عرض کی کہ مینے سنا ہے دیوون کا مزاج
اکثر جھوٹ کی طرف راغب ہوتا ہے اور اپنی بات پر قائم نہین رہتے اگر تم حضرت سلیمان کی قسم کھاؤ تو مین اپنا
راز تمسے ظاہر کرون تب دیو بولا کہ مین اس بزرگ قسم سے ڈرتا ہون خدا جانے کیا کہے اگر وہ مجھے
نہو سکے تو مرنا پڑے آخرش چار ناچار قسم کھائی اور پوچھا کہو کیا مطلب ہے تاج الملوک نے کہا کہ ایک مدت سے
مجھکو ملک بکاؤلی کی سیر کا سودا ہوا ہے اوس سرزمین مین پونہچا دے یہی میری آرزو ہے یہ بات سنتے ہی
اوسنے ایک دم سرد سینے سے کھینچا اور دو تھپڑ اپنے سر پر مارکر بیہوش ہوگیا بعد ایک رات کے ہوش مین جو آیا
ہاے ہاے کرنے لگا اور ماتم زدون کی صورت بناکر بولا اے آدم زاد حق تعالے نے تیری اجل کا سررشتہ میرے
ہاتھہ مین نہ دیا بلکہ میری حیات کی باگ تیرے ہاتھہ مین دی سن بکاؤلی پریون کے بادشاہ کی بیٹی ہے اٹھارہ ہزار
دیو بلکہ اس سے بھی زیادہ اوسکے باپ کے غلام ہین وہ ہر طرف اوسکے ملک کی پاسبانی کرتے ہین
تو ایک طرف وہان کے خاص چوکیدار جو اوس ملک سے نزدیک ہین اونھون نے بھی اوس شہر کی
چار دیواری کو نہ دیکھا ہوگا کسی ذیحیات کی کیا طاقت بلکہ صرصر بھی اون دیوون کی اجازت کے بغیر جو برس
روز کی راہ تک نگہبان ہین ممکن نہین کہ پہونچ سکے اور پریان بیشمار دن رات نگہبانی مین مشغول ہین کہ
کوئی پرندہ اوس سرحد مین پر نہ مارے اور زمین کے نیچے چیونٹون کا بادشاہ بے انتہا فوج سے

گرج کر بولا کہ تصدق جاؤن مین اپنے رزاق کے اور قربان ہون اوس خالق کے کہ جسنے ایسا لقمۂ لطیف
مجھہ دیو کثیف کے واسطے گھر بیٹھے بھیجا یہ کہکر شہزادے سے مخاطب ہوکر بولا کہ اس ایام جوانی مین تجھے
کس نے عروس اجل کا مشتاق کیا اور حلاوت زندگانی کو تجھپر شاق کیا جو تو شہر حیات کو چھوڑکر پائے
خواہش سے ویرانۂ موت مین آیا شہزادہ اوسکی ہیبت سے تھرایا چہرے کا رنگ تپنگ سا اوڑگیا سنسہ پر
ہوائیان چھوٹنے لگین کہا اے دیو تو میرا حال کیا پوچھتا ہے کہ زندگانی اس دنیاے فانی کی مجھپر وبال ہوئی ہے
اگر مجھے اپنی جان عزیز ہوتی تو مین ہرگز آپ کو موت کے پنجے مین نہ ڈالتا اور تجھسے خونخوار کے دام مین
گرفتار نہوتا اب مجکو زندگانی کی صعوبت سے چھڑا اور بلا توقف میرا کام تمام کر کہ ایک ساعت کی زیست مجھپر
سو برس کی مشقت کے برابر ہے **بیت** کئے خوشی سے تو ہے زیست خضر کی تھوڑی ۔ نہین تو نیم نفس بھی
بہت ہے جینے کو ۔ دیو کو اوسکی دردانگیز باتون پر رحم آیا حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کھاکر یہ بات زبان پر
لایا کہ اے آدم زاد مین تجھے ہرگز رنجیدہ خاطر نکرون گا اور سر مو قصد یہ ندرون گا بلکہ اپنی پناہ مین رکھکر
جس مطلب کے واسطے نکلا ہے اوسمین کوشش اور مدد کرونگا پس ہر روز دیو شاہزادے پر شفقت زیادہ کرتا
اور بار ہا دلاسا دیا کرتا تاج الملوک میٹھی میٹھی باتین کرکے اوس سے شیر و شکر کے مانند ملگیا اور چاپلوسی اور تملق سے
اوسکو محبت کے شیشہ مین اوتارا القصہ ایک روز دیو نے مہربان ہوکر کہا تیری غذا کیا ہے مین لاؤن تاج الملوک نے
عرض کی آدمیون کی غذا شکر گھی مائدہ گوشت وغیرہ یہی چیزین ہین یہ سنتے ہی دیو اوٹھدوڑا اور ایسے قافلے پر
پونہچا کہ جسکے لوگ شکر اور گھی اور میدا اونٹون پر لادے ہوئے کہین لیے جاتے تھے وہ لدے لدائے
اونٹ اوٹھاکر شاہزادے کے آگے لے آیا کہا اپنی خورش لے اور اسمین سے کچھ کھا تاج الملوک نے اونٹون پر سے
وہ سب اوتار لیا اور اونھین جنگل مین چھوڑ دیا پھر ہر روز اپنے کھانے کے موافق کچی پکی روٹی پکاکر
کھانے لگا اسی طرح چند روز گذرے ایک دن شاہزادے نے کئی من میدا لیکر اوسمین گھی شکر ملاکر
بڑی بڑی پتھر کی چٹانون پر ڈال کے ہاتھ پانون سے خوب روندکر گوندھا پھر ادھر ادھر سے سوکھی لکڑیان
جمع کرکے روغنی روٹ سینک سانک تیار کیے اور ایک اونٹ کے کباب بھی خوب نمکین بھونے دیو نے دیکھکر
پوچھا کہ آج تو نے کیون اتنی تکلیف اوٹھائی اور کس واسطے فضولی پر کمر باندھی تاج الملوک نے کہا یہ سب تمھارے

سرمہ بینائی ڈھونڈ یعنے گل مراد کی تلاش مین کوشش کر لیکن راہ مین دنیاے عیارہ کی بازی مین کہ تختہ
فریب کا دھرا ہوا ہے مشغول نہونا مبادا وہ فاحشہ پہلے تجکو فریفتہ کرکے تباہ دے اور بعد اوسکے مگرکی بلی
اور فریب کے چوہے کی مدد سے اچھا بانسا اپنے حسب مرضی پھینکے اور اچانک تیرے توکل کا سرمایہ آخر
ہوجاے تب تجکو دائم الحبس کر رکھے اگر توصبر کے نیولے کی اعانت سے اس مکارہ کی بازی طلسم کو درہم برہم
کردے تو وہ فاحشہ جو بادشاہون اور گردن کشون کی ہمنشین ہے تیری فرمانبردار لونڈی ہوکر چاہے کہ تجکو
اپنے حسن و جمال پر بھلائے پھر اگر تو اوسکے منھہ پر الفت سی نگاہ نکرے تو یقین ہی کہ گل مراد کے دامن تک تیرا دسترس ہو

چوتھی داستان تاج الملوک کے پہونچنے کی بکاؤلی کی سرزمین مین دیو کی مدد سے

راوی شیرین زبان یہ داستان یون بیان کرتا ہی کہ تاج الملوک نے ٹھاٹھہ قلندرانہ کیا اور چہرے پر راکھہ مل
پھر خدا کا نام لیکر چل نکلا بعد کئی روز کے ایک ایسے وادی پرخار مین کہ جسکی انتہا تھی تاریکی سے ہرگز دن
رات مین فرق معلوم نہوتا تھا سپیدی اور سیاہی مین ذرا بھی امتیاز نکیا جاتا تھا وہان جاکے وارد ہوا اور اپنے
دل کو ڈھارس دے کہنے لگا کہ اے عزیز یہ پہلی ہی بحر مصیبت کی لہر ہے تجکو تو ابھی سارا دریا کا دریا تیرنا ہے
ہمت کی کمر حسپت باندھ اور سمندر کے مانند آبکو آتشکدہ مین ڈال دیکھہ تو خدا کیا کرتا ہے بیت غوص کرے
نوف جو گھر پالون سے ٭ تو ایک بھی موتی نہ لگے ہاتھہ اوسکے ٭ یہ سوچ کر آخرش اوس صحرا مین جا نکلا
جو قدم دھرتا تھا کانٹا گڑتا تھا ہر گام پر آہ و نالہ کرتا تھا غرض اوس دشت پرخار مین جو جاہلون کے دل سے
تاریک تر تھا درندون کا مسکن پرخطر تھا اگر ایک دم وہان آفتاب آئے تو اپنا نور کھو جائے ہر طرف اژدہے
بھوکے پیاسے منھہ کھولے پڑے تھے گویا خالی گھرون کے دروازے چھالون کے سوا نہ کہین دانہ پھپھولون کے
سوا نہ کوئی آبشار مدت تک شاہزادہ داہنے بائین چارون طرف دوڑتا پھرا چھاڑیون کے رگڑون سے
بدن چھل گیا ہر ایک عضو سے لہو ٹپکنے لگا یہان تک کہ پھول سے تلوے اوسکے ببول کے کانٹون سے
چھد گئے کہتے ہین کہ شاہزادے نے ایسی مصیبت اور محنت اوٹھا کر بارے اوس جنگل کو طی کیا اور لاکھون
سجدے شکر الٰہی کے بجا لاکر آگے بڑھا سامنے سے ایک دیو پہاڑ سا بیٹھا نظر آیا اور وہ سمجھا یہ پہاڑ ہے
جب نزدیک پونہچا دفعتہ اوس ظالم نے اپنے قد کو بلند کیا ہمسر فلک ہوگیا اور مارے خوشی کے باول سا

برہمن نے کہا اے گیدڑ شیر اسی پنجرے مین بند تھا مین نے خلاص کیا کہہ تیرا کیا فتوے ہی گیدڑ بولا کہ اتنا بڑا شیر اس چھوٹے سے پنجرے مین کیونکر تھا اب میرے روبرو پھر اس مین جائے اور جسطرح اسکے ہاتھ پاؤن بندھے تھے اوسی صورت سے باندھ کے پھر تو کھولے تو مین جانون شیر اندر گیا اور برہمن اوسکے ہاتھ پانون باندھنے لگا گیدڑ نے کہا اگر آگے سے اسکے باندھنے مین کچھ بھی فرق کریگا تو بالفعل مین ہرگز اس بات کا جواب نہ دے سکون گا اوسنے گیدڑ کے کہنے سے شیر کو خوب مضبوط باندھا اور پنجرے کا دروازہ بند کرکے کہا اے گیدڑ دیکھ اس طرح یہ گرفتار تھا جو مین نے کھولا گیدڑ بولا پتھر پڑین تیری عقل پر اے نادان ایسے دشمن قوی سے نیکی کرنی اپنے پاؤن مین کلہاڑی مارنی ہے تجھے کیا ضرور کہ دشمن کو قید سے چھڑائے جا اپنی راہ لے دشمن تیرا مغلوب ہوا اے عزیز سچ ہے جو کوئی بے صبری اور فریاد اپنے نفس کی جو مثل شیر جسم کے پنجرے مین بند ہے سنے اور اوسکے حال پر رحم کرکے صبر و توکل کی رسی اوسکے ہاتھ پانون سے ہیجا باکھول دے تو بہر صورت آپکو اوسکا لقمہ بنائے مگر خضر رہنما کی دستگیری سے بچے تو بچے اے بیسوا یہ ذکر اسواسطے مین نے کیا جو تو جانے کہ طاقت جسمانی قوت روحانی پر زیادتی نہین رکھتی اب تجھے یہ لازم ہی کہ پورب پچھم کے شاہزادون کو جو تو نے اپنے مکر و فریب سے قید کیا ہے چھوڑ دے حق تعالے تجھکو بھی دوزخ کی قید سے نجات دے گا لیکن اپنے بھائیون کے واسطے بہت تقید سے کہا کہ جب تک خدا مجھے پھر یہان لائے انکی حفاظت قرار واقعی کیجیو یہ کہکر رخصت چاہی تب اوسنے باچشم خونبار یہ چند اشعار پڑھے اشعار آتش سوزان مین تو اے شوخ بے پروا نجا ٭ نقد جان بیکسان کو چھوڑ کر تنہا نجا ٭ تشنہ لب اے ابر نیسان اس صدف کو چھوڑ کر ٭ جانب ویرانہ ظالم اسقدر دوڑا نجا ٭ چل رہی ہے چار سو باد حوادث تیز و تند ٭ کلبۂ احزان سے تو اے شادی دلربا نجا ٭ تو نہین واقف ہے جیسے سے زمانے کے ابھی ٭ یوسف دوران یہ زندان ہی تو اب پھر آنجا ٭ جسمین تو جاتا ہی وہ ہی بحر ناپیدا کنار ٭ مان میری بات کو ظالم نہین رہنا نجا ٭ حشر مین پروانے کو ظالم تو کیا دے گا جواب ٭ چھوڑ کر اونکو کہین اے شمع نورافزا نجا ٭ اے عزیز تو نے معلوم کیا کہ یہ مین نے کیا کہا اس بات کا حاصل یہ ہے کہ دل عرش منزل تیرا جو رونق بخش تخت بادشاہی کا اور دیکھنے والا مادی اور مجرد کا تھا جب اوسکی آنکھ اس خلقت ناپاک پر پڑے اوسکی بصارت کو زنگ لگا اور دیدۂ روشن تاریک ہو گیا اب اوٹھ اور

اوس خونخوار نے اوس کو تاذیش کو گردن سے پکڑ کر اپنی پیٹھ پر ڈال لیا اور وہان سے چل نکلا ہیت نیکی کرنی بدون سے ایسی ہے ✦ جیسے نیکون سے کی بدی تو نے ✦ برہمن نے کہا اے شیر زمین نے تجھ سے بھلائی کی نیکی کی امید پر اور تو ارادہ بدی کا رکھتا مصرع مین نیکی سے گذ نا بدی بھی نکر ✦ شیر بولا کہ ہمارے مذہب مین نیکی کی جزا بدی ہے اگر میرے کہنے کا اعتبار نہو تو چل کسی دوسرے سے پچھو اوون جودہ کہے سو صحیح اس بات پر وہ گو برکنیش راضی ہوا اوس جنگل مین برا پرانا برگد کا درخت تھا شیر اور برہمن اوسکے نیچے گئے شیر نے اپنی درخواست اوس سے ظاہر کی اوسنے اوسکے جواب مین کہا شیر سچ کہتا ہی اس وقت مین نیکی کا بدلا بدی کے سوا اور کچھ نہین ملے برہمن سن کر مین ہمیشہ راہ ایک پانون سے کھڑا ہون اور سب چھوٹے بڑے مسافرون پر سایہ کرتا ہون لیکن جو مسافر گرمی کا مارا ہوا میرے سائے مین آکر دم لیتا ہی تھکا ہوا کھاتا ہی وہ چلتے وقت اپنے سر پر سایہ کرنے کو میری ڈالی توڑ کر لے جاتا ہے کوئی میری شاخ کی لاٹھی بناتا ہے کہ بھلائی کا عوض برائی ہی پاتا ہین شیر نے کہا کہو اب دیوتا کیا کہتے ہو اوسنے کہا کسی اور سے بھی پوچھ شیر نے چند قدم آگے جاکر راستے سے اس بات کو پوچھا اوسنے کہا شیر سچ کہتا ہے سنو مشرجی مسافر مجھے بھول کر ادھر اودھر بھٹکتا پھرتا ہے جب مین اوسے ملتا ہون تب وہ بآرام تمام اپنی منزل مقصود کو پہونچتا ہے لیکن اسکے بدلے وہ میری چھاتی پر پیشاب کر جاتا ہے جا ضرور بھی پھرتا ہے برہمن بولا تیرے سے اور بھی دریافت کر پھر جو تیری رضامندی ہووے بہتر ہے شیر آگے بڑھا سامنے سے ایک گیدڑ ٹیلے پر بیٹھا نظر آیا اوسنے ارادہ بھاگنے کا کیا شیر للکارا کہ اے گیدڑ تو کچھ اندیشہ کر ہم ایک بات تیرے پاس پوچھنے آتے ہین تب وہ بولا کہ حضرت کو جو کچھ ارشاد کرنا ہے دور سے فرمایئے کہ خود بدولت کے عجب سے اس عاجز کا طائر ہوش و حواس اوڑا جاتا ہے شیر نے کہا کہ اس برہمن نے مجھسے نیکی کی اور مین اس سے ارادہ بدی کا رکھتا ہون تو کہہ اس مقدمے مین کیا کہتا ہے گیدڑ نے عرض کی یہ بات جو آپ ارشاد کرتے ہین اس خاکسار کے خیال مین نہین آتی آدمی کی کیا مجال جو قوی ہیکل جانورون کے شاہنشاہ سے کہ جسکے روبرو انسان پتلے سے بدتر ہے کچھ نیکی کر سکے مجکو اس بات کا ہرگز اعتماد نہین آتا جب تک کہ اپنی آنکھون سے نہ دیکھون شیر نے کہا آہم دکھاوین پھر شیر برہمن کو لیے آگے آگے اور گیدڑ آہستہ آہستہ پیچھے پیچھے روانہ ہوا ایک آن مین پنجرے کے پاس تینون آکر پہونچے

کہ نہ ڈالو تم اپنے ہاتھہ ہلاکت کی طرف اور شیخ سعدی شیرازی نے بھی فرمایا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے بیت کوئی
مرتا نہین ہے بن آئے ۔ لیک تو سنہ مین اژدہے کے بجا ۔ شہزادے نے کہا فی الحقیقت یہی بات ہے
مگر حق تعالے نے اپنی مہربانی سے خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کر دیا تھا اگر مین عاشق ثابت قدم ہون اور میرے
عشق کا جذبہ صادق ہے تو البتہ شاہد مراد کے دامن تک میرا دست رس ہوگا مصرع کیا کر سکے ہے دشمن جو دوست
مہربان ہو ۔ تو میرے چھوٹے سے قد پر نجا اگرچہ بنی آدم قوت مین دیو سے کمتر ہین لیکن فہم و فراست مین
زیادہ تر ہین چنانچہ حق تعالے نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ بزرگی دی ہے مین نے بنی آدم کو

حکایت برہمن اور شیر کی

تصویر برہمن و شیر



آہ تو نے سنا ہے یا نہین کہ کسی جنگل مین ایک روز برہمن کا گذر ہوا کیا دیکھتا ہے کہ ایک شیر موٹی رسی سے جکڑا ہوا
پنجرے مین بند ہے وہ اوسکو دیکھکر نہایت غوری سے گڑگڑانے لگا کہ اے دیوتا اگر تو میرے اس حال زار پر
رحم کر اور اس قید سے مجکو نجات دے تو اس جان بخشی کے عوض ایک نہ ایک دن مین بھی تیرے کام
آؤنگا برہمن سادہ لوح کا دل شیر کے بلبلانے پر بھر آیا مگر عقل کے اندھے کو یہ نہ سوجھا کہ دشمن ہے اسکی
بات کا اعتبار نکیا چاہیے بے تامل قفس کا دروازہ کھول کر اوسکے ہاتھ پاؤن کھول دیے بند سے خلاص ہوتے ہی

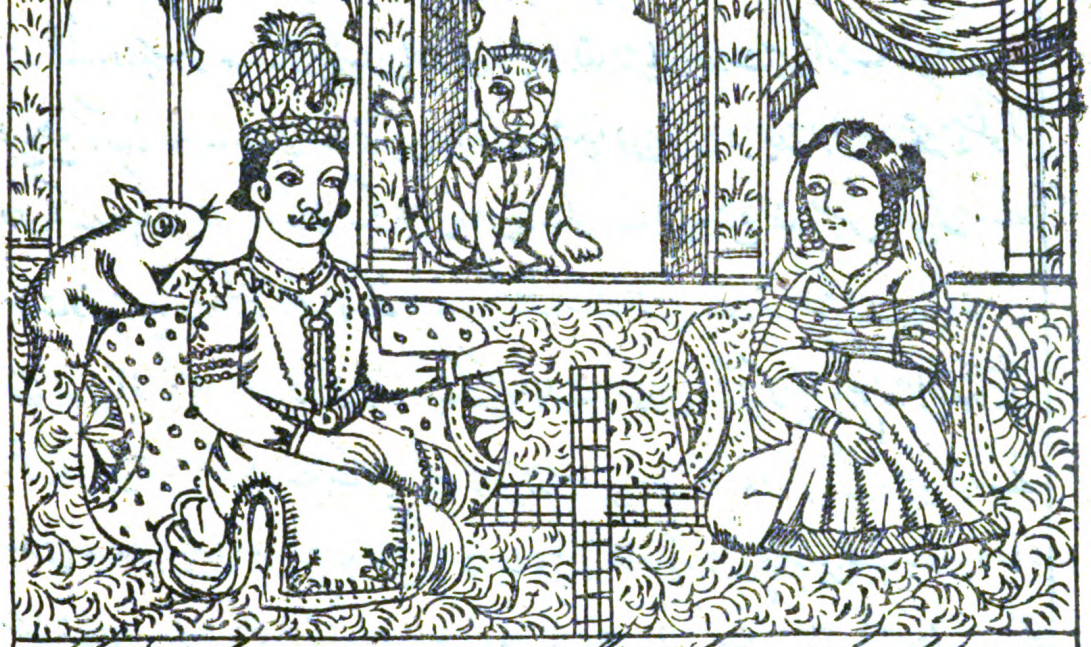
تو البتہ تو بھی کامیاب ہوگی اب تجھے لازم ہے کہ بارہ برس تک میرے انتظار مین نیک بختی کا لباس پہنکر حق تعالے
کی عبادت مین مشغول رہے اور اپنے کسب سے ہاتھ اوٹھائے اوسنے کہا اے بوستان سرداری کے نونہال
اب تک تیرے گلشن جوانی کا شگوفہ نہین پھولا اور بہار شباب کے چمنون پر صرصر پیری کا جھونکا بھی نہین لگا کیا لازم
ہے جو تو سفر کرکے آتشکدۂ محنت مین عمدًا آپ کو گرا کے اور آتش سرگردانی قصر شادمانی مین قصدًا لگائے مجکو بھی
اس کیفیت سے مطلع کر کہ مین بھی تیرے ساتھ جب تک میرے قالب مین جان رہے اور وہ مہم سر ہو سعی اور تردد
کرون کہ اب مجھکو تیرے بغیر یہ گھر بندیخانہ ہے بیت اے قیسی گھر بغیر از یار کے زندان ہے ۔ ہر در و دیوار
پر لکھدیجیے اس بات کو ۔ جب اوس عالمہ نے اس راز سربستہ کے کھولنے مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا
تب شاہزادے نے کہا کہ سن میرا نام تاج الملوک ہے اور زین الملوک شرقستان کے بادشاہ کا بیٹا ہون قضاکار
میرے باپ کی آنکھین جاتی رہین حکیمون اور طبیبون نے بالاتفاق گل بکاؤلی کے سوا اور کچھ دوا تجویز نہ کی اوسی
روز سے میرے چار بھائی جو چند روز سے تیری قید مین ہین گل مذکور کی تلاش کو نکلے ہین مین بھی خفیہ اونکے ساتھ
تھا وہ تو تیرے مکر و فریب کے دام مین پھنس گئے مین سیکڑون حیلون سے تجھ تک پونہچا اور غالب ہوا
اب اسیکی تلاش مین جاتا ہون اگر گل مقصود میرے ہاتھ آیا تو آیا نہین تو اوسکے پیچھے جان لے کہ مین نے
اپنی جان سے ہاتھ اوٹھایا اوسنے سنکر کہا اے شہزادے یہ کیا خیال باطل تیرے دل مین سمایا اور اندیشۂ فاسد
تیرے جی مین آیا ذرے کو کیا مجال کہ آپ کو آفتاب کی منزل تک پونہچائے پرندے کی کیا طاقت
کہ آپ کو ہمدم صبا بنائے سن بکاؤلی پریون کے بادشاہ کی بیٹی ہے اوسکے باغ مین وہ گل ہے پر اوسکی
چار دیواری کو آفتاب بھی نظر اوٹھا کے نہین دیکھ سکتا ہے ہزارون دیو اوسکی نگہبانی کے واسطے چارون
طرف مستعد رہتے ہین کسی ذی روح کو طاقت نہین کہ بے اجازت اونکے وہان تک پونہچے اور بیشمار پریان
پاسبانی کے لیے ہوا پر مقرر ہین کہ کوئی پرندہ پر نہ مارے اوسکے سوا زمین پر سانپ بچھو لاانتہا آٹھ پہر چوکی
دیتے ہین کہ کوئی شخص اوس راہ سے بھی اوسکے پاس نہ پہونچ سکے اور زمین کے نیچے چیونٹون کا بادشاہ ہزارون
چیونٹون کے ساتھ رات دن خبرداری کرتا ہے کہ سرنگ کی راہ بھی کسیکی رسائی نہو سچ تو یہ ہے چیونٹی چاہے کہ رینگتی ہوئی
کسی حیلے سے اوس تک پونہچے ممکن نہین ہے اے شاہزادے تو اس خرابی مین زنہار گرفتار نہو قرآن شریف مین آیا ہے

شاہزادے نے برہم ہوکر کہا کہ اے عیارنی تو نے یہ کیا جنگل نکالا ہی باوجودیکہ تیرے گھر گوہر شب چراغ تک ہین
ایک شمعدان بھی نہین رکھتی وہ اس گفتگو سے نہایت خجل ہوئی غیرت سے پسینے پسینے ہوئی اوسی وقت چراغ شمعدان
منگوا کر رکھا اور دونون پھر اوسی کام مین مشغول ہوئے کہنے والے نے یون کہا ہی کہ شاہزادے نے اوس رات
مین سات کرور روپئے جیتے اس مین صبح صادق ہوگئی تاج الملوک نے کہا کہ اب حضرت جہان پناہ کے ناشتے
کا وقت عنقریب آپونچا ہی اگر مین اس وقت حضور اعلے مین حاضر نہون کا تو موجب قباحت کا ہوگا یہ کہکر
اوٹھکھڑا ہوا اور وہ روپئے شام کے وعدے پر اوسکے پاس چھوڑکر امیر کی خدمت مین آکر حاضر ہوا
شام کے انتظار مین تمام دن جون تون کاٹا سورج کے ڈوبتے ہی سج سجا کے ایک ایسے گھوڑے پر کہ
کہ جسکی جلدی کے رشک سے باد صبا بھی ہر دم دم سرد بھرتی تھی سوار ہوکر اوسکے گھر پر پونچا خبر
سنکر اوسنے چند قدم چار ناچار استقبال کیا اور شاہزادے کو بدستور کرسی پر لاکر بٹھایا کھانا کھانے کے بعد
کرور روپئے کی بازی بدکر کھیلنے لگے کہتے ہین کہ اوس کھلاڑن نے آدمی رات کے عرصے مین قریب سو کرور کے
جواہر سکے نقد خزانے مین تھے ہار دیے تب مشوش ہوکر شش و پنج کرنے لگی آخر ثالث البیت کی نوبت
پونچی وہ بھی تاج الملوک کے ہاتھون ہاتھ لگا پھر اوسنے کہا اب تو تیرے پاس کچھ باقی نہین رہا اتنی رات کس
شغل سے کٹے گی اب پورب پچھم کے شہزادے جو تو نے قید کیے ہین اونپر بھی ایک بازی کھیل اگر تو
جیتے تو لاکھ روپئے دون نہین تو اونکو بھی لے لون اور چاہون سو کرون اس بات پر وہ راضی ہوئی
پلک مارتے شہزادے نے وہ بھی بازی جیت لی تب وہ بولی کہ اے جوان جوان بخت ایک بار اور مین اپنا نصیب
آزماؤن اگرچہ یہ بازی میرے ہاتھ آئے تو اپنی سب جنس ہاری ہوئی تجھسے پھیر لون نہین تو تیری لونڈی ہوکر
رہون شہزادے کے طالع کا ستارہ آسمان ترقی پر چمک رہا تھا بات کی بات مین وہ بھی بازی جیت لی تب
وہ سروقد اوٹھکھڑی ہوئی اور ہاتھ جوڑکر کہنے لگی کہ اے جوان خدا کی مدد سے تو نے مجھے پنی لونڈیون مین ملایا غرض کہ
حبس دمکار کے واسطے روے زمین کے بادشاہون نے تمام عمر صرف کی بخت بلند کی مدد سے اسکو تو نے
ہاتھون ہاتھ پکڑ لیا اب یہ تیرا گھر ہے مجکو اپنے نکاح مین لا اور باقی عمر دولت و حشمت کے ساتھ بسر کر پھر تاج الملوک
نے کہا کہ یہ مجھسے نہو سکیگا مجھے ایک بڑی مہم درپیش ہے اگر حق تعالے کے فضل و کرم سے مین اوسمین فتحیاب ہونگا

نردون پر سایہ کرے اور جو ہارے اوسکے حسب دلخواہ اولٹ دے پس جو کوئی اوس سے کھیلنے آتا ہو وہ بیچارہ
بازی ہار جاتا ہے اور یہ بلی چوہے کی مدد سے بازی جیت لیتی ہو لیکن کسی کھلاڑی پر یہ بھید آج تک نہین کھلا اور جو
کوئی اس ارادے پر آیا اوسنے داغ ندامت کا اپنی پیشانی پر کھایا تاج الملوک جب یہ بات دریافت کرچکا بازار مین گیا
اور نیولے کا بچہ مول لیکر اوسے آستین مین رکھکر یہ سکھانے لگا کہ جو ہین وہ چٹکی کی آواز پائے وہین بچہ پلنگ کیطرح
آستین سے کود کر باہر آئے جب اسطرح سیکھ سکھا کر وہ طاق ہوا تب ایک روز شہزادے نے بڑھیا سے یکہ پھیلایا کہ مین
اب اس نوکری سے اوداس ہوا ہون اگر تو ہزار روپے سے میری مدد کرے تو تجارت کرون بڑھیا نے
کوٹھری مین لیجاکر کہا کہ دیکھ بیٹا یہ سب روپے حاضر ہین جتنا جی چاہے اوتنا لے لے تب شاہزادہ ہزار روپے اوس سے
لیکر امیر کی خدمت مین گیا اور عرض کی کہ میرے آشناؤن مین سے ایک شخص کا آج بیاہ ہے اگر سرکار سے ایک خلعت
فندوی کو مرحمت ہو تو اوس مجلس مین جاؤن ہمچشمون مین عزت پاؤن امیر نے اپنا ملبوس خاص شہزادے کو عنایت کیا
اور فرمایا گھوڑون مین سے بھی جو تیرے پسند ہو لیجا تب تاج الملوک حضور کے خلعت پہنکر سوار ہوکر اوس بیسوا کے
دروازے پر گیا اور گھوڑے سے اوتر کر بے باکانہ قدم اندر رکھا اس ہیئت سے اسے دیکھکر اوسکے منھ کا رنگ
اوڑ گیا گھبرائی استقبال کے لیے دوڑی آئی شاہزادے نے کہا کہ تو ایک مدت سے اس شہر مین مسافرون کی دمساز
رہتی ہے اور عاشق مزاجون کی ہمراز رہتی ہے اور مین کہ اس شہر کے والی کا خواص ہون کبھی مجھسے رجوع نہین
ہوتی بہرحال لاکچھ تحفہ یاردن کے بھی نذر کر اسنے شاہزادے کو باعزاز تمام جڑاؤ کرسی پر بٹھایا اور آپ ہٹ کر پیچھے
بیٹھی اسمین شاطر فلک کج باز نے آفتاب کی سنہری نرد کو مغرب کے گھر مین چھپایا اور فرقدان کی روپہلی گوٹون کو
تخت طلوع پر بٹھایا شہزادے نے کہا مینے سنا ہے کہ تجکو تختہ نرد کھیلنے سے بڑا شوق ہو آ ایک بازی کھیلین اس
مکرہائی نے پہلے تو انکار کیا آخرش شہزادے کے کہنے سے تختہ نرد منگوا کر بدستور قدیم بلی کے سر پر چراغ رکھا
اور لاکھ روپے کی بازی بدکر پانسا پھینکا پہلی بازی تو شہزادے نے جان بوجھ کے ہاردی اور اوسنے
بلی چوہے کی مدد سے جیت لی پھر دوسری بازی رکھکر کھیلنے بیٹھے جو ایک پانسا اوسکے خاطر خواہ نہ پڑا وہین
بلی نے سر ہلایا چوہے نے چاہا کہ پانسے کو اولٹ دے تاج الملوک نے چٹکی بجائی نیولا بچہ پلنگ کی طرح جست کرکے
آستین سے باہر نکلا چوہا تو اوسکی صورت دیکھتے ہی کانوہ ہوگیا اور بلی پر بھی دہشت غالب ہوئی چراغ سر سے پھینک کر ہوا ہوئی

آتش سے غم کے میرا سینہ جلا جاتا ہے ۔ دو دن کی زندگانی مجھ عجب بلا ہے ۔ گردش ہی آسمان کے کیا کیا تم ہی مجھ پر
سایہ بغیر اپنا ساتھی نہین نہ رہبر ۔ اے ما مسافر ہون بے سروپا اس شہر بیگانی مین نہ کوئی یار نہ آشنا بجز باریتعالے
کی ذات کے نہ اپنا کوئی پشت پناہ نہ کسیکا آسرا پورب دیس مین میرا وطن ہے ایک میری دادی تھی وہ بھی بمقضاے الٰہی
سے کئی برس ہوئے کہ اس عالم فنا سے ملک بقا کو کوچ کر گئی اوسکے تمام آثار تجھ مین پائے اس واسطے بصد آرزو
تیری پابوسی کی اگر میرے حال زار کو الطاف کی نظر سے تو دیکھے اور اس عاجز کی غریبی اور بیکسی پر رحم فرمائے
تو مین تیرا ہو کر رہون اور دادی کی جگہہ تجکو تصور کرون بہیت نظر سے اپنی جو کرتے ہین خاک کو اکسیر کبھی
تو گوشۂ چشم اس طرف کرین مثل ۔ ایسی چکنی چپڑی باتین کین کہ اوس پیزوال کا دل پھسل گیا بلکہ شعلۂ آواز سے
موم کے مانند دل پگھل گیا بولی اے جوان میرا بھی اس جہان مین اپنا کوئی نہین رہا آج سے مین تیری دادی تو میرا ہوا
پھر تاج الملوک نے کہا دادی صاحب کئی روز سے مین ایک جگہہ نوکر ہون اوسکی فرمانبرداری لازم ہی ہر روز تمھاری قدمبوسی
کے واسطے نہ پہونچ سکون کا مگر کبھی کبھی بڑھیا نے کہا بیٹا کیا مضائقہ ہے اگرچہ شاہزادے نے ہر روز کے آنے
کا عذر کیا لیکن اوس غمخوار کے گھر روز جاتا اور چاپلوسی اور تملق کی باتین بناتا آخرش رفتہ رفتہ وسکا محرم راز ہوا اسی طرح سے
کچھ روز گذرے ایک دن شہزادہ کچھ روپے اوسکے لیگیا اور کہا دادی صاحب یہ روپے رکھہ چھوڑو اگر کسی کام
مین درکار ہون تو خرچ کرو وہ بولی بیٹا مین تیرے روپے لیکر کیا کرونگی خدا کا دیا میرے گھر سب کچھ
ہے کسی چیز کی کمی نہین اگر تجھے کسی کام کے لیے درکار ہو تو یہ نقد و جنس تیرا ہے بے وسواس اپنے تصرف
مین لا شعر کھانے کے لیے یہ زر ہے اے نور بصر ۔ رکھنے کے لیے تو سنگ و زر یکسان ہے ۔ غرض
شہزادے نے جب اوسکو اپنے حال پر مہربان پایا ایک روز ادھر اودھر کا تذکرہ کر کہنے لگا کہ اے دادی صاحبہ
تمکو کچھ معلوم ہے کہ جو کوئی اس عیارنی کے ساتھہ تختہ نرد کھیلتا ہی اس سے بازی نہین پاتا اوسنے جواب دیا بیٹا یہ بات
بہت نازک ہی خبردار ہرگز کسی سے نہ کہیو ایسا نہو کہ یہ بات طشت از بام افتادہ ہو اور اسکی بھنک اوس خسام پارہ
کے کان مین پڑے جو میرے زوال کا باعث ہو شہزادے نے کہا استغفر اللہ یہ کیا بات ہے بڑھیا
بولی کہ اوسنے ایک بلی اور چوہے کو پرورش کر کے یہ سکھایا ہے کہ بلی کے سر پر چراغ رکھے تو وہ لیے
رہے اور چوہا چراغ کے سائے مین بیٹھا رہے جب اوسکے خاطر خواہ پانسا نہ پڑے تب بلی چراغ کو ہلا کر کے

تصویر تاج الملوک اور دلبر سیوا اور تختہ نرد کھیلنے کی



جب تاج الملوک کو امیر کی خدمت مین کئی مہینے گذرے اور اوسنے اپنی وجہ مقرر سے کچھ روپے جمع کیے ایک روز اوسکی خدمت مین عرض کی کہ ایک مذوی کے آشناؤن مین سے اس شہر مین تازہ وارد ہے اگر حکم ہو تو ہر روز چار گھڑی سکے واسطے اوسکے پاس جایا کرون دل بہلایا کرون امیر نے کہا بہتر پس شاہزادہ ہر روز تختہ نرد کھیلنے والون کے پاس جا بیٹھتا اور کھیلتا جب اوسکے قانون دریافت کر لیے اور ہر ایک سے بازی ہاتھ آنے لگی یہ تجویز کیا اب اوس بیمار نی سے کھیلیے اور اپنے طالع کے قرعہ کو تختۂ امتحان پر پھینک کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے پھر تو ایک روز شاہزادہ اوسکے دروازے پر گیا دیکھا کہ ایک بڑھیا اندر سے باہر آتی ہے کسی سے پوچھا یہ کون ہے اوسنے کہا یہان کی یہی مدار المہام ہے بے مشورے اسکے وہ کچھ کام نہین کرتی ہے تاج الملوک نے دل سے کہا کہ اب کچھ مکر پھیلایا چاہیے دام محبت مین اسکو لایا چاہیے اسکے ہاتھ میرا کام نکلے تو نکلے اوس دن تو شاہزادہ چلا آیا پھر ایک روز وہی بڑھیا اوسکو دکھائی دی سلام کیا اور پانون پر سر رکھکر بے اختیار رونے لگا بڑھیا نے پوچھا تو کون ہے اور کہان آیا مگر دیوانہ ہے یا مظلوم کہ اس طرح پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے شہزادے نے کہا ابھیات کیا مجھسے پوچھتے ہو مین ہون کمال مضطر و دنیا مین کوئی مجھسا ڈھونڈھو تو پاؤ نہ

خورشید جہان گرد زمردی تختے پر نمودار ہوا اور سیمین چہرۂ ماہ اپنے گھر گیا اس کرہائی سے بھی بساط بازی لپیٹی شہزادے
اپنے مکانون کو گئے دوسرے روز جب آفتاب تیاحون کی طرح مغرب کی منزل مین پہنچا اور ماہتاب بادشاہون کی
صورت سیاہ انجم کو لیے تخت فیروزہ رنگ پر رونق بخش ہوا شاہزادے اوسی آن بان سے اوسکے مکان
مین آئے اور بدستور سونے کی چوکیون پر اجلاس فرمایا حور تقارنڈیان خدمت مین آکر حاضر ہوئین اور
طرح طرح کا کھانا سونے چاندی کے خوانون مین لاکر دسترخوانون مین چن دیا بعد تناول طعام تختہ نرد منگوا کر
دس لاکھ روپے کی بازی بدکر کھیلنے لگے غرض اوس رات کو سب مال ومتاع نقد وجنس ہاتھی گھوڑے
اونٹ وغیرہ جس قدر کہ رکھتے تھے ہار گئے تب اوس مکارہ نے بازی سے ہاتھ کھینچکر کہا اے جوانون
تمھارا سرمایہ آخر ہوچکا اب بساط بازی لپیٹو اپنے گھر کی راہ لو شاہزادون نے کہا کہ ایکبار ہم زر طالع کو ترازوے
امتحان مین تولین اگر ہمارے بخت کا پلہ جھکے تو اپنی ہاری ہوئی سب نقد وجنس کہ گرہ مین تو نے
باندھی ہے کھول لین نہین تو ہم چار تن تیری فرمان برداری مین غلام ہوکر رہین کچھ نہ بولین جب یہ قول وقرار
ٹھہرا تب اوس اوچھال چھکا نے طرفۃ العین مین وہ بھی بازی جیت لی اور بہت سا سب نقد وجنس اون کا
اپنی سرکار مین داخل کیا اونکو قیدیون کے سلسلے مین کر ویسے سیکڑون تمھے بھیج دیا اور سپاہ اور رفیق اونکے
گل خزان دیدہ کے پتون کی طرح درہم برہم ہوگئے تاج الملوک نے دل سے مصلحت کی کہ اب کچھ ایسی حکمت
کیا چاہیے جو اونکی خلاصی کا سبب ہو مجھسے جو یہ کام نمایان ہو تو دنیا مین تا روز آخرت مین اجر فراوان ہو
یہ دل مین سوچ کر شہر مین آیا ایک امیر کے در دولت پر جا کر دربانون سے کہا مسافر ہون بے خانمان
کسی امیر کو ڈھونڈھتا ہون تمھارے صاحب کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سنکر آیا ہون
اگر بندے کو اپنی بندگی مین لین اور بندہ نوازی فرمائین بدل وجان خدمت بجا لاؤن اونمین سے ایک نے
جاکر امیر کی خدمت مین شہزادی کی کیفیت عرض کی فرمایا اوسے حاضر کرو وہ لیگیا امیر نے اوسکے منھ کو دیکھکر کہا
یا الٰہی کیا آفتاب چوتھے آسمان سے انسان کے قالب مین آیا یا کوئی غلمان بہشت برین سے شعر پیشانی
نازنین پہ اوسکی ؎ چمکے تھا ستارۂ بلندی ؎ غرض کہ امیر نے اوسکو اپنی خدمت مین سرفراز کیا

تیسری داستان تاج الملوک کی تختہ نرد کھیلنے کی ولبر لکھا بیسواے اور چنبیلی مین تمام مال اور اسباب کے

گرم رفتار ہوا اور سیاح ماہتاب رات کے مشکی گھوڑے پر سوار ہوکر مشرق کی طرف سے باگ اوٹھا کر چلا تب چارون
شاہزادے اپنے اپنے سمند باد رفتار پر سوار ہوکر بطریق سیر شہر مین آئے اور ادھر ادھر گشت کرنے لگے اسمین
ایک محل منقش اور مکلف کہ جسکے جابجا دروازون پر زردوزی کے پردے پڑے ہوئے تھے نظر آیا وہان کے
باشندون مین سے ایک سے پوچھا کہ یہ مکان عالی شان کسکا ہی اوسنے جواب دیا کہ اسکی مالک دلبر لکھا بیوا ہی شاہزادون نے کہا البتہ
یہ محل بادشاہی ہوسکے کہان سے پیادہ شخص پھر کہنے لگا کہ یہ رنڈی اس زمانے مین یکتا ہی اور ملاحت مین بیمثال ہی شہرہ آفاق
اپنے کام مین طاق رعنائی اور زیبائی مین نہایت دلجو خوبی اور دلربائی مین بغایت خوبرو چشم خورشید مدام اوسکے
شمع جمال پر پروانے کی طرح شیدا اور چہرۂ ماہتاب دوام اوسکے مکھڑے پر فدا ابیات
کسی نے راہ مین اوسکی اگر قدم مارا ٭ تو اپنی عقل کی فہرست پر قلم مارا ٭ اوسی نے تج دیا ناموس و ننگ کو اپنے ٭
کہ جسنے ذرہ بھی خواہش مین اوسکے دم مارا ٭ صاحبان مباشرت کے واسطے ایک نقارہ مع چوب اوسنے اپنے دروازے
پر رکھا ہی جو کوئی اوسے جاکر بجائے وہ عیار زمانے کی گھر مین آ بلائے اور لاکھ روپے لے تب ایکبار اوس سے ملے
شہزادے کہ اپنے مال و دولت پر نہایت مغرور تھے نشۂ بادۂ نخوت سے چور تھے نشان ہمت اوسکے میدان
شوق ملاقات مین بلند کرکے دروازے پر گئے اور جاتے ہی بے تحاشا نقارہ بجا دیا سنتے ہی اوس مکارۂ
دوران نے دل مین کہا کہ الحمدللہ مدت مدید کے بعد کسی ایسے نیکبخت نے میرے گھر کا قصد کیا چاہیے کہ میرے
حجرے کو روشن کرے اور ایسے موٹے تازے شکار نے میرے جال مین آنیکا ارادہ کیا اغلب ہے کہ دام مین پھنسے پھڑکر کر
مرے نقل مشہور ہے کہ یہ طائفہ اسی تردد مین رہتا ہے کہ کوئی عقل کا اندھا گانٹھ کا پورا آملے سو خدا نے ویسے ہی
شخص بھیج دیے جھٹ پٹ بناؤ سنگھار کرکے زیور مرصع لعل موتی ہیرا زمرد جابجا پہنکر بڑی آن بان سے بن ٹھن کر بیٹھی
اسمین یہ بھی آپونہچے چند قدم استقبال کرکے ہر ایک کو سونے کی کرسی پر بٹھایا اتنے مین کچھ رات گئی کہ ساقیان
گلعذار شیشہ شراب اور ساغر زرنگار لیے حضور مین آئے اور جام کو گردش مین لائے اسی طرح آدھی رات گئی
تب اوس عیارنی نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو تختہ نرد منگواؤن باقی رات اس شغل مین بسر ہو کہ سحر ہو شاہزادون نے
کہا منگواؤ اس سے کیا بہتر مکارہ نے ایک بلی کے سر پر چراغ رکھا اور لاکھ روپے کی بازی بدکر کھیلنے لگی لگھنے
والے نے یون لکھا ہے کہ شاہزادون نے اوس آدھی رات کے عرصے مین پچاس لاکھ روپے ہاری اسمین

آپکو گھلا دیا ہر چند کہ خون جگر پیا لیکن کسی طرف سے کچھہ اوسکا سراغ نہ ملا ایک روز چارون بیٹون نے بادشاہ کی خدمت مین
دست بستہ عرض کی کہ سعادتمند وہی لڑکا ہی کہ جو ہان باپ کی خدمت بجا لائے اور اگر سعی و کوشش مین جان دے تو
وہ سعادت دارین پائے اسواسطے ہم امیدوار ہین کہ ہمین رخصت فرمائیے تو گل بکاؤلی کی تلاش مین نکلین بادشاہ نے
فرمایا کہ ایک تو آگے ہی مین اپنی آنکھین کھو بیٹھا ہون نور چشم کو رو بیٹھا ہون وہ داغ اب تک جگر سے نہین گیا جو چشم
چراغ ہین اونکو برباد کس طرح ہونے دون یہ صدمہ دیدہ و دانستہ دل پر لون شاہزادون نے پھر کر عرض کی
تب چار و ناچار بادشاہ نے رخصت دی اور وزیرون سے فرمایا کہ اسباب سفر کا جو چاہیے وہ مہیا کرو چنانچہ اونھون
نے بحسب حکم کے نقد و جنس و دواب و خیمہ و لشکر سے لیکر جتنا کہ چاہیے تھا موجود کر دیا تب بادشاہ سے رخصت ہو کر
شاہزادون نے راستہ لیا شاہزادے منزل بمنزل جاتے تھے اتفاقاً تاج الملوک کہ جسکو باپ نے
شہر بدر کیا تھا دشت آوارگی کو قدم پریشانی سے ناپتے ناپتے انسے دوچار ہوا اور کسی سے
پوچھا کہ یہ کون ہین اور کہان جاتے ہین اوسنے بادشاہ کے اندھے ہونے کا اور سبب اُن کے سفر کا گل بکاؤلی
کی تلاش کے واسطے تاج الملوک سے بیان کیا شہزادے نے دل مین کہا مصرعہ کہ اوٹھہ بخت کو تو بھی اب
آزما پہ مصلحت نیک تو یہ ہے کہ مین بھی بھائیون کے ہمراہ گل بکاؤلی کی جستجو کرون اور اپنے زر قسمت کو
محک امتحان پر کسون اسمین اگر دہن کو گل مراد سے بھرون تو فہو المراد نہین تو اس وسیلے سے باپ کے ملک سے
باہر نکلون یہ دل مین ٹھان کر ایک سردار کے پاس کہ نام اوسکا سعید تھا گیا اور باادب تمام سلام کیا اوسکی نظر جو
شاہزادے پر پڑی تو دیکھا کہ اوسکے گالون کی چمک خورشید کی روشنی کے ساتھہ برابری کر رہی ہی اور چاند سی پیشانی
زلف شبرنگ کے پہلو مین ماہ تمام کی طرح جلوہ گری کر رہی ہی پوچھا تم کون ہو اور کہان سے آنا ہوا تاج الملوک
نے عرض کیا کہ مین بیچارہ غریب مسافر ہون اور بیکس آشفتہ خاطر ہون نہ کوئی غمخوار ہے کہ غمخواری کرے
نہ یار ہے کہ شرط یاری بجا لائے نہ کوئی مددگار ہے کہ مددگاری کرے سعید نے اوس یوسف ثانی کی شیرین زبانی
سے محظوظ ہو کر بصد آرزو و خواہش اپنی رفاقت مین رکھا اور ہر روز الطاف زیادہ کرتا کہتے ہین کہ شہزادے
ایک مدت کے بعد شہر فردوس مین کہ تخت نشین وہان کا رضوان شاہ تھا پونہچے اور شام کے وقت دریا کے
کنارے اس ارادے سے کہ چند روز یہان ٹھہرین خیمے استادہ کیے جب مسافر آفتاب ملک مغرب کی سیر کو

بادشاہ نے باغ باغ ہوکر بڑا جشن کیا اور نجومیون کو بلاکر فرمایا کہ اسکی لگن دیکھو ہر ایک نے لگن کنڈلی کھینچکر اوسکا نام تاج الملوک رکھدیا اور کچھ اونگلیو پر گن گناکے عرض کی کہ یہ باغ عالم مین گل تازہ ہے اسکے نصیبون مین دولت دنیوی بے اندازہ ہے صاحب ہمت اسطرح کا ابتک کوئی ہوا ہی نہوگا یقین ہے کہ ایسا شہریار ہوکہ عالم جنات بھی مطیع اور فرمانبردار ہوگر ایک قباحت بھی اسکے ساتھ ہے جب بادشاہ کی اوسپر نظر پڑے تو فوراً بادشاہ کی آنکھون سے بینائی جاتی رہے بادشاہ نے کچھ شاد کچھ ناشاد ہوکر اونکو تو رخصت کیا اور وزیر سے فرمایا کہ ایک محل مین بتفاوت تمام ہمارے گذرگاہ سے اسکی ماں سمیت رکھو چنانچہ بموجب ارشاد کے وزیر عمل مین لایا چند سال کے بعد وہ نونہال باغ سلطنت کا کمال ناز و نعمت سے پرورش پاکر ہوا سے علم و ہنر سے سرسبز ہوا ایک روز اوسکو شکار کی خواہش ہوئی سوار ہوکر جنگل مین گیا اور ایک شکار کے پیچھے گھوڑا اوٹھایا سچ ہے کہ ہونے والی بات بے ہوئے نہین رہتی مصرعہ تقدیر کے لکھے کو امکان نہین ہے دھونا ۔ اتفاقاً بادشاہ بھی اوسیدن شکار کو سوار ہوئے تھے ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے اسی طرف کو آنکلے مشہور ہے کہ کاسنے چوٹ کنودے بھیٹ جو ہین شہزادے پر نگاہ پڑی دو ہین آنکھون کی بصارت جاتی رہی ارکان دولت نے شہزادے کو دیکھکر بادشاہ کے نابینا ہونے کا سبب دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ لازم یون تھا کہ بیٹے کو دیکھکر باپ کی آنکھین اور روشن ہون سو برعکس ظہور مین آیا بس اب یہ بہتر ہے کہ اسکو میرے ممالک محروسہ سے نکال دو اور اسکی ماں کے واسطے خدمت جاروب کشی کی مقرر کرو یہ فرماکے بادشاہ اوسٹے پانون تخت گاہ کی طرف پھیر آیا اور راہ سے دونون کو نکال دیا

دوسری داستان چارون بیٹون کے جانے کی گل بکاولی کے واسطے

کہتے ہین جب بڑے بڑے حکیم مسیحا خصلت اور بونامی طبیعت آنکھون کے علاج کے لیے بلائے سب نے متفق ہوکر عرض کی کہ گل بکاولی کے سوا کسی اور دارو سے ممکن نہین کہ بادشاہ شفا پائے اگر کسی صورت سو گل بکاولی پیدا ہو تو حضرت کیا بلکہ اندھا مادرزاد بھی آنکھین پائے یہ سنکر بادشاہ نے اپنے تمام ملک مین منادی پھروادی کہ جو گل بکاولی پیدا کرے یا اوسکی خبر لائے تو اوسکو بہت انعام و اکرام دیکر نہال کرون اسطرح بادشاہ نے ایک مدت تک اوسکے انتظار مین رو رو کر حضرت یعقوب کی طرح اپنی آنکھون کو سفید کیا اور اس غم مین مانند حضرت ایوب کے

خلاطون فطنت والاشکوہ عالی حشمت فلک اشتباہ مارکوئیس ویلزلی نواب گورنر جنرل دام اقبالہ کے عہد مین
ہندی مین ترجمہ کیا اور نام اسکا مذہب عشق رکھا ہر ایک سخن رس اور نکتہ دان صبح نفس سے یہ امید ہے کہ جہان کہنہ مین ان
عبارت مین شیب و فراز دیکھین و ہان اصلاح کے قلم سے ہموار کردین اور اس ہیچمدان کو اپنی نوازش سے ممنون فرمائین

آغاز داستان

تصویر زین الملوک شاہ



کہتے ہین کہ پورب کے شہرون مین کسی شہر کا ایک بادشاہ تھا زین الملوک نام جمال اوسکا جیسے ماہ منیر عدل و
انصاف اور شجاعت و سخاوت مین بے نظیر اوسکے چار بیٹے تھے ہر ایک علم و فضل مین علامۂ زمان اور جوانمردی مین
رستم دوران خدا کی قدرت کاملہ سے ایک اور بیٹا آفتاب کی طرح جہان کا روشن کرنے والا اور چودہوین رات
کے چاند کیطرح دنیا کے اندھیرے کا دور کرنے والا پیدا ہوا ابیات

قمر اوسکے جبین سے داغ کھائے	مہ نو پیش ابرو سر جھکائے	اگر چین جبین اوسکی بنائے	مصور چین کا چین بول جائے
بلا انگیز انکھین جادو آمیز	مے گلرنگ سے دو جام لبریز	کبھی دیکھی تھی اوس گلرو کی کاکل	پریشان آج تک ہے حال سنبل
جہان مجروح ہو تیغ نظر سے	پلک کے پار ہون خنجر جگر سے	وہ مکھڑا مہر گر دیکھے تو تھرائے	قمر کے چہرے کا بھی رنگ اڑ جائے
عجب انداز کا تل گال پر تھا	گنج حسن پر بیٹھا تھا کالا	وہ سینہ تختۂ بلور سا صاف	یہ کیا کہتا ہون مین ہیرا تھا شفاف
	ریاض حسن کا سرو سرافراز	غرض وہ تھا سراپا پایۂ ناز	

لپٹ کر سو رہون لیکن یہ خیال آیا کہ شاید آشفتہ خاطر ہو اور یہ سوچے کہ میرا کہنا خانہ تب وہ قصہ کہ جسکی داستان عشق سے بھری ہوئی تھی اوس سرمایۂ بہجت کے آگے کہنے لگا من بعد اوس یار ارجمند کی خواہش اس مستمند کو اسپر لائی کہ اس دلچسپ قصے کو فارسی کی عبارت کا لباس پہنا کر نظم و نثر کے زیور سے آراستہ کرکے مشکل پسند دیکھنے والون کے لائق کرون اس اثنا مین غرۂ ذی الحجہ کو کہ سن ایکہزار ایکسو چوبیس ہجری تھے اوس نوباوۂ باغ محبت کو صرصر موت نے جڑ سے اوکھاڑ ڈالا اس واقعہ جانکاہ سے مصیبت زدہ سکبوش و حواس اوڑ گیا چاہا کہ اوراق مسودات کو اس افسانے کے بھی پرزے پرزے کرڈالون لیکن چند دوستون نے کہ ایک گونہ پاس خاطر اونکا منظور تھا آکر سمجھایا اور کہا بیت آسان بہت ہے لعل بدخشان کا توڑنا + لیکن بہت محال ہے پھر اوسکا جوڑنا + بحکم ضرورت آدمے کو فارسی کیا اور آدمے کو اوسی طرح رہنے دیا اس کتاب کے ترجمے کا یہ سبب ہی کہ مستمند نہال چند لاہوری کو کہ اس نحیف کا مولد شاہجہان آباد ہی اشرف البلاد کلکتہ مین کہ بالفعل ہندوستان کا دارالامارۃ ہے آب و خورش کھینچکر لایا اور یہ خاکسار کپتان دلورٹ صاحب بہادر کی خدمت مین سابق سے بندگی رکھتا تھا اونکی دستگیری سے صاحب خداوند نعمت حاتم زمان دستگیر عالمان منبع الجود والاحسان سرچشمۂ فیض و سخا دریاے عنایت و کرامت بحر احسان و شجاعت صاحب گلگسٹ بہادر مدظلہ کے دامن دولت تک دسترس پایا **نظم**

ثنا مین اوسکے سبھی ہی اگر صغیر و کبیر	ہزار صفحہ کاغذ سدا کرین تحریر	وہی ہی باغ فصاحت کا نخل عالم مین	گل سخن ہے اوسکے شگفتہ دل ہی پیر
وہی ہی گوہر بحر سخا و کان عطا	نہین ہے اوسکا جہان مین کوئی عدیل و نظیر	چراغ عقل ہی شمع مراد روشن ہے	وہ رات کو مہ انور ہی دن کو مہر منیر
سجا ہی قامت معنی پہ خلعت اخلاق	خدا نے اپنی عنایت سی اوسکو دی توقیر	ہر ایک خدمت عالی مین فیض پاتا ہے	گواہ دل ہی ہی اس بات پر امیر و فقیر
لیاقت اتنی کہان خاکسار کو اوس کے	کہ اوسکی بخشش حمت کی کرسکے تقریر	مگر خدا سی دعا مانگتا ہی دن رات	سپہر مین ہے جب تک ضیا کہ مہر منیر
	سلامت اوسکو رکھے حق شاہ و دولت سے	عدو کو اوسکے کرے دہر مین ذلیل و حقیر	

غرضکہ صاحب بہادر کے تفضلات سے بخوبی اس ضعیف کی اوقات بسر ہونے لگی اور امید زیادہ تر ہونے لگی کہ اگر بخت مددگار ہے اور سیدامن دولت اپنے ہاتھ ہے تو شمت قدم کے ساتھ ہی پھر ایک روز خداوند نعمت نے ارشاد کیا کہ تاج الملوک اور بکاؤلی کا قصہ فارسی مین ہی ہندی بیتے کے محاورے مین ترجمہ کر کہ تیری سرخروئی اور یادگاری کا موجب اور ہماری خوشنودی کا سبب ہو چنانچہ اس نحیف نے حسب الارشاد فیض بنیاد اپنے حوصلے کے موافق

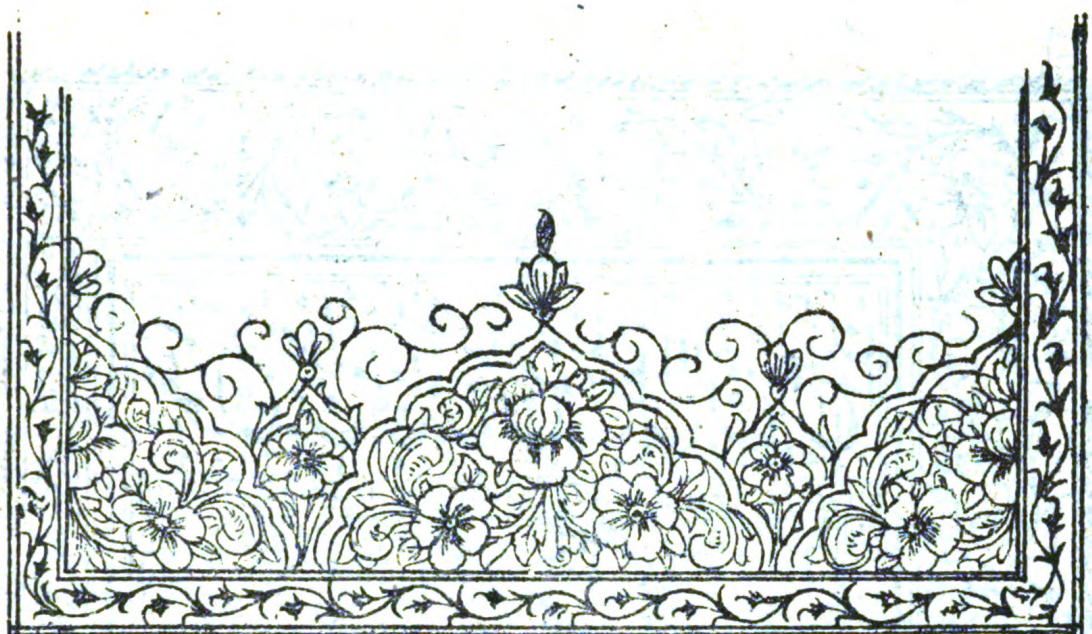
اور مقطع ظہور نے عناصر کی رباعی اختیار کی بیت اس مرحلے کا نہین ہے پایان ٭ کہہ اب تو ثنای شاہ مردان

حضرت علی مرتضی علیہ السلام کی منقبت مین

جب صبح کو آفتاب نے قلم شعاعی سے ورق عالم پر آیت نور لکھکر صفحۂ جہان کو روشن کیا مین نے چاہا کہ دریاے سخن مین غوطہ لگاکے لولوی آبدار جو سخن کے جوہریون کو منظور ہون نکالون جس طرف غور و تامل سے نگاہ کی ڈھیر کے ڈھیر نظر آئے سوچا کہ انکو کس پر نثار کرون اس تردد و فکر مین تھا کہ یکایک یہ مژدہ میرے کان مین پونہچا کہ اے غریق دریاے فکر یہ جواہر درخشان دوسرے کے لائق نہین حضرت علی کے قدمون پر نثار کر یعنے اوسکی مدح مین زبان کھول وہ شہنشاہ کہ جسکے چہرے کے عکس سے ماہ کے رخ پر صفائی آئی اور خورشید کے آئینے نے جلاے وافر پائی اگر ساتون آسمان کے میدان مین گھوڑا دوڑائے تو ستارون کے لشکر مین فتور پڑجائے اے شہنشاہ تیری درگاہ مین میری بھی عرض ہے کہ داروگیر قیامت مین مجکو باروے سپید اپنے غلامون کی صف مین رکھنا اسکے سوا اور کیا عرض کرون کہ بندے کو زیادہ عرض کرنی اپنے مولا کی جناب مین کمال گستاخی ہے

وجہ تصنیف کتاب

ناظرین پر روشن ہو کہ شیخ عزت اللہ بنگالی نے یہ کتاب فارسی مین تصنیف کی تھی اوسنے اسکا سبب یون لکھا ہے کہ طالب العلمی کے ایام مین اس حقیر کو انشاپردازی کے فن مین رغبت تمام تھی اور سودے بھی کاغذ پر لکھکر رکھ چھوڑتا تھا ایک روز رفیق شفیق نذر محمد کہ نو برس تک اس شوریدہ حال کا مرغ دل اوس شمع جمال پر پروانے کے مانند قربان اور ذرے کی طرح اوس خورشید آسمان حسن پر سرگردان تھا چکور کے مانند خرامان خرامان آیا ابیات غزالون سے کیا لیتی چشم اوسکی باج ٭ طلب کرتی تھی شیر نر سے خراج ٭ نگاہون کی تھی عشوہ سازی مدام ٭ کرشمے مین کرتی تھی عالم کا کام ٭ کبھی مستی مین لہر آئی اگر ٭ کیا صفحۂ دل کو زیر و زبر ٭ عجب خط سے رونق تھی خسار کی ٭ کہ مصحف مین جدول تھی زنگار کی ٭ رگ لعل کا مین جو پاؤن قلم ٭ تو کچھ سرخی لب ہو مجھسے رقم ٭ اور جسطرح ہمارے اوسکے دوستی تھی ویسی ہی محبت سے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور راہ الفت مین قدم ساتھ رکھا آخر شب جام لب کو شراب تکلم سے بھر کر آتش نہانی سے بخت کا بازار گرم کیا یہ شوریدۂ محبت بھی اوس فرشتہ خصال سے متکلم رہا پھر میرے زانو پر سر رکھکر کہنے لگا کہ مجھے نیند آتی ہے جب تک مین سوؤن تم مجھے کوئی کہانی کہو پہلی تو میں نے چاہا کہ مین بھی اوس سے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی کر سخن کو میرے وہ گل — کہ جسپر مرغ دل ہو سبکا بلبل

حمد و ثنا کا گلستان ہمیشہ بہار باغبان حقیقی کو سزاوار ہے کہ اوسکے باغ لطف سے اس طرفہ بوستان جہان نے آب و رنگ تازہ اور لطافت و طراوت بے اندازہ پائی پھولونکی بہار مین اور زیبا عروسون کے نقش و نگار مین اوسی کے نور کی تجلی سمائی خامۂ خشک مغز کا کیا مقدور اور کتنی طاقت کہ اوسکی حمد و ثنا تحریر کر سکے اور جو حق لکھنے کا ہے لکھ سکے ابیات

ہر اک پتے سو گل کی بھون عیان کی — وہی علت ہے بلبل کے فغان کی — جو غنچہ ہے بند غنچے کا چمن مین — اوسی کا نام لیتا ہے دہن مین
اوسکے حکم نے شیرازہ بندی — کتاب عارض محبوبین کی — جو عکس روے لیلی گل مین آیا — تو موے قیس کو سنبل بنایا
جو ابر رحمت غفار برسے — گناہون کو ہمارے دم مین دھوئے — طراوت پاے اپنی کشت امید — ہری ہو جاے اپنی کشت امید
اگر دل تھہر پا جاے اوسکا — سوا نے ظل احمد پھر نہین جا

جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین

ہزار ہزار درود و سلام اوس والا نسب عالی نسب پر ہے جو باعث بناے زمین و آسمان اور سبب ایجاد کون و مکان ہوا اوسکے براق کے سم کا نقش مہر و ماہ کی پیشانی پر درست بیٹھا اوسکے مجموعۂ امکان سے جہان ہے ایک کتاب اور اوس کتاب سے بنتی ہے ایک باب صفحۂ خاک کو جو دیکھا تو بہت افلاک مین نرہا اوس مطلع نور

Goal Bikaoli

INSTITUTE IRAN

بعون حضرت ایزدی باتفاق افاضل متمهرین بلیغ نالان بر گل خندان

مثنوی عشق

مع تصویرات معروف به

گل بکاولی

مسلک مطبع گلشن هیر چمبل فن نشی نول کشور طبع شد

Mazhab-ĕ-'ishq.

15-2 & 8.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

